حلال و حرام

حصہ اول

خلاصہ کتاب

اس کتاب میں حلال کی اہمیت وفضیلت، حرام کی مذمت ونحوست سے متعلق قرآن وسنت، اقوال صحابہ وتابعین، سلف وصالحین وبزرگان دین کے فرامین واقوال جمع کئے گئے ہیں۔

ناشر

شعبہ شرعی تحقیق سنحا پاکستان

فہرست مضامین

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين، والصلوة والسلام علىٰ سيد المرسلين، وعلىٰ آله و صحبه أجمعين. أما بعد !

دنیا کا کوئی بھی مذہب ہو، قانون ہو یا نظام، وہ معاشرے کی رہنمائی کے لئے چند امور کرنے کی اجازت دیتا ہے اور چند امور سے روکتا ہے، تاکہ مملکت، معاشرت اور ادارے میں اعتدال قائم رہے۔ دین اسلام میں یہ تصور حلال و حرام، جائز و ناجائز کے عنوان سے ہے جو اعمال کے ساتھ ساتھ انسانی غذا پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ یعنی اسلام انسان کے کیے اعمال، آمدنی اور اسکا خرچ تینوں میں حلال و حرام کے اصول بیان کرتا ہے تاکہ برے اعمال سے بچ کر انسان کی روح پاک رہے اور حلال غذا سے اسکا جسم صحت مند رہے۔

حلال و حرام کے اسلامی تصوور پر اگر غور کیا جائے تو یہ موضوع بہت ہی حساس ہے بلکہ اسے عبادات، نیک اعمال (جن کا بدلہ اللہ کی رضاء اور جنت ہے) کی قبولیت کی بنیاد کہا جاتا ہے۔ اسلام کے تصور میں حلال و حرام انسان کے زمین پر تشریف لانے سے پہلے کا ہے جس کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکل کر دنیا میں تشریف لانا پڑا، علماء فرماتے ہیں کہ حضرت انسان کی جنت میں واپسی کا راستہ بھی اسی حلال و حرام کی تمیز ہی میں پوشیدہ ہے۔

قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ میں حلال کمانے، حلال کھانے اور حرام سے بچنے کی تاکید آئی ہے۔ بلکہ نصوص سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حرام کمانے اور کھانے والے کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جاتا، چالیس دن تک اس کی دعاء قبول

نہیں کی جاتی اور حلال کا اہتمام کرنے والا مستجاب الدعوات بن جاتا ہے اور حلال انسان کو اعمال صالحہ کے کرنے میں اہم مددگار اور معاون ثابت ہوتا ہے۔

حلال آمدنی یا غذا کی مثال طہارت جیسی ہے خواہ وہ غسل ہو یا وضوء جس کے بغیر عبادت ہی نہیں ہوتی لہذا، ایک مسلمان کے لئے اس کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے اور اسی وجہ سے مسلمان دنیا کے کسی بھی خطہ میں رہتا ہو اس کی بنیادی ضرورت حلال غذا ہوتی ہے۔ اسی ضرورت نے اس وقت دنیا میں ایک نیا بازار متعارف کروادیا ہے جسے ہم حلال سرٹیفکیشن اور حلال سرٹیفائیڈ پروڈکٹس کے نام سے جانتے ہیں۔

زیر نظر کتاب کی تیاری کا بنیادی مقصد حلال و حرام کی فضیلت و اہمیت اور صحابہ سے لے کر اسلاف تک اس پر عمل کی مثالوں کو عوام کے سامنے لانا ہے تاکہ قاری پڑھ کر حلال و حرام کے حکم اور اس پر عملی مثالوں کو جان سکے اور اس کی روشنی میں عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی گزار کر ان نعمتوں سے مستفید ہو سکے۔

اس کتاب میں حلال و حرام سے متعلق ہر قسم کے اقوال و واقعات جمع کئے گئے ہیں اور بعض واقعات تو ایسے ہیں کہ آج کا انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا لیکن ان واقعات کو جمع کرنے کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ جب انسان کے دل میں کسی چیز کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے تو وہ اس کے حصول کے لئے کس قدر حساس ہو جاتا ہے اور کسی بھی حد تک قربانی دے سکتا ہے۔ انسان کی تاریخ ہے کہ وہ ترقی کرتے ہوئے چیزیں بنیادی سطح سے نچی سطح (مائیکرو لیول) پر لے جاتا ہے جس کی موجودہ دور کی مثال فوڈ سیفٹی کے مختلف عالمی معیار ہیں جنہیں ایک عام آدمی اگر پڑھے تو پریشان ہو جائے کہ اس قدر تکلف اور پریشانی کو انڈسٹری کیوں پالتی ہے؟ اس کے مقابلے میں انڈسٹری چونکہ اس کے فوائد سے واقف ہوتی ہے لہذا، فوڈ سیفٹی کے معیارات کو

نافذ کرتی ہے اور اسے قائم رکھنے کے لئے باقاعدہ ٹیم تشکیل دیتی ہے جس کا کام صرف فوڈ سیفٹی کا نفاذ قائم رکھنا ہوتا ہے۔

اسی طرح کئی انڈسٹریز کو ماحولیاتی تحفظ سے متعلق سرٹیفکیشن لینی ہوتی ہے تاکہ وہ دنیا کو یقین دلا سکیں کہ اس پروڈکٹ کی تیاری میں ماحولیات کو نقصان نہیں پہنچایا گیا۔اب تو بات یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ انڈسٹری کو اس بات کا بھی یقین دلانا ہوتا ہے کہ جن افراد کی مدد سے یہ پروڈکٹ تیار ہوئی ہے ان کے بنیادی حقوق کا خیال رکھا گیا یا نہیں؟اسی کو مائیکرو لیول کی جانچ پڑتال اور اس سے منفعت حاصل کرنا کہتے ہیں، بالکل اسی طرح کے کئی واقعات اصحاب اور اسلاف امت کے اس کتاب میں آپ کو پڑھنے کو ملیں گے۔ کئی بزرگوں نے حرام سے بچنے کے لئے حلال میں بھی شدید احتیاط کی یہاں تک کہ وہ ایک امیر انسان سے غریب ہو گئے، طاقتور انسان سے کمزور ہو گئے، صحت مند انسان سے بیمار پڑ گئے لیکن حرام سے دور رہے تاکہ اللہ کی خوشنودگی حاصل کر سکیں اور اصل (آخرت کی زندگی) میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ اسی وجہ سے آج ہزار سال گزرنے کے بعد بھی اللہ نے ان لوگوں کا نام زندہ رکھا اور قیامت تک کے انسانوں کے لئے انہیں مثال بنا دیا۔

میں آخر میں سنحا پاکستان، شعبہ شرعی تحقیق کے ساتھی مفتی مرغوب عزیز الرحمن صاحب کا مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کے مواد کی جمع و ترتیب میں عرصہ دو سال محنت کی اور خاص علمی ذوق کا مظاہرہ کیا، جس کے نتیجہ میں حلال وحرام کی اہمیت سے متعلق سینکڑوں کتابوں میں بکھرے اقوال و واقعات (عہد بہ عہد) سن ہجری اور شخصیات کے مختصر تعارف کے ساتھ ایک کتاب میں جمع ہونا ممکن ہو سکا۔اللہ رب العزت ان کے علم و عمل میں مزید ترقی نصیب فرمائے۔آمین۔

اللہ رب العزت ہمیں بھی ان واقعات کو پڑھ کر حلال و حرام کی اہمیت سمجھنے اور سبق سیکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین۔ وما ذلك علي الله بعزيز!

یوسف عبدالرزاق

چیف ایگزیکٹیو آفیسر و مدیر شعبہ شرعی تحقیق سنحا پاکستان

حلال و حرام (حصہ اوّل)

یہ مجموعہ ادارے کی طرف سے شائع ہونے والے حلال و حرام سے متعلق تفصیلی مضامین کے چار حصوں میں سے پہلا حصہ ہے، اس مجموعے میں حلال کی اہمیت و ضرورت، فضیلت و برکت، حرام کی نحوست و مذمت، تباہ کاریاں قرآن و سنت، اقوال صحابہؓ وتابعینؒ، سلف صالحین و بزرگان دین (عہد بہ عہد) کی روشنی میں قلمبند کئے گئے ہیں۔ جو اس موضوع پر ان شاءاللہ ہمارے قاری کے لئے ہر اعتبار سے نفع مند اور دلچسپ ثابت ہو گا۔ (ادارہ)

باب اول

حلال کی اہمیت و فضیلت قرآن کریم و سنت رسول ﷺ کی روشنی میں

یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے

فصل اول: حلال کی تعریف و توضیح۔

فصل دوم: حلال کی اہمیت و فضیلت قرآن کریم کی روشنی میں۔

فصل سوم: حلال کی اہمیت و فضیلت فرامین مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں۔

فصل اول : حلال کی تعریف و توضیح

حلال کی لغوی تحقیق

لغت میں ''حلال'' حرام کی عکس اور نقیض ہے، یہ حل یحل حلا سے ماخوذ ہے حلال کا مادہ (ح ل ل) ہے، سہ حرفی بنیادی مادہ ہے باب افعال اور تفعیل سے یہ متعدی ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: احلہ اللہ و حللہ ''اللہ نے اس کو حلال قرار دیا ہے[1]۔ حلال کا لفظی معنی جائز، روا، مباح یا غیر ممنوع وغیرہ ہے[2]۔ لفظ حل کے اصل اور لغوی معنی گرہ کھول دینے کے ہیں[3]، جب کی حریم اس احاطے کو کہتے

(1) والحل والحلال والحليل: نقيض الحرام، حل يحل حلا وأحله الله وحلله. وقوله تعالى: يحلونه عاما ويحرمونه عاما (لسان العرب (١١/ ١٦٧)
(ح ل ل) : حَلَّ الشَّيْءُ يَحِلُّ بِالْكَسْرِ حِلا خِلافُ حَرُمَ فَهُوَ حَلالٌ وَحِلٌّ أَيْضًا وَصْفٌ بِالْمَصْدَرِ وَيَتَعَدَّى بِالْهَمْزَةِ وَالتَّضْعِيفِ فَيُقَالُ أَحْلَلْتُهُ وَحَلَّلْتُهُ (المصباح المنير مادة " ح ل ل ")

(2) شرعی غذائی احکام، مفتی شعیب عالم: ص:34 مکتبہ السنان کراچی۔

(3) معارف القرآن از مفتی محمد شفیعؒ۔

ہیں جو کنویں میں کسی چیز کو گرنے سے روکتا ہے[1] اس کے معنی اترنے کے بھی آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب کسی جمی ہوئی چیز کو پگھلا دیا جائے تو اسے بھی حلّ کہتے ہیں یعنی اس کی گرہ کھل گئی یا کھول دی گئی، جس کا حاصل معنی یوں ہو گا کہ جو چیز انسان کے لئے حلال کر دی گئی گویا ایک گرہ کھول دی گئی اور پابندی ہٹا دی گئی۔ صاحب تفسیر قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ حلال کو حلال کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے منع کی گرہ کھل جاتی ہے[2]

حلال کی تعریف

امام غزالی رحمہ اللہ حلال کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الحلال المطلق هو الذي خلا عن ذاته الصفات الموجبة للتحريم في عينه وانحل عن اسبابه ما تطرق اليه تحريم او كراهية[3]

"حلال وہ ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے ان تمام صفات سے خالی ہو جو تحریم کا موجب بنتی ہے اور ان تمام اسباب سے بھی پاک ہو جن کی وجہ سے تحریم اور کراہیت اس کی طرف راستہ پاتی ہے"۔

کتاب التعریفات میں حلال کی تعریف

"حلال وہ جسے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ نے مباح قرار دیا ہے۔ یعنی جس کی

(1) حلال و حرام، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی۔

(2) وسمي الحلال حلالا لانحلال عقدة الخطر عنه(تفسير القرطبي (٢/ ٢٠٨)

(3) إحياء علوم الدين (٢/ ٩٨).

❊ الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد (ت ٥٠٥هـ) تاريخ النشر: ٨ ذو الحجة ١٤٣١ الناشر: دار المعرفة – بيروت.

حلت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت ہے، اس کی ضد حرام ہے"۔[1]

الفروق للقرافی میں حلال کی تعریف

امام قرافی مالکی اپنی کتاب الفروق للقرافی میں لکھتے ہیں:

"اہل علم نے حلال کی مختلف تعریفات کی ہیں: بعض حضرات فرماتے ہیں: حلال وہ ہے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حرام ہے، بعض کا کہنا ہے حلال وہ ہے جس کی اصل معلوم ہو۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ پہلی تعریف موجودہ زمانے میں بالخصوص لوگوں کے واسطے زیادہ آسان ہے"۔[2]

"**موسوعہ فقہیہ** میں ہے کہ حلال اس جائز چیز کو کہتے ہیں جس کی شرعاً اجازت حاصل ہو، اس میں مندوب، مباح اور جمہور کے نزدیک مطلق مکروہ اور حنفیہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی بھی داخل ہے"۔[3]

---

(1) (التعريفات الفقهية (ص: ٨١)الحلال: في الشرع ما أباحه الكتاب والسنة أي ما أباحه الله، سمِّي به لانحلال عقدة عنه وضده الحرام.

❊ البركتي، محمد عميم الإحسان المجددي البركتي (ت١٣٩٥) ، التعريفات الفقهية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م، الناشر: دار الكتب العلمية.

(2) الفروق للقرافي (٤/ ٧٣):قال القلشاني اختلف في تعريف الحلال فقيل هو ما لم يعرف أنه حرام، وقيل ما عرف أصله، والأول أرفق بالناس لا سيما في هذا الزمان.

❊ القرافي، أبو العباس شهاب الدين أحمد بن إدريس بن عبد الرحمن المالكي (المتوفى: ٦٨٤هـ)، الفروق، ١٩٩٤ م، دار الغرب الإسلامي- بيروت.

(3) والحلال اصطلاحا: هو الجائز المأذون به شرعا. وبهذا يشمل المندوب والمباح والمكروه مطلقا عند الجمهور، وتنزيها عند الحنفية، من حيث جواز الإتيان بها وعدم امتناعه شرعا، مع رجحان الفعل في المندوب، وتساوي الفعل والترك في المباح، ورجحان الترك في المكروه.(الموسوعة الفقهية الكويتية (١٨/ ٧٤).

دائرہ معارف میں حلال کی تعریف

حلال وہ ہے جس کو کتاب وسنت نے کسی جائز اور مباح سبب سے اس کو حلال قرار دیا ہو۔ حلال لغت وشریعت کے اعتبار سے حرام کی ضد ہے جو ظاہر اور باہر ہے۔ اور نصوص دینیہ سے کسی بھی صورت میں منافی نہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک حلال وہ ہے جس پر قرآن وسنت کی نص وارد ہوئی ہو یا جس کی بعینہ یا بجنسہ حلت پر سارے مسلمان متفق ہوں جن میں سے ایک بات یہ کہ ہر وہ چیز جس کے بارے میں منع نہیں آئی حلال ہے۔[1]

عمدۃ الفقہ میں حلال کی تعریف

''جس میں ممانعت کی وجہ نہ پائی جائے اور یہ حرام کے بالمقابل ہے''۔[2]

حلال کیا ہے؟

قوت القلوب میں شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حلال وہ ہے جس کو کتاب وسنت حلال بتائے۔ احکام وعلوم کے تمام اسباب ومعانی سے اس کی حلت معلوم ہو۔[3]

حلال وہ ہے کہ ظالموں کے ہاتھ اسے نہ لگیں۔

---

(1) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد 8 زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور، بار دوم مارچ ۲۰۰۳۔

(2) عمدۃ الفقہ، کتاب الایمان، ص: ۹۵، ج، ۱)۔

* مولانا زوار حسین شاہ، عمدۃ الفقہ، اشاعت جدید: صفر المظفر ۱۴۲۹ ہجری بمطابق 2008ء، ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز۔

(3) قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد(٢/ ٤٧٦): والحلال هو ما أجلّه الكتاب والسنّة وحللته الأحكام والعلوم من سائر الأسباب والمعاني المطلقة.

سلف میں سے بعض کا فرمان ہے:

''جب تک اس پر ظالم کا ہاتھ نہ چلے''۔

ایک عالم کا فرمان ہے:

''حلال وہ ہے جس کی وجہ سے دل میں کچھ خلجان نہ آئے اور اس پر قلبی اطمینان وسکون ہو''۔

ایک دوسرے عالم فرماتے ہیں:

''حلال وہ ہے کہ جب اہل ظاہر اور اہل باطن پر پیش کیا جائے تو کوئی بھی اس پر انکار نہ کرے، یہ ہی حلال ہے''۔[1]

قوت القلوب میں ہے:

والحلال عند العلماء ما لم يعصَ الله عزّ وجلّ في أخذه.

ترجمہ: حلال وہ ہے کہ ''جس کے حصول میں اللہ تعالیٰ کی معصیت نہ ہوتی ہو''۔[2]

سلف صالحین میں سے بعض کا یہ فرمان ہے:

''حلال وہ ہے کہ جس کی ابتداء میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو اور آخر میں اللہ کو فراموش نہ کرے۔اور کھاتے وقت اللہ کو یاد کرے اور فارغ ہونے کے بعد شکر الہیٰ بجا لائے''۔[3]

---

(1) قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد(٢/ ٤٧٧):وبعض الورعين يقول: الحلال ما لم يتناوله أيدي الظالمين، وقال بعضهم: ما لم تجرِ عليه يد ظالم، وقال بعض العلماء: لا يكون حلالاً حتى لا يتخالج في القلب منه شيء وحتى يسكن القلب إليه ويطمئن به، وقال آخر: الحلال ما عرض على أهل الظاهر والباطن، فإذا لم ينكروا منه شيئاً فذلك الحلال-

(2) قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٣).

(3) قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٣).
قال بعض علماء الباطن: الحلال ما لم يعصَ الله عزّ وجلّ في أوله ولم ينسَ في آخره وذكر عند تناوله وشكر بعد فراغه،

ابدال میں سے ایک بزرگ کا قول ہے:

"حلال وہ ہے جو مخلوق کے ہاتھوں سے نہ لیا جائے اور مخلوق کی املاک کی طرف منتقل نہ ہو"۔[1]

حلال کا درجہ

امام غزالی رحمہ اللہ احیاء علوم میں لکھتے ہیں کہ "جس کا کھانا مقرر ہو اور وہ شریعت کی رو سے اس کے حلال ہونے کو جانتا ہو، نیز وہ اس کے علاوہ کچھ نہ کھاتا ہو تو اس کے لیے حلال و حرام کا علم حاصل کرنا اس بحث میں جانا لازم اور ضروری نہیں، اور جو بندہ مختلف جگہوں سے کھانا کھاتا ہو اسے حلال و حرام کا علم حاصل کرنا ضروی ہے"[2]۔

موجودہ دور کے اندر امام غزالیؒ کے اس قول کی روشنی میں تمام مسلمانوں کے لئے حلال و حرام کا علم حاصل کرنا ضروری بنتا ہے، اس کی وجہ یہ کہ آج کل ہمارا کھانا مقرر نہیں بلکہ دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک کھانا اور کھانے پینے کی اشیاء سفر کرتی ہیں اور کرتے کرتے ہم تک پہنچتی ہیں۔دور حاضر میں حلال سرٹیفیکشن کے نظام کو قائم کرنے کا بنیادی مقصد بھی بظاہر یہ ہی نظر آرہا ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء اب ویسی نہیں رہی جیسے ماضی میں ہوا کرتی تھیں، اب دنیا کے

---

(1) قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٤) ومن الأبدال من يقول الحلال ما لم يؤخذ من أيدي الخلق ولم ينتقل إلى أملاكهم،

(2) «إحياء علوم الدين» (٢/ ٩٢):«بأن يكون له طعمة معينة يعرف بالفتوى حلها لا يأكل من غيرها فأما من يتوسع في الأكل من وجوه متفرقة فيفتقر إلى علم الحلال والحرام كله»

دوسرے کونے سے اشیاء ملک پاکستان میں پہنچائی جاتی ہیں لہذا، ان کے استعمال سے قبل تحقیق از حد ضروری ہے تاکہ ایک مسلمان حتی الامکان اپنے آپ کو حرام اور مشبوہ سے محفوظ کر سکے۔

قوت القلوب میں علماء کا یہ فرمان نقل ہے: اولاً تجارت کا علم حاصل کر لیا جائے، پھر بازار میں جاکر خرید وفروخت میں حصہ لے لیا جائے۔آپ ﷺ کا فرمان: "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"۔اس کا یہ ہی مطلب بیان کرتے ہیں۔مزید لکھتے ہیں کہ جب انسان بازار میں داخل ہو جائے تو حلال وحرام اور خرید وفروخت کا علم حاصل کرنا فرض ہو جاتا ہے[1]

---

(1) وكان بعض العلماء يقول: تفقّه ثم ادخل السوق فبعْ واشترِ، وتأول معنى قول النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طلب العلم فريضة على كل مسلم قال: هو طلب علم الحلال والحرام والبيع والشراء، إذا أراد الإنسان أن يدخل فيه افترض عليه علمه،(قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٠)

❋ أبو طالب المكي، محمد بن علي بن عطية الحارثي (ت ٣٨٦ هـ) ، قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد،الطبعة: الثانية، ١٤٢٦ هـ-٢٠٠٥ م، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان.

فصل دوم : حلال کی اہمیت و فضیلت قرآن کریم کی روشنی میں

حلال کی دعوت پوری انسانیت کے لئے

قرآن مجید میں اللہ جل شانہ کا فرمان ہے:

''یَاأَیُّهَا النَّاسُ کُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَیِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ إِنَّهُ لَکُمْ عَدُوٌّ مُبِینٌ'' (البقرة ۱٦۸)

''اے لوگو جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے (شرعی) حلال پاک چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔''

(ترجمہ از: بیان القرآن)

قرآن پاک کا یہ اسلوب بیان ہے کہ موضوع کی نوعیت کے اعتبار سے کبھی خطاب عام ہوتا ہے۔ جیسے ''یایہا الناس ''یعنی اے لوگو! اے بنی نوع انسان اور کبھی خطاب خاص ہوتا ہے۔ جیسے ''یایہا الذین امنوا، یااهل الکتاب''وغیرہ اس آیت میں خطاب عام ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے حکم دیا جارہا ہے۔ سورہ بقرہ میں یایہا الناس کے لفظ کے ساتھ خطاب یہاں دوسری مرتبہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

بعض چیزوں کے استعمال سے منع کیا ہے اور بعض چیزوں کے استعمال کی اجازت دی ہے، جن چیزوں کی اجازت دی ہے یعنی حلال کیا ہے وہ (فی الواقع) خوشگوار، پاکیزہ، معتدل، صحت بخش اور روح پرور ہیں اور جن چیزوں سے منع کیا ہے یعنی ان کو حرام قرار دیا ہے وہ سب کی سب روح، عقل، جسم اور اخلاق و کردار کو نقصان پہنچانے والی اور بدکاری و بے حیائی کی راہ کھولنے والی ہیں۔ اسی طرح اسلام نے جن چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا ہے وہ لازماً پاکیزہ اور اچھی ہیں یعنی وہ ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی نجاستوں سے پاک ہیں اور ان کے کھانے کا کوئی برا اثر انسان کے اخلاق پر نہیں پڑتا۔

آیت کریمہ يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا کے تحت تفاسیر ملاحظہ فرمائیں:

تفسیر ابن کثیر ملاحظہ ہو

علاّمہ ابن کثیر رحمہ اللہ آیت کریمہ يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ کے تحت لکھتے ہیں: اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ میرا یہ احسان نہ بھولو کہ میں نے تم پر پاکیزہ چیزیں حلال کیں جو تمہیں لذیذ اور مرغوب ہیں جو نہ ہی جسم کو ضرر پہنچائیں نہ صحت کو اور نہ عقل و ہوش کو ضرر دیں، اور میں تمہیں شیطان کی راہ پر چلنے سے روکتا ہوں جس طرح اور لوگوں نے اس کی چال چل کر بعض حلال چیزیں اپنے اوپر حرام کر لیں۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اسی ضمن میں عیاض بن حمار کے حوالے سے ایک حدیث قدسی نقل فرماتے ہیں:

"صحیح مسلم میں ہے: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم فرماتا ہے: "میں نے جو مال اپنے بندوں کو دیا ہے اسے ان کے لئے حلال کر دیا ہے اور میں نے

اپنے بندوں کو موحد پیدا کیا مگر شیطان نے اس دین حنیف سے انہیں ہٹا دیا اور میری حلال کردہ چیزوں کو ان پر حرام کر دیا"۔آپ ﷺ کے سامنے جس وقت اس آیت کی تلاوت ہوئی تو حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ نے کھڑے ہو کر کہا: اے اللہ کے حضور ﷺ میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری دعاؤں کو قبول فرمایا کرے، آپ نے فرمایا: اے سعد! پاک چیزیں اور حلال لقمہ کھاتے رہو اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرماتا رہے گا۔ قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے حرام کا لقمہ جو انسان اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے اس کی نحوست کی وجہ سے چالیس دن تک اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی اور جو گوشت پوست حرام سے پلا وہ جہنمی ہے۔ پھر فرمایا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے[1]

---

(1) (تفسير ابن كثير ت سلامة (١/ ٤٧٨) فذكر[ذلك]في مقام الامتنان أنه أباح لهم أن يأكلوا مما في الأرض في حال كونه حلالا من الله طيبا، أي: مستطابا في نفسه غير ضار للأبدان ولا للعقول، ونهاهم عن اتباع خطوات الشيطان، وهي: طرائقه ومسالكه فيما أضل أتباعه فيه من تحريم البحائر والسوائب والوصائل ونحوها مما زينه لهم في جاهليتهم، كما في حديث عياض بن حمار الذي في صحيح مسلم، عن رسول الله ﷺ أنه قال: "يقول الله تعالى: إن كل ما أمنحه عبادي فهو لهم حلال" وفيه: "وإني خلقت عبادي حنفاء فجاءتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم، وحرمت عليهم ما أحللت لهم" وقال الحافظ أبو بكر بن مردويه: حدثنا سليمان بن أحمد، حدثنا محمد بن عيسى بن شيبة المصري، حدثنا الحسين بن عبد الرحمن الاحتياطي، حدثنا أبو عبد الله الجوزجاني -رفيق إبراهيم بن أدهم- حدثنا ابن جريج، عن عطاء، عن ابن عباس قال: تليت هذه الآية عند النبي ﷺ: ﴿يا أيها الناس كلوا مما في الأرض حلالا طيبا﴾ فقام سعد بن أبي وقاص، فقال: يا رسول الله، ادع الله أن يجعلني مستجاب الدعوة، فقال. "يا سعد، أطب مطعمك تكن مستجاب الدعوة، والذي نفس محمد بيده، إن الرجل ليقذف اللقمة الحرام في جوفه ما يتقبل منه أربعين يوما، وأيما عبد نبت لحمه من السحت والربا فالنار أولى به.

❊ ابن كثير، عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمر البصري ثم الدمشقي (**المتوفى: ٧٧٤هـ**)، تفسير القرآن العظيم (ابن كثير) الطبعة: الأولى - ١٤١٩ هـ الناشر: دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون – بيروت.

تفسیر بغوی ملاحظہ ہو

محی السنہ صاحب تفسیر بغوی مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں

اس مقام پر تنبیہ کر دی گئی کہ "حلال وہی ہے جسے شریعت نے حلال قرار دیا"۔ اس سے یہ بات صاف ہو گئی کہ حلال کی اتھارٹی مخلوق میں سے کسی کے پاس نہیں صرف شریعت کے پاس ہے۔اور پھر "طیبا" کی شرح فرمارہے ہیں: طیب وہ ہے جسے مرغوب ولذیذ اور پاکیزہ سمجھا جائے، پھر مسلمان کی شان بتلا رہے ہیں کہ "مسلمان حلال کو پسندیدہ و پاکیزہ سمجھتا ہے اور حرام سے ڈرتا ہے"[1]

تفسیر قرطبی ملاحظہ ہو

مفسر علاّم شمس الدین القرطبیؒ (المتوفی: ۶۷۱ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: حضرت سہل بن عبد اللہ نے کہا: نجات تین چیزوں میں ہے: حلال کھانا، فرائض ادا کرنا اور نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنا، آگے لکھتے ہیں پانچ خصال کے ساتھ علم مکمل ہوتا ہے: (1) اللہ تعالیٰ کی معرفت (2) حق کی معرفت (3) اللہ تعالیٰ کے لئے عمل میں اخلاص (4) سنت پر عمل (5) حلال کھانا۔

اگر ان میں سے ایک خصلت بھی نہ پائی جائے تو عمل بلند نہیں ہوتا۔ حضرت سہل نے کہا: حلال کھانا ہو ہی نہیں سکتا مگر علم کے ساتھ۔اور مال حلال نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ چھ چیزوں سے پاک ہو: سود، حرام، السحت۔ خیانت، مکروہ اور شبہ۔[2]

---

(1) والحلال ما أحله الشرع طيبا، قيل: ما يستطاب ويستلذ، تفسير القرطبي (٢/ ٢٠٧).

(2) قال سهل بن عبد الله: النجاة في ثلاثة: أكل الحلال، وأداء الفرائض، والاقتداء بالنبي ﷺ. ---خمس خصال بها تمام العلم، وهي: معرفة الله عز وجل، ومعرفة الحق وإخلاص العمل لله، والعمل على السنة، وأكل الحلال، فإن فقدت واحدة لم =

تفسیر ذخیرۃ الجنان ملاحظہ ہو

شیخ الحدیث والتفسیر علامہ سرفراز خان صفدرؒ تفسیر ذخیرۃ الجنان میں رقم طراز ہیں: آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر خدا کی مخلوق میں اور کوئی نہیں ہے، آپ ﷺ نے بھی جب اپنی گھریلو مصلحت کے واسطے صرف اپنی ذات کے لئے شہد حرام کیا تھا امت کے واسطے نہیں اور بیویوں کے لئے بھی حرام نہیں کیا تھا بلکہ صرف اپنی ذات کے لیے کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مکمل سورت نازل فرمائی، یاایھاالنبی لم تحرم ما احل الله لك (سورۃ التحریم) اے نبی ﷺ! کیوں آپ نے حرام کی وہ چیز جو رب تعالیٰ نے حلال فرمائی ہے۔ توانہوں نے اپنی مرضی سے بعض چیزیں حلال کی تھیں اور بعض چیزیں حرام کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو خطاب کرکے فرماتے ہیں یاایھاالناس اے انسانو! اور انسانوں کی تخصیص اس واسطے ہے کہ زمین کی خلافت انسانوں کے لیے ہے اور جنات ان کے تابع ہیں۔ اے انسانو! کلوا کھاؤ مما فی الارض وہ چیز جو زمین میں ہے۔ لیکن دو شرطیں ہیں اول یہ کہ وہ حلال ہو اور اس سے مراد وہ چیز ہے جس کے کھانے کی رب تعالیٰ نے اجازت دی اور دوم طیبا اور پاک ہو۔ طیب اس کو کہتے ہیں کہ جس کے ساتھ کسی اور کا حق متعلق نہ ہو۔ مثال کے طور پر گندم حلال ہے اور اگر کسی سے رشوت میں لی ہو یا غصب کی ہو یا چوری کی ہو تو

=

يرفع العمل. قال سهل: ولا يصح أكل الحلال إلا بالعلم، ولا يكون المال حلالا حتى يصفو من ست خصال: الربا والحرام والسحت- وهو اسم مجمل- والغلول والمكروه والشبهة.:(تفسير القرطبي (٢/ ٢٠٨)

* القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد (المتوفى: ٦٧١هـ) تفسير القرطبي، الطبعة: الثانية، ١٣٨٤هـ - ١٩٦٤ م، الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة.

وہ طیب نہیں ہے، کھا نہیں سکتے، کھانا حلال نہیں ہو گا۔[1]

بنی نوع انسان کو قانون کی پابندی کا درس

تفسیر معالم العرفان میں ہے: دراصل یہاں پر حلال اور پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو قانون کی پابندی کا درس دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں حلال قرار دی ہیں صرف انہیں استعمال کرو اور حرام خوری سے بچ جاؤ اگر تم اللہ کے قائم کردہ اس قانون کی پابندی نہیں کروں گے تو اصل راستے سے بہک کر شیطان کے نقش قدم پر چلنے لگو گے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ ترقی کے مقام حظیرۃ القدس میں پہنچنے کی بجائے ظلمت کی اتھاہ گہرائیوں میں پہنچ جاؤ گے۔[2]

ذکر کردہ تفاسیر سے حلال کی اہمیت و عظمت عیاں ہیں، رب تعالیٰ اپنے بندوں پر کیے ہوئے احسان کی طرف متوجہ فرمارہے ہیں کہ اے انسان جو چیزیں تجھے لذیذ اور مرغوب ہیں وہ میں نے تیرے لیے صرف حلال ہی نہیں کی بلکہ وہ تیرے لیے نفع بخش بھی ہیں، لہذا تم ان چیزوں کو کھاؤ جو میں نے حلال کی ہیں، اور شیطان کی راہ چل کر میری حلال کردہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام مت کرنا۔ دوسرا نقطہ یہ ملا کہ حلال کے مقابلے میں حرام کی نحوست اس قدر ہے کہ حرام کے ایک لقمے کے پیٹ میں جانے کے سبب چالیس روز تک عبادت قبول ہی نہیں ہوتی، گویا بندہ کا اللہ تعالیٰ سے ربط اور رابطہ ٹوٹ کر منقطع ہو جاتا ہے۔

---

(1) تفسیر ذخیرۃ الجنان، مولانا سرفراز خان صفدرؒ، ناشر: میر محمد لقمان برادران، سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ۔

(2) معالم العرفان فی دورس القرآن بتغیر یسیر۔

* حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی رحمہ اللہ، معالم العرفان فی دورس القرآن، تیرہواں ایڈیشن صفر المظفر 1429 مکتبہ دورس القرآن فاروق گنج والا.

فصل سوم : حلال کی اہمیت و فضیلت فرامین مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں

نبی معظم ﷺ اور حلال کی اہمیت

شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ ''قوت القلوب'' میں روایت نقل فرماتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کی: ''حلال طلب کرنا (دوسرے) فریضہ کے بعد ایک فریضہ ہے۔ چنانچہ تجارت کا علم اور فرض کا علم، دونوں کے حصول کو یکساں اور برابر قرار دیا اور دونوں کو طلب کرنا لازم قرار دیا، غرض یہ کہ جاہل کے لئے جیسے طلب علم فرض ہے ایسے ہی کھانے کے لئے حلال کی تلاش کو فرض قرار دیا۔ اور جب فرائض مشروع ہیں تو یہ قیامت تک ثابت ہیں۔ جب ان کے طلب کرنے کا حکم دیا تو ان کا پایا جانا بھی ثابت ہوا، اس لیے کہ معدوم چیز کی طلب فرض نہیں کی جاتی البتہ حلال روزی کے حصول کی راہ ذرا تنگ ہے، اس کی صورتیں دقیق ہیں، حلال روزی کے ذرائع کچھ پر مشقت ہیں اور حلال روزی کی کمائی، مقدار میں کم اور کھردرے پن والی ہوتی ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ حلال تلاش کرنے والے کم تر اور خال خال ہیں عام لوگ اس سے کتراتے ہیں۔ قرآن میں رب ذوالجلال کا یہ ارشاد ہے ''وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیرلکم '''' اور شاید تمہیں بری لگے

ایک چیز اور وہ بہتر ہو تم کو" پھر فرائض کے علوم واحکام بھی ہیں جو لوگ ان علوم میں موجود احکام سے آگاہ نہیں ہیں اور ان احکام کی پابندی نہیں کرتے گویا وہ ان سے جاہل ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازار والوں کو سخت تنبیہ کرتے ہوئے یہ ارشاد فرماتے: ہمارے بازار میں صرف وہی کاروبار کرے جو علم تجارت سے آگاہ ہو ورنہ سود کھائے گا"۔[1]

حلال کمانے والا جنتی ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "دنیا سر سبز و شاداب اور میٹھی ہے۔ "مَنِ اكْتَسَبَ فِيهَا مَالًا مِنْ حِلِّهِ وَأَنْفَقَهُ فِي حَقِّهِ أَثَابَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَوْرَدَهُ جَنَّتَهُ" یعنی جو آدمی اس میں کسب مال حلال کرے اور اس مال کو حق اور جائز جگہ خرچ کرے تو اسے اللہ تعالیٰ مل جائیں گے (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے گی) اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔[2]

---

(١) قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٦٩): وروي عن ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي ﷺ: طلب الحلال فريضة بعد الفريضة، فسوّى بينه وبين العلم في الفرض فأوجب الطلب لهما، مثل فرض الحلال» للأكل مثل طلب العلم للجاهل، والفرائض إذا شرعت ثبتت إلى يوم القيامة، فإذا أمر بطلبها دلّ على وجودها لأنه لا يؤمر بطلب مفترض علينا يكون معدوماً، فالحلال موجود من حيث افترض علينا وأمرنا بطلبه، ولكن طريقه ضيق ووجوهه غامضة والتسبب إليه فيه مشقة، والحاصل منه فيه خشونة وقلة، ومع ذلك فإنّ المعاون عليه قليل والطالب غريب وهذه أسباب تكرهها النفوس، وعسى أن تكرهو شيئاً وهو خير لكم، ثم إنّ الفرائض لها علوم وأحكام؛ فمن لم يعرف علومها ولم يقم بأحكامها فكأنه لم يعلمها، وكان عمر رضي الله عنه يضرب أهل السوق بالدرة ويقول: لا يتّجر في سوقنا إلاّ من تفقّه وإلاّ أكل الربا

(٢) شعب الإيمان(٧/ ٣٦٨ ط الرشد):عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: " الدنيا خضرة حلوة، من اكتسب فيها مالا من حله وأنفقه في حقه أثابه الله عليه =

حلال نجات اور بخشش کا ذریعہ ہے

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے حلال کا ایک درہم کمایا اور اسے حلال جگہ خرچ کیا تو اللہ عزوجل سود اور حرام خوری کے علاوہ اس کے تمام گناہ معاف فرمادے گا۔"(1)

حلال کھلانے والے کا چہرہ آخرت میں چمکے گا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ "جس شخص نے حلال طریقے سے رزق حاصل کیا حرام سے بچنے کی خاطر، اپنے اہل وعیال کو رزق حلال پہنچانے کی خاطر اور اپنے ہمسائے پر مہربانی اور اس کے ساتھ ہمدردی وتعاون کی خاطر تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ "ووجهه مثل القمر ليلة البدر" اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا"۔(2)

=

وأورده جنته، ومن اكتسب فيها مالا من غير حله وأنفقه في غير حقه أحله الله دار الهوان، ورب متخوض في مال الله ورسوله له النار يوم القيامة، يقول الله: كلما خبت زدناهم سعيرا "

* البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين، (٣٨٤-٤٥٨هـ) شعب الإيمان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م، الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند٤١٩.

(1) وقال ﷺ: "من اكتسب درهما حلالا، وأنفقه في حلال، غفر الله له كل ذنب إلا الربا والحرام".(بحر الدموع (ص: ١٤٤)

* ابن الجَوْزي، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي (ت ٥٩٧هـ) ، بحر الدموع، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ-٢٠٠٤م، الناشر: دار الفجر للتراث.

(2) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (٨/ ٣٢٦٠)- وعن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله ﷺ : " من طلب الدنيا حلالا استعفافا عن المسألة، وسعيا على أهله، وتعطفا على جاره، لقي الله تعالى يوم القيامة ووجهه مثل القمر ليلة البدر. ومن طلب الدنيا حلالا، مكاثرا، مفاخرا مرائيا لقي الله تعالى وهو عليه غضبان ". رواه البيهقي في (شعب الإيمان) ، وأبو نعيم في (الحلية) .

مظاہر حق میں لکھا ہے کہ جب مال کو حلال انداز سے حاصل کرنے میں تکبر و فخر شامل ہو تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور حرام کا کیا حال ہو گا۔ ذکر شاید اس وجہ سے نہ فرمایا ہو کہ یہ اہل اسلام کو بات جڑتی نہیں اس لیے ذکر نہیں کیا وہ سیاق کلام سے خود سمجھ آرہا۔[1]

حلال مال، پاکیزگی وطہارت کا ذریعہ ہے

صحیح ابن حبان، مستدرک اور شعب الایمان میں روایت ہے

عن أبي سعيد الخدري، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "أيما رجل كسب مالا من حلال، فأطعم نفسه، أو كساها، فمن دونه من خلق الله، فإن له بها زكاة" [٢]

جس آدمی نے حلال مال سے کمایا، پھر اس کو اپنی ذات کو یا دوسری اللہ کی مخلوق کو کھلایا، یا کپڑا پہنایا تو اس کے لیے یہ چیز پاکیزگی وطہارت کا ذریعہ بنے گی۔

حلال کھانا اور کھلانا طہارت قلبی کا ذریعہ ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت ذکر ہے، فرماتے ہیں: کہ سرور دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی کسب مال حلال کرے پھر

(1) مظاہر حق جلد چہارم ص: ۷۰۷۔

* قطب الدین، علامہ نواب محمد قطب الدین دہلوی مظاہر حق جدید، طباعت: مارچ ۲۰۰۹ شکیل پریس کراچی، دارالاشاعت کراچی۔

(2) صحيح ابن حبان – محققا(٤٨ / ١٠) المستدرك على الصحيحين للحاكم (٤/ ١٤) صحيح شعب الإيمان (٢/ ٤٣٨).

* الحاكم، أبو عبد الله محمد بن عبد الله (المتوفى: ٤٠٥هـ)، المستدرك على الصحيحين الطبعة: الأولى، ١٤١١ – ١٩٩٠ ، (٣/ ٧٤٤) [التعليق – من تلخيص الذهبي] ٦٧٠٥ – صدقة بن هرمز ضعفه ابن معين، دار الكتب العلمية – بيروت.

اس مال سے اپنے نفس کو کھلائے یا پہنائے یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو کھلائے یا پہنائے تو فرمایا کہ فَإِنَّ لَهُ بها زكاة یعنی یہ عمل اس کی طہارت قلبی کا ذریعہ ہے[1]

حلال جگہ کا دام حلال جگہ ہی خرچ کرو

تذکرۃ الاولیاء میں ہے: ہشام بن عبدالملک نے سوال کیا کہ وہ کون سا عمل ہے جس کے ذریعے نجات حاصل ہوسکے؟ شیخ نے فرمایا کہ حلال جگہ سے جو دام حاصل ہو اس کو حلال جگہ ہی خرچ کرو۔ اس نے کہا اتنا دشوار کام کون کر سکتا ہے؟ فرمایا: کہ جس کو جنت کی خواہش اور جہنم کا خوف رکھتے ہوئے رضائے خداوندی کی طلب ہو گی۔[2]

حلال حصول جنت کا سہل راستہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا: "من أكل طيبا، وعمل في سنة، وأمن الناس بوائقه دخل الجنة" یعنی

---

(1) الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان(١٠/ ٤٨):عن أبي سعيد الخدري، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "أيما رجل كسب مالا من حلال، فأطعم نفسه، أو كساها، فمن دونه من خلق الله، فإن له بها زكاة".

* ابن بلبان،الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي (ت ٧٣٩ هـ) ، الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان،الطبعة: الأولى، ١٤٠٨ هـ - ١٩٨٨ م،الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت.

(2) سال هشام بن عبدالملك : ماالذي ننجو به في هذا الشغل ؟ قا: ان اردت ان تاخذ درهما، فخذ من موضع يجوز لك الاخذ منه، واصرافه في موضع يضل لك الصرف فيه. قال هشام:من الذي يطيق ذالك ؟ قال الشيخ رضي الله عنه : من كان هاربا من النار، طالبا للجنة. تذكرة الاولياء عربى، شيخ فريد الدين عطار نيشا بورى، مصحح :احمد آرام ، ص:٨٩.

جس نے پاکیزہ رزق کھایااور سنت پر عمل پیرا ہوااور لوگ اس کی اذیت سے محفوظ رہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا[1]۔

سب سے بڑے عبادات گزار بننے کا نسخہ

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمتِ دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون ہے جو مجھ سے چند باتیں لے لے اور ان پر عمل کرے یا اسے بتائے جو ان پر عمل کرے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ہوں ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ چیزیں گنی، فرمایا: (۱) حرام چیزوں سے بچو سب سے بڑے عبادت گزار ہو جاؤ گے (۲) اللہ نے تمہاری قسمت میں جو لکھ دیا ہے اس پر راضی رہو سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے (۳) جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی لوگوں کے لیے پسند کرو (کامل) مسلمان ہو جاؤ گے (۴) اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرو (کامل) مومن ہو جاؤ گے اور (۵) زیادہ مت ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔[2]

---

(1) سنن الترمذي ت بشار (٤/ ٢٥٠) عن أبي سعيد الخدري، قال: قال رسول الله ﷺ : من أكل طيبا، وعمل في سنة، وأمن الناس بوائقه دخل الجنة.

* الترمذي،أبو عيسى محمد بن عيسى (المتوفى:٢٧٩هـ) سنن الترمذي ت بشار الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ- ١٩٧٥ م، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر.

(2) سنن الترمذي ت شاكر (٤/ ٥٥١) عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: «من يأخذ عني هؤلاء الكلمات فيعمل بهن أو يعلم من يعمل بهن»؟ فقال أبو هريرة: فقلت: أنا يا رسول الله، فأخذ بيدي فعد خمسا وقال: «اتق المحارم تكن أعبد الناس، وارض بما قسم الله لك تكن أغنى الناس، وأحسن إلى جارك تكن مؤمنا، وأحب للناس ما تحب لنفسك تكن مسلما، ولا تكثر الضحك، فإن كثرة الضحك تميت القلب»: " هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من حديث جعفر بن =

پیٹ میں حلال کے سوا کچھ داخل نہ کیجئے

الترغیب والترہیب میں سیدنا حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا (انہوں نے) فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص یہ طاقت رکھتا ہو کہ اپنے پیٹ میں حلال پاکیزہ چیز کے علاوہ کچھ اور داخل نہ کرے تو اسے چاہیے کہ ایسا کر گزرے کیوں کہ سب سے پہلے انسان کا پیٹ ہی آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس روایت کو علامہ ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الورع" میں "باب الورع فی البطن" کے تحت نقل کیا ہے۔[1]

ہر دانے، ذرے اور ہر ہر دانق کا حساب لیا جائے گا

نبی معظم ﷺ کا ارشاد ہے "قیامت کے دن مال حلال جمع کرنے والے اور اسے حلال جگہ خرچ کرنے والے ایک شخص کو لایا جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا کہ "حساب کے لئے کھڑے رہو۔" پھر اس سے ہر دانے، ذرے اور ہر ہر دانق

=

سليمان والحسن لم يسمع من أبي هريرة شيئا. هكذا روي عن أيوب، ويونس بن عبيد، وعلي بن زيد، وروى أبوعبيدة الناجي، عن الحسن، هذا الحديث قوله: ولم يذكر فيه عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم ".

(1) الترغيب والترهيب للمنذري - ط العلمية(٣/ ٢٠٢):«عن جندب بن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من استطاع منكم أن لا يحول بينه وبين الجنة ملء كف من دم امرئ مسلم أن يهريقه كما يذبح به دجاجة كلما تعرض لباب من أبواب الجنة حال الله بينه وبينه ومن استطاع منكم أن لا يجعل في بطنه إلا طيبا فليفعل فإن أول ما ينتن من الإنسان بطنهرواه الطبراني ورواته ثقات والبيهقي مرفوعا هكذا وموقوفا وقال الصحيح أنه موقوف.

(درہم کے چھٹے حصے) کا حساب لیا جائے گا کہ اس نے اسے کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔" پھر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "اے ابن آدم! تو ایسی دنیا کا کیا کریگا جس کے حلال کا حساب دینا پڑے گا اور حرام کی سزا بھگتنا پڑے گی"(1)

فلا تأمن لذي الدنيا صلاحا فإن صلاحها عين الفساد
ولا تفرح لمال تقتنيه فإنك فيه معكوس المراد (۲)

ترجمہ: (۱) دنیادار کی خوش حالی پر مطمئن نہ ہونا، کیوں کہ اس کی خوش حالی تو محض فساد ہے۔
(۲) اور اپنے کمائے ہوئے مال پر خوشی مت کر کیوں کہ اس سے تو اپنی مراد حاصل نہیں کر سکتا۔

---

(1) قال رسول الله صلي الله عليه وسلم : "يؤتى برجل يوم القيامة قد جمع المال من حلال وأنفقه في الحلال، فيقال له: قف للحساب، فيحاسب على كل حبة وذرة ودانق: من أين أخذه وفيما أنفقه" ثم قال صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يا ابن آدم، ما تصنع بالدنيا؟ حلالها حساب، وحرامها عقاب". بحر الدموع (ص: ٢٨).
(2) بحر الدموع (ص: ٢٨).

باب دوم

حلال کی اہمیت و فضیلت اقوال صحابہؓ، سلفؒ صالحین و بزرگان دین کی روشنی میں

یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے

فصل اول: حلال کی اہمیت وفضیلت اقوال صحابہؓ،تابعینؒ و تبع تابعینؒ کی روشنی میں

فصل دوم: حلال کی اہمیت وفضیلت اقوال سلف و بزرگان دین کی روشنی میں

فصل سوم: حلال کی برکت اقوال صحابہؓ سلف صالحین و بزرگان دین کی روشنی میں

فصل اول: حلال کی اہمیت و فضیلت اقوال صحابہؓ تابعین و تبعؒ تابعین کی روشنی میں

حلال غذا کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت

حضرت عیسیٰ ابن مریم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول علیہ السلام ہیں، رب العزت نے انہیں کتاب، حکمت اور تورات و انجیل سکھائی۔ معجزات کے ذریعے تائید کی چنانچہ انہوں نے ماں کی گود میں کلام کیا۔

علامہ ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کی کتاب ''الورع'' میں آپ علیہ السلام کے بارے میں یہ ذکر ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے کچھ وصیت کیجئے! تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اپنی غذا کو دیکھ کہ یہ غذا تو نے کن ذرائع سے حاصل کی ہے۔ (حلال یا حرام) مطلب یہ تھا کہ اپنی غذا کو پاک رکھو، حلال اور حرام کی تمیز کر کے غذا کو جزء بدن بنالو یہ ہی سب سے بڑی نصیحت اور وصیت ہے۔[1]

---

(1) الورع لابن أبي الدنيا (ص: ۸۸)حدثنا سعدويه قال: سمعت عبد الله بن عبد العزيز العمري يقول: " قال رجل لعيسى ابن مريم: أوصني. قال: انظر خبزك من أين هو؟ الجوع (۱/ ٤۱۷، بترقيم الشاملة آليا) الجامع لأخلاق الراوي(۲۵۹ / ۲) .
=

سیدنا حضرت لقمان حکیم رحمہ اللہ کی نصیحت

لقمان حکیم رحمہ اللہ کا ذکر قرآن مجید سورہ القمان میں ہے، آپ کے بارے علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ آپؒ اللہ کی حکمت سے دانا اور حکیم تھے ،آپ کی حکمت کی باتیں زبان زد عام ہیں: آپ کا یہ فرمان ہے "جب تم نماز پڑھو تو اپنے دل کی حفاظت کرو""جب تم کھانا کھاؤ تو اپنے حلق کی حفاظت کرو"

لقمان حکیم رحمہ اللہ نے متعدد نصائح میں حلال مال کو دین، حیاء اور اخلاق حسنہ کی طرح امور مبارکہ اور خصال سعیدہ میں ذکر فرمایا ہے۔ان کا ایک مقالہ مبارکہ پیش خدمت ہے۔

وقال ابن لقمان لأبيه أي الخصال خير؟ قال: الدين، قال: فإن كانت اثنتين؟ قال: الدين والمال، قال: فإن كانت ثلاثة؟ قال: الدين والمال والحياء، قال: فإن كان أربعاً؟ قال: حسن الخلق، قال: فإن كانت خمساً؟ فقال: السخاء، قال: فإن كانت ستاً؟ قال: يا بني إذا اجتمعت فيه هذه الخمس خصال فهو تقي لله ولي، ومن الشيطان بري.

یعنی "لقمان حکیم رحمہ اللہ کے بیٹے نے ان سے پوچھا کہ اے ابا جان! کونسی اچھی خصلت اور کونسے اچھے امور ایسے ہیں جو انسان میں ہونے چاہییں؟ حضرت لقمان

=

* ابن أبي الدُّنيا، أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد (ت ٢٨١هـ) ، الجوع، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م، الناشر: دار ابن حزم، بيروت لبنان.
* الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت، (ت ٤٦٣هـ) ، الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع،المحقق: د. محمود الطحان، الناشر: مكتبة المعارف - الرياض

حکیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دیندار ہونا اور دین پر مکمل عمل پیرا ہونا سب سے اچھی بات ہے۔ بیٹے نے کہا کہ اگر انسان دو امور اختیار کرنا چاہے تو کونسے دو امور بہتر ہیں ؟ حضرت لقمان نے فرمایا کہ دین اور مال۔ یعنی انسان دیندار ہو اور کسب مال حلال کرے۔ بیٹے نے کہا کہ اگر تین چیزیں انسان اختیار کرنا چاہے تو کونسی تین چیزیں اچھی ہیں ؟ فرمایا دین، مال اور حیاء۔ بیٹے نے کہا کہ اگر کوئی آدمی چار باتیں اختیار کرنا چاہے تو کونسی چار باتیں اختیار کرنی چاہیں ؟ تو حضرت لقمان نے فرمایا کہ دین، مال، حیاء اور حسن خلق۔ بیٹے نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص پانچ امور اختیار کرنا چاہے تو کونسے پانچ امور اختیار کرنے چاہیں ؟ تو حضرت لقمان نے فرمایا کہ دین، مال، حیاء اور حسن خلق اور سخاوت۔ بیٹے نے کہا کہ اگر انسان چھ امور اختیار کرنا چاہے تو کونسے چھ امور بہترین ہیں ؟ تو فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے ! جب کسی انسان میں یہ پانچ خصلتیں اور امور جمع ہو جائیں تو وہ انسان پاک وصاف و متقی ہو جانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا ولی اور دوست بن جاتا ہے اور شیطان سے وہ بری اور محفوظ ہو جاتا ہے"۔(۱)

اس مقالے کو نقل کرنے کے بعد حضرت العلام مولانا موسیٰ رحانی بازی

---

(1) شرح البخاري للسفيري المجالس الوعظية في شرح أحاديث خير البرية (١/ ٤٦٤) إحياء علوم الدين (٣/ ٥٢)ونزهة المجالس ومنتخب النفائس (١/ ٩٨) ترغيب المسلمين بتغيريسير ص: ٣٠١)

❋ السفيري، شمس الدين محمد بن عمر بن أحمد السفيري الشافعي (ت ٩٥٦هـ) ، المجالس الوعظية في شرح أحاديث خير البرية صلى الله عليه وسلم من صحيح الإمام البخاري، الطبعة: الأولى، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان.

❋ الصفوري، عبد الرحمن بن عبد السلام الصفوري (ت ٨٩٤هـ) ، نزهة المجالس ومنتخب النفائس، عام النشر: ١٢٨٣هـ، الناشر: المطبعه الكاستلية – مصر.

رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حکیمانہ قول میں دین کے بعد مال کو دوسرے درجے پر امور مبارکہ میں شمار کیا ہے، کیوں کہ انسان مال کو صدقات و خیرات اور امور خیر میں خرچ کر کے بیشمار دنیوی واخروی برکات حاصل کر سکتا ہے۔ تاہم شرط یہ ہے کہ وہ مال حلال ہو۔ حرام مال سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بچائے آمین

حضرت ابودرداء انصاری رضی اللہ عنہ متوفی ۳۲ ہجری

حکیم الامت سیدنا حضرت ابودرداء انصاری رضی اللہ عنہ، آپ کا اسم مبارک عویمر ہے، ابودرداء آپ کی کنیت ہے، جلیل القدر صحابیِ رسول ہیں، نبی معظم ﷺ نے آپؓ کو حکیم الامت کے لقب سے نوازا، تارک الدنیا تھے، سیدنا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے آپ کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا: زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے تم سے بڑا کوئی عالم نہیں۔

حضرت عبدالرحمن بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ''مجھے کوئی ایسی بات سکھا دیجئے جس پر عمل کرنے سے میں نفع پاؤں۔'' آپ نے فرمایا: دو، تین چار اور پانچ باتیں ہیں جو ان پر عمل کرے گا اللہ کے ہاں اس کے درجات بلند ہوں گے: (وہ جملے آب زر سے دل پہ لکھنے کے قابل ہیں ملاحظہ ہو:)

حلال وطیّب کماؤ۔

حلال وطیّب کھاؤ۔

اپنے گھر میں حلال وطیّب کو داخل کرو۔

اور اللہ جل شانہ سے سوال کرو کہ وہ تمہیں روزانہ کا رزق روزانہ ہی عطا فرمائے اور جب صبح کرو تو اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو گویا تم ان سے مل گئے ہو،

اپنی عزت و آبرو اللہ سبحانہ وتقدس کے سپرد کردو اور جو شخص تمہیں گالی دے، برا بھلا کہے یا تم سے جھگڑا کرے اس کا معاملہ اللہ سبحانہ وتقدس پر چھوڑ دو اور جب تم سے کوئی بُرائی سرزد ہو جائے تو استغفار کرو۔ "[1]

شیخ الاسلام عبداللہ بن مبارکؒ کی معروف کتاب "الزھد والرقائق" میں آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر ہے: حضرت سیدنا عباس بن جلید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر 3 چیزیں نہ ہوتیں تو میں زندہ رہنے کو مرنے پر ترجیح نہ دیتا۔" میں نے عرض کی: "وہ تین چیزیں کون سی ہیں؟" فرمایا: "دن رات اپنے رب کے حضور سجدے کرنا، سخت گرمی کے دنوں میں پیاسا رہنا (یعنی روزے رکھنا) اور ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنا جو کلام کو عمدہ پھلوں کی طرح چنتے ہیں۔" پھر فرمایا: "کمال درجہ تقویٰ یہ ہے کہ بندہ ایک ذرے کے معاملے میں بھی اللہ سے ڈرے اور جس حلال میں ذرہ بھر بھی حرام کا شبہ ہو اسے ترک کردے، اس طرح وہ اپنے اور حرام کے درمیان مضبوط آڑ بنالے گا، اللہ نے اپنے مقدس کلام میں بندوں کے انجام کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

---

(1) الزهد لأبي داود (ص٢١٧): عن عبد الرحمن بن جبير: أن رجلا قال لأبي الدرداء: علمني كلمة ينفعني الله بها. قال: " واثنين، وثلاثا، وأربعا، وخمسا، من عمل بهن كان ثوابه على الله عز وجل الدرجات العلا: لا تأكل إلا طيبا، ولا تكسب إلا طيبا، ولا تدخل بيتك إلا طيبا، واسأل الله رزقك يوما بيوم ، وإذا أصبحت فاعدد نفسك مع الأموات فكأنك قد لحقت بهم، وهب عرضك لله فمن سبك أو شتمك أو قاتلك فدعه لله، فإذا أسأت فاستغفر الله ".

❊ أبو داود، سليمان بن الأشعث بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني، (المتوفى: ٢٧٥هـ)، الزهد، الطبعة: الأولى، ١٤١٤ هـ - ١٩٩٣ م، الناشر: دار المشكاة للنشر والتوزيع، حلوان – مصر.

فَمَن يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذرة خيرا يَّرَهُ وَ مَن يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذرة شَرًّا يَّرَهُ۔ "

ترجمہ: اس لئے تم کسی برائی کو معمولی نہ سمجھو اور نہ ہی کسی نیکی کو حقیر جانو "[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ متوفی ۶۸ ہجری

سیدنا عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب، آپ سرکار کائنات ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، صحابیِ رسول ہیں، آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ ﷺ نے آپ کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈال کر آپ کے حق میں دعا فرمائی تھی۔ گیارہ سال کی عمر میں ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تھے۔

تنبیہ الغافلین میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل ہے کہ "پہاڑ کو ایک دوسرے پہاڑ پر منتقل کرنا آسان ہے مگر اکل حلال اس سے بھی دشوار ہے"۔[2]

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ متوفی ۷۴ ہجری

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، لوگوں میں سب سے زیادہ اپنے والد کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے، بچپن میں ہی مشرف بہ اسلام ہوئے، سرسبز

---

(1) الزهد والرقائق - ابن المبارك - ت الأعظمي» (۲/ ۱۹):عن عباس بن جليد قال: قال أبو الدرداء: " تمام التقوى أن يتقي الله العبد حتى يتقيه في مثقال ذرة، حتى يترك بعض ما يرى أنه حلال، خشية أن يكون حراما ، يكون حجابا بينه وبين الحرام، فإن الله قد بين للعباد الذي يصيرهم إليه قال الله: ﴿فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره﴾ [الزلزلة: ۷] فلا تحقرن شيئا من الشر أن تتقيه، ولا شيئا من الخير أن تفعله "

(2) تنبيه الغافلين بأحاديث سيد الأنبياء والمرسلين للسمرقندي (ص: ٤٥٦)وعن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، أنه قال: كسب الحلال أشد من نقل الجبل إلى الجبل.

وشاداب ضمیر اور نرم جلد کے مالک تھے، اپنے والد کے ہمراہ مدینہ شریف کی ہجرت کی، جنگ خندق میں شریک ہوئے، بیعت رضوان اور فتح مکہ میں شریک رہے

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء علوم میں نقل فرمایا ہے کہ لوگ ابن عامر کے آخری وقت میں ان کے پاس جمع ہوئے جبکہ وہ اپنے عامل ہونے اور اس پر بارگاہِ الٰہی میں مواخذہ سے خوف زدہ تھے۔ لوگوں نے کہا: ''ہم آپ کے لئے خیر و بھلائی کی امید رکھتے ہیں کیونکہ آپ نے کنویں کھدوائے، حاجیوں کو پانی پلایا اور فلاں فلاں کام کئے۔'' حضرت ابن عمرؓ خاموش بیٹھے تھے۔ ابن عامر نے عرض کی: اے ابن عمرؓ! آپ کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا: ''میں تو کہتا ہوں کہ ان چیزوں کا فائدہ اسی وقت ہے جب کمائی حلال ہو اور خرچ بھی ستھرا ہو اور عنقریب تم جا کر دیکھ لو گے۔''[1]

حضرتِ سیدنا ابو حازم رحمہ اللہ متوفیٰ ۱۰۰ ہجری

سیدنا حضرت ابو حازم رحمہ اللہ، آپ کا اصل نام سلمان ہے، کوفہ کے رہنے والے تھے، آپ ثقہ محدث گزرے ہیں، سیدنا ابو ہریرۃؓ کی مصاحبت ملی، آپ سیدنا عمر بن عبد العزیزؒ کی خلافت میں وفات پا گئے ہیں۔

''حلیۃ الالیاء'' میں آپ کا فرمان نقل ہے: حضرت عبد الرحمٰن بن زید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ ابو حازم فرماتے ہیں: ایک قوم نے مشقت زیادہ ہونے کی وجہ سے حلال زیادہ حاصل کرنے سے اِجتناب برتا تو تمہارا ان لوگوں کے بارے

---

(1) إحياء علوم الدين (٢/ ١٣٨) أنهم اجتمعوا عند ابن عامر وهو في مرضه وأشفق على نفسه من ولايته وكونه مأخوذا عند الله تعالى بها فقالوا له إنا لنرجو لك الخير حفرت الآبار وسقيت الحاج وصنعت وصنعت وابن عمر ساكت فقال ماذا تقول يا ابن عمر فقال أقول ذلك إذا طاب المكسب وزكت النفقة وسترد فترى.

میں کیا خیال ہے جنہوں نے حرام میں مبتلا ہونے کے لئے حلال چھوڑ دیا۔ [1]

علامہ ابن ابی الدنیا کی معروف کتاب ''الورع لابن ابی الدنیا'' میں ہے :
ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملک نے ابو حازمؒ سے پوچھا: سب افضل عمل کون سا ہے؟ انہوں نے فرمایا: حرام چیزوں سے بچتے ہوئے اپنے فرائض وواجبات کی ادائیگی۔ [2]

حضرت سیدنا امام مجاہد رحمہ اللہ متوفی ۱۰۳ ہجری

سیدنا امام مجاہدؒ، آپ کی کنیت ابوالحجاج المکی ہے، آپ قارئ قرآن اور مفسر قرآن ہیں، آپ علم کے بحر ہیں، سلمہ بن کہیل فرماتے ہیں کہ اللہ نے سیدنا مجاہد، سیدنا عطاء اور سیدنا طاؤس کو اپنے خاص علم سے نوازا تھا، ان کے جیسا علم میں نے اوروں میں نہیں دیکھا۔

''البدایہ والنہایہ''میں ہے : حصرت لیث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص رزقِ حلال کی تلاش میں شرماتا نہیں اس کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے اور وہ خود کو آرام پہنچاتا ہے۔ [3]

---

(1) حدثنا محمد بن أحمد، ثنا الحسن بن محمد، ثنا أبو زرعة، ثنا زيد بن بشر، ثنا ابن وهب، ثنا ابن زيد، يعني عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، عن أبي حازم، قال: «إن قوما تجنبوا الكثير من الحلال لكثرة شغله، فما ظنكم بهؤلاء الذين تركوا الحلال ليركبوا الحرام» حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٣/ ٢٤١)

(2) الورع ـ لابن أبي الدنيا (١١٠ / ١) – حدثني الحسين بن علي الكوفي قال حدثني أحمد بن عبيد الرازني قال حدثنا الضحاك بن موسى البصري عن أبي بكر الهذلي أن سليمان بن عبد الملك قال لأبي حازم : أي الأعمال أفضل قال أداء الفرائض مع اجتناب المحارم.

(3) «البداية والنهاية ت شيري» (٩/ ٢٥٣):حدثنا أبو بكر بن مالك، ثنا عبد الله بن أحمد، حدثني أبي، ثنا عمرو بن أبي سليمان، حدثني مسلم أبو عبد الله، عن ليث، =

سیدنا حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۸ ہجری

بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ، تابعین میں سے ہیں، اپنی علمی کمالات کی وجہ سے شیخ البصرہ کہلاتے تھے۔

حلال کی تاثیر کیا ہے؟

''الورع'' میں ہے: بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ کی مجلس میں حلال کا ذکر کیا گیا تو بکرؒ نے کہا: إن الحلال لو وضع علی جرح لبری اگر ''حلال چیز'' کسی زخم پر رکھ دی جائے تو وہ زخم ٹھیک ہو جائے۔[1] اس کا تعلق اولیاء کے کرامات سے ہے، اور اس بارے میں اہل سنت کا یہ مشہور مقولہ ہے کہ کرامات اولالیاء حق کہ اللہ کے حکم سے اولیاء سے صادر ہونے والے خلاف معمول کام /واقعہ ممکن ہے، برحق ہے اور اللہ کی خاص نعمت ہے اپنے خاص بندوں کے لئے۔

=

عن مجاهد، قال: «من لم يستحي من الحلال خفت مؤنته وأراح نفسه»(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٣/ ٢٨٤) الزهد لابن المبارك - (١ / ٢١٠) المتفق والمفترق للخطيب البغدادي - (٢ / ١٨٧).

* الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣ هـ)، المتفق والمفترق، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م، الناشر: دار القادري للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق.

- إصلاح المال - (١ / ١٧٧) عن يزيد بن أبي حبيب قال: «من يستحي من الحلال خفت مؤنته ، وقل كبرياؤه».

* ابن أبي الدُّنيا، أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد (ت ٢٨١هـ) ، إصلاح المال، الطبعة: الأولى، ١٤١٤هـ- ١٩٩٣م، الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت – لبنان.

(1) الورع ـ لابن أبي الدنيا - (١ / ١١٧)حدثني خالد بن زياد الزيات قال حدثنا أبو حفص العبدي عن غالب القطان قال ذكر الحلال عند بكر بن عبد الله المزني فقال بكر : إن الحلال لو وضع على جرح لبرى.

سیدنا حضرت امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ متوفیٰ ۱۱۰ ہجری

محمد بن سیرین بصری آپ کا نام نامی اسم گرامی ہے،آپ بصرہ کے امام اور اپنے دور میں ورع اور تقویٰ کے اہم رکن تھے، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے اختتام سے دو سال قبل پیدا ہوئے،ایسے گھر میں پروش پائی جس کے ہر رکن سے ورع و تقویٰ کی بہاریں پھوٹتی تھیں۔آپ کی شہرت ورع اور تقوی سے ہوئی،چرچا خوابوں کی تعبیروں سے ہوا۔اپنی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کرر کھا تھا ایک حصہ عبادت کے لئے اور ایک حصہ کمانے کے لئے،چنانچہ جب دن بلند ہو جاتا تو مسجد سے نکل کر تجارت کے لئے بازار پہنچ جاتے اور جب رات آتی تو اپنے گھر کی مسجد میں قدم جما کر کھڑے ہو جاتے۔

"تاریخ دمشق لابن عساکر" میں حضرت سیدنا اشعث رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ "حضرت امام محمد بن سیرین سے جب حلال و حرام کے متعلق کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا(بہت محتاط ہو جاتے) اور یوں محسوس ہوتا کہ آپ وہ ابن سرین نہیں جو سوال پوچھنے سے پہلے تھے۔"[1]

"الورع.لابن أبي الدنيا" میں ہے :آپ رحمہ اللہ یہ فرمایا کرتے تھے :'میں ایسے لوگوں سے ملا ہوں جو حلال چیزوں سے بچنے کی اس سے زیادہ کوشش کرتے تھے جتنی تم حرام چیزوں سے بچنے کی کرتے ہو"۔[2]

---

(1) حدثنا الفضل بن زياد حدثنا أحمد حدثنا محمد بن عبد الله الأنصاري حدثنا الأشعث (٧) عن محمد قال كان إذا سئل عن شئ من الفقه الحلال والحرام تغير لونه وتبدل حتى كأنه ليس بالذي كان(تاريخ دمشق لابن عساكر (٥٣/ ١٩٩)

(2) الورع لابن أبي الدنيا (ص: ٥٦)حدثنا سريج قال: حدثنا عثمان بن مطر، عن هشام، عن الحسن قال: «لقيت أقواما كانوا فيما أحل الله لهم، أزهد منكم فيما حرم عليكم .

ہشام کے حوالے سے نقل کیا جاتا ہے: ہشام نے فرمایا: ابن سیرینؒ نے اپنے ترکے میں چالیس ہزار ایسے درہم چھوڑے جن میں تم جیسے (متقی وپرہیز گار) کوئی حرج نہیں سمجھتے۔[1]

سیدنا حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ متوفیٰ ۱۱۰ ہجری

آپ کا اسم مبارک وھب بن منبہ بن کامل صنعانی ہے، صنعاء میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پیدا ہوئے، ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے، زہد وعبادت میں مصروف عمل رہتے تھے، سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے انہیں صنعاء کا گورنر مقرر کیا تھا۔

جعفر بن برقان روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت وہب بن منبہ کی طرف سے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے، دین سے سب سے زیادہ معاون وصف زہد فی الدنیا ہے۔ اور سب سے زیادہ دین سے روکنے والی چیز خواہشات کی اتباع ہے، اور دنیا سے رغبت کرنا بھی اتباع خواہشات میں داخل ہے۔ اور حب مال وحب جاہ دنیا میں رغبت کی نشانی ہے۔ اور جب حب جاہ وحب مال آتی ہے تو انسان اللہ کے محارم کو حلال سمجھنے لگتا ہے اور اللہ کے محارم کو حلال سمجھنا اللہ کو غصہ دلاتا ہے اللہ کا غصہ ایسی بیماری ہے کہ اللہ کی رضاء کے سوا جس کی کوئی دوا نہیں۔[2]

---

(1) الورع -لابن أبي الدنيا - (١ / ١٢٠) حدثني أحمد بن عنبسة العباداني قال حدثنا سعيد بن عامر عن هشام قال : ترك بن سيرين أربعين ألفا فيها لا ترون به اليوم بأسا.

(2) الزهد لابن أبي الدنيا(ص٦٢):ثنا الحسين بن علي الجعفي، عن جعفر بن برقان، قال: بلغني عن وهب بن منبه، أنه كان يقول: أعون الأخلاق على الدين الزهادة في الدنيا، وأوشكها ردى اتباع الهوى، ومن اتباع الهوى الرغبة في الدنيا، ومن الرغبة في الدنيا حب المال والشرف، ومن حب المال والشرف استحلال المحارم، ومن استحلال المحارم يغضب الله عز وجل، ومن غضب الله الداء الذي لا دواء له إلا رضوان الله-

سیدنا حضرت ابو عبدالرحمن شہر بن حوشب رحمہ اللہ متوفی ۱۱۲ ہجری

سیدنا شہر بن حوشب رحمہ اللہ، ابو عبدالرحمن آپ کی کنیت ہے، اصل دمشق کے ہیں، بصرہ میں مسکنت اختیار کرلی تھی، سیدہ ام سلمہؓ اور ابن عمرؓ سے روایات نقل فرماتے ہیں۔

حلية الأولياء وطبقات الأصفياء میں ہے: حضرت سیدنا شہر بن حوشب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہا گیا ہے کہ جب کھانے میں چار چیزیں جمع ہو جائیں تو اس کی شان ہر طرح سے کامل ہو جاتی ہے۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں:

(۱) جب اس کی بنیاد حلال ہو (۲) اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو

(۳) زیادہ لوگوں نے کھایا ہو اور

(۴) کھانے سے فراغت کے بعد اللہ کا شکر ادا کیا گیا ہو۔[1]

حضرت سیدنا عطاء بن ابی رباحؒ متوفی ۱۱۵ ہجری

سیدنا عطاء بن ابی رباحؒ، امام بخاریؒ نے آپ کی کنیت ابو محمد ذکر فرمائی ہے آپ کی پیدائش مکہ کی ہے، ابن سعد نے تابعین کے دوسرے طبقے میں آپ کا ذکر کیا ہے، آپ فقہ میں ثقہ تھے، فتویٰ دینے میں نہایت محتاط تھے، ابن معین فرماتے ہیں کہ آپ نے ستر حج ادا کئے۔

---

(1) حدثنا عبد الله بن محمد، ثنا علي بن إسحاق، ثنا حسين بن الحسن، حدثني عبد الله بن المبارك، ثنا إسماعيل بن عياش، عن ابن أبي حسين، عن شهر بن حوشب، قال: كان يقال: إذا جمع الطعام أربعا كمل كل شيء من شأنه، إذا كان أصله حلالا، وذكر اسم الله عليه، وكثرت عليه الأيدي، وحمد الله حين يفرغ منه فقد كمل كل شيء من شأنه(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٦/ ٦١)

سیدنا ابو ہزان بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کو فرماتے سنا کہ جو شخص کسی ذکر کی مجلس میں بیٹھا تو اللہ اس مجلس کو ایسی دس بے کار مجلسوں کا کفارہ بنادے گا جس میں اس نے شرکت کی ہو گی اور اگر کوئی راہِ خدا میں کسی ذکر کی مجلس میں شریک ہوا تو اللہ اس مجلس کو ایسی سات سو بے کار مجلسوں کا کفارہ بنادے گا جس میں اس نے شرکت کی ہو گی۔ سیدنا ابو ہزان فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: مجلس ذکر سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: حلال و حرام کے مسائل، نماز کیسے پڑھی جائے؟ روزہ کیسے رکھا جائے؟ نکاح کس طرح ہو؟ طلاق کیسے دی جائے؟ اور خرید و فروخت کیسے ہو؟ یہ سب ذکر کی مجلسیں ہیں۔[1]

مجلس ذکر وہ ہے جس میں حلال وحرام سے متعلق گفتگو ہو

حضرت ابو ہزان یزید بن سمرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا عطاء خراسانی قدس سرہ فرماتے ہیں: ”ذکر کی مجلس وہ مجلس ہے جس میں حلال وحرام سے متعلق گفتگو ہو۔“[2]

---

(1) «حلية الأولياء وطبقات الأصفياء – ط السعادة (٣/ ٣١٣): ثنا أبو هزان قال: سمعت عطاء بن أبي رباح يقول: " من جلس مجلس ذكر كفر الله عنه بذلك المجلس عشرة مجالس من مجالس الباطل، وإن كان في سبيل الله كفر الله بذلك المجلس سبعمائة مجلس من مجالس الباطل، قال أبو هزان: قلت لعطاء: ما مجلس الذكر؟ قال: مجلس الحلال والحرام، وكيف تصلي؟ وكيف تصوم؟ وكيف تنكح؟ وكيف تطلق؟ وتبيع وتشتري؟ ".

❋ حلية الأولياء وطبقات الأصفياء – ط السعادة (٥/ ١٩٥): ثنا يزيد بن سمرة أبو هزان، أنه سمع عطاء الخراساني يقول: مجالس الذكر هي مجالس الحلال والحرام-

(2) حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٥/ ١٩٥) ثنا يزيد بن سمرة أبو هزان، أنه سمع عطاء الخراساني يقول: مجالس الذكر هي مجالس الحلال والحرام.

حضرتِ سیدنا میمون رحمہ اللہ متوفی ۱۱۷ ہجری

آپ کی کنیت ابو ایوب ہے، آپ ثقہ محدث ہیں، ابن سعد آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپؒ کا شمار تابعین کے پہلے طبقے میں ہوتا ہے، آپ اہل جزیرہ کے فقیہہ ہیں۔

حضرت سیدنا میمون رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کوئی بھی شخص اس وقت تک متقی نہیں بن سکتا جب تک اپنے کاروباری شراکت دار سے بھی زیادہ اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرے یہاں تک کہ وہ جان لے کہ اس کا کھانا کہاں سے ہے؟ پہننا کہاں سے ہے؟ اور پینا کہاں سے ہے؟ آیا یہ سب حلال سے ہے یا حرام سے؟[1]

سیدنا حضرت امام زہری رحمہ اللہ متوفی ۱۲۴ ہجری

آپ رحمہ اللہ اپنے وقت کے امام گزرے ہیں، مدینہ کے مفتیان میں آپ کا تذکرہ ملتا ہے، اعلم الحفاظ سے جانے جاتے تھے، آپ ذہین، زکی ہونے کے ساتھ ساتھ قوت حافظہ بھی رکھتے تھے، آپ کے بارے میں سیدنا عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے "اب ابن شہاب زہری سے زیادہ سنت ماضیہ کا جاننے ولا کوئی نہیں رہا۔

حضرتِ سفیان ثوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زہری سے زہد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: جس شخص کو حلال شکر کرنے سے نہ

---

(1) قال: سمعت ميمون بن مهران، يقول: «لا يكون الرجل من المتقين حتى يحاسب نفسه أشد من محاسبة شريكه، حتى يعلم من أين مطعمه، ومن أين ملبسه، ومن أين مشربه، أمن حل ذلك أم من حرام؟».(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٤/ ٨٩).

روکے اور حرام اس کے صبر پر غالب نہ آئے (یعنی وہ حرام سے باز رہے) وہ زاہد ہے۔[1] ابن ابی الدنیا کی کتاب ”کتاب الزہد“ میں امام زہری کے حوالے سے منقول ہے: فرماتے ہیں کہ جو شخص صبر پر حرام کو نہ غالب ہونے دے اور حلال اسے شکر سے نہ روک دے یہ ہی اس کا زہد فی الدنیا ہے۔[2] یعنی حرام چھوڑ دے اور حلال پر شکر ادا کرے۔[3]

حضرت سیدنا مسروق الثوری رحمہ اللہ متوفی ۱۲۶ ہجری

آپ سیدنا ابو عائشہ مسروق بن عبدالرحمن الھمندنی ہیں ،آپ کا تعلق یمن سے تھا، ثقہ تابعی ہیں ،دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے حالت یہ تھی کہ کفن کے لئے رقم قرض لی گئی ۔ان کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت شریح سے زیادہ مسائل کو جاننے والے تھے۔

---

(1) حدثنا إبراهيم بن عبد الله، ثنا محمد بن إسحاق، ثنا قتيبة، عرضا عليه عن سفيان: " سئل الزهري عن الزهد، فقال: من لم يمنعه الحلال شكره، ولم يغلب الحرام صبره "(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٣/ ٣٧١).

❊ الأصبهاني، أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (ت ٤٣٠ ه-) ، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، عام النشر: ١٣٩٤ ه- - ١٩٧٤ م، الناشر: مطبعة السعادة - بجوار محافظة مصر.

(2) الزهد لابن أبي الدنيا(ص٥٨): عن الزهري، قال: الزهد في الدنيا: من لم يغلب الحرام صبره، ولم يستقل الحلال شكره.

❊ ابن أبي الدُّنيا، أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد (ت ٢٨١هـ) ، ا الزهد لابن أبي الدنيا، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ - ١٩٩٩ م، الناشر: دار ابن كثير، دمشق.

(3) الزهد لابن أبي الدنيا(ص٥٨):قال: قيل للزهري: ما الزهد في الدنيا؟ قال: من لم يغلب الحرام صبره، ولم يمنع الحلال شكره، قال: معناه: من ترك الحرام، وشكر الحلال.

حضرتِ حمزہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: مجھے خبر ملی ہے کہ حضرتِ سیدنا مسروق رحمہ اللہ نے اپنے بھتیجے کا ہاتھ پکڑا اور کوفہ میں کوڑا کرکٹ کے ایک ڈھیر پر چڑھ کر فرمایا: ''کیا میں تجھے دنیا نہ دکھاؤں؟ یہ ہے دنیا جسے لوگوں نے کھایا اور فنا کر دیا، پہنا اور پرانا کر دیا، اس پر سوار ہو کر اسے لاغر و کمزور کر دیا، اس کے لئے خون بہایا، اس کی خاطر اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال ٹھہرایا اور اسی کی خاطر قطع رحمی کی۔''(1)

سیدنا حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ متوفی ۱۲۷ ہجری

محمد بن واسع بن جابر ازدی رحمہ اللہ، آپ مستجاب الدعوات مشہور تھے، زاہدین کے شیخ، فقیہ، متقی اور حدیث کے ایک ثقہ راوی تھے۔ ان کو بصرہ کی قضاء کا عہدہ پیش کیا گیا مگر انہوں نے انکار کر دیا، ان کا ایمان اور زہد نہ ملنے والی چٹان کی طرح تھا۔

حضرت سیدنا محمد بن حوشب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ کو فرماتے سنا: ''رزق حلال کی طلب میں کوشاں رہنا بدن کی

---

(1) حدثنا محمد بن أيوب، أخبرنا سعيد بن منصور، ثنا يعقوب بن عبد الرحمن، ثنا حمزة بن عبد الله بن عتبة بن مسعود، قال: بلغني أن مسروقا، أخذ بيد ابن أخ له فارتقى به على كناسة بالكوفة قال: «ألا أريك الدنيا؟ هذه الدنيا أكلوها فأفنوها، ولبسوها [ص:٩٧] فأبلوها وركبوها فأنضوها سفكوا فيها دماءهم واستحلوا فيها محارمهم وقطعوا فيها أرحامهم» تاريخ دمشق لابن عساكر (٥٧/ ٤٣٠) حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٢/ ٩٦)

❊ ابن عساكر، أبو القاسم علي بن الحسن ابن هبة الله،(ت: ٥٧١ هـ)، تاريخ مدينة دمشق، عام النشر: ١٤١٥ هـ - ١٩٩٥ م، الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع.

زکوۃ ہے۔ رب ذوالجلال اس شخص پر رحم فرمائے جو حلال کھائے اور حلال ہی کھلائے۔[1]

حضرت ربیعہ الرائی رحمہ اللہ متوفی۱۳۶ ہجری

ربیعہ بن فروخ تمیمی، مدینہ کے رہنے والے تھے، مدینہ کے مفتی حضرات میں آپ کا شمار ہوتا تھا، امام مالک رحمہ اللہ نے انہی سے فقہ حاصل کی.

تاریخ اسلام میں میں ہے: سیدنا مطرف فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک کو یہ فرماتے سنا کہ جب سے ربیعہ کا انتقال ہوا ہے فقہ کی حلاوت جاتی رہی ہے یعنی فقہ کی حلاوت ختم ہو گئی ہے۔[2]

ایک مرتبہ ایک آدمی نے آکر حضرت ربیعہ سے پوچھا کہ زہد کی اصل کیا ہے؟ فرمایا: کہ اشیاء کو ان کی حلال جگہوں سے لینا اور ان کو حقیقی جگہ میں رکھنا۔[3]

سیدنا حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ متوفی۱۳۹ ہجری

حضرت یونس بن عبید اللہ بن دینار بصری، حفاظ اور ثقات میں سے تھے، حضرت حسن بصریؒ کے مصاحب رہے، کپڑے کی تجارت سے وابستہ تھے۔ انہوں

---

(1) حلية الأولياء وطبقات الأصفياء - ط السعادة(٢/ ٣٥٠):قال: ثنا محمد بن حوشب، قال: سمعت محمد بن واسع، يقول:طيب المكاسب زكاة الأبدان فرحم الله من أكل طيبا وأطعم طيبا.

(2) تاريخ الإسلام -ط التوفيقية (٨/ ٢٨٠):ربيعة الرائي٢ -ع- هُوَ أَبُو عُثْمَانَ رَبِيعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرحمن فروخ التيمي الْفَقِيهُ الْعَلَمُ مَوْلَى آلِ الْمُنْكَدِرِ مُفْتِي أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَشَيْخُهُمْ... وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ: كَانَ رَبِيعَةُ ثِقَةً وكانوا يتقونه للرأي... قَالَ مُطَرِّفٌ: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: ذَهَبَتْ حَلاوَةُ الْفِقْهِ مُنْذُ مَاتَ رَبِيعَةَ.

(3) سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم، (ص:۳۱۱)۔

نے اپنی زبان کو لوگوں کو رزق حلال کی نصیحت اور ترغیب دینے کے لئے چھوڑ رکھا تھا، وہ فرماتے یہ دو درہم ہیں ایک درہم سے اس وقت تک دور رہو جب تک تمہیں اس کی ضرورت نہ پڑے جب پڑ جائے تو اسے لے لو۔ اور یہ دوسرا درہم ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں تمہارا حق رکھا ہے اسے ادا کرو۔

سالم الباہلی رحمہ اللہ نے روایت بیان کی اور کہا: میں نے سنا یونس بن عبیدؒ کہہ رہے تھے: اگر مجھے تجارت کے ذریعے حلال درہم حاصل ہونے کا ذریعہ معلوم ہو جائے تو میں اس درہم سے آٹا خریدوں اس کو گوندھوں، اس سے رروٹی بناؤں اس کو خشک کروں اور پھر اس کو پیس کر بیماروں کے لئے دوا کے طور پر استعمال کروں۔[1]

سیدنا حضرت سلیمان تیمی رحمہ اللہ متوفی ۱۴۳ ہجری

سلیمان بن طرخان ابوالمعتمر تیمی بصری رحمہ اللہ، محدثین میں آپ کا شمار ہے، کسی شخص کو پانچ احادیث سے زیادہ بیان نہیں کرتے۔ یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سلیمان تیمی سے زیادہ اللہ کے خوف والے کسی شخص کے ساتھ نہیں بیٹھا۔

حضرت سہل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے کسی بستی میں بھوک کی حالت میں رات گزاری، اور اس حال میں صبح کی کہ وہ بھوک کی وجہ سے مسجد میں بھی نہیں جا سکا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بستی میں رات بھر سب نماز پڑھنے والوں کے برابر

---

(1) الورع ـ لابن أبي الدنيا - (١ / ١١٧) حدثنا عبيد الله بن عمر الجشمي قال حدثني عبد الله بن سلم الباهلي قال سمعت يونس بن عبيد يقول : لو أعلم موضع درهم من حلال من تجارة لاشتريت به دقيقا ثم عجنته ثم خبزته ثم جففته ثم دققته أداوي به المرضى.

اسے اجر دیا۔ پوچھا گیا؟ وہ کیسے؟ فرمایا: اس نے حلال تلاش کیا مگر نہ پایا اور اس نے حرام کو پیٹ میں ڈالنا پسند نہ کیا۔ آخر کار بھوکا رہا۔ اسے اس رات بھر نماز پڑھنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور یہ سلیمان تیمی رحمہ اللہ تھے۔[1]

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ متوفیٰ ۱۶۲ ہجری

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم بن منصور تیمی بلخی رحمہ اللہ، عارف باللہ تھے، تقویٰ کی درس گاہ کے استاد تھے۔ ان کے بارے میں سیدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ صفات میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے مشابہہ تھے۔

شرف ونجات حلال پر موقوف ہے

حضرت ابرہیم بن ادھم اور فضیل بن عیاض رحمہما اللہ سے مروی ہے: حج کے ساتھ نجابت وفضل حاصل نہیں ہوتی، اور نہ ہی جہاد، روزہ اور نماز سے وہ نجابت حاصل ہوتی ہے بلکہ ہمارے نزدیک شرف ونجات اس سے ملتی ہے کہ پیٹ میں جانے والی چیز سے آگاہ ہو یعنی روٹی حلال ہو۔[2]

---

(1) وقد كان سهل رحمه الله يقول: رجل بات في قرية جائعاً قام إلى الغداة لم يقدر أنْ يصلّي من الجوع، أعطاه الله في منزله جميع صلاة المصلّين القائمين في قريته، قيل: وكيف ذلك، قال: طلب الحلال، فلم يجده فكره أنْ يدخل جوفه حراماً فبات طاوياً فله أجر المصلين القائمين في تلك الليلة وهو سليمان التيمي رحمه الله ترك أكل الحنطة،(قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٨٥).

(2) وروينا عن إبراهيم بن أدهم وفضيل بن عياض رضي الله عنهما: لم ينبل من نبل بالحج ولا بالجهاد ولا بالصوم ولا بالصلاة، وإنما ينبل عندنا من كان يعقل ما يدخل جوفه يعني الرغيف من حله، (قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٠).

رزق حلال کے لئے ابراہیم بن ادہمؒ کی ہجرت

حضرت سیدنا خلف بن تمیم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے عرض کی: آپ ملکِ شام میں کتنے عرصے سے قیام پذیر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ۲۴ سال سے، میں یہاں جہاد کے لئے آیا تھا نہ ہی سرحد کی حفاظت کے لیے۔ میں نے پوچھا: پھر آپ کس لئے آئے تھے؟ فرمایا: حلال روٹی سے پیٹ بھرنے کے لئے۔[1]

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے خادم حضرت ابراہیم بن بشار کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے عرض کی: ابو اسحاق! آپ کے معاملے کی ابتدا کیسی تھی یہاں تک کہ آپ اس بلند مقام تک پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا: اس کے علاوہ کوئی اور بات کرنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: اللہ آپ پر رحم فرمائے! آپ کا فرمان بجا ہے لیکن مجھے اس بارے میں بتایئے شاید کسی دن اس کے سبب اللہ ہمیں نفع دے۔ میں نے آپ سے دوسری بار سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس! ذِکْرُ الله میں مشغول ہو جاؤ۔ میں نے آپ سے تیسری بار پوچھا اور کہا: ابو اسحاق، کاش! آپ بتا دیتے۔ آپ نے فرمایا: میرے والد کا تعلق بلخ سے تھا اور وہ خراسان کے بادشاہ اور بہت مال و دولت والے تھے، ہمیں شکار کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ میں اپنے گھوڑے پر

---

(1) حدثنا أبو عبد الله محمد بن أحمد بن إبراهيم بن يزيد ثنا أبو حامد أحمد بن محمد بن حمدان النيسابوري، ح وحدثنا أبي، وأبو محمد بن حيان، قالا: ثنا إبراهيم بن محمد بن الحسن، ثنا محمد بن يزيد، ثنا خلف بن تميم، قال: "قلت لإبراهيم بن أدهم: مذ كم نزلت بالشام قال: منذ أربع وعشرين سنة ما نزلتها لجهاد، ولا لرباط فقلت: لأي شيء نزلتها؟ قال: لأشبع من خبز حلال "(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٧/ ٣٧٣).

سوار ہو کر نکلا اور میرے ساتھ میرا کتا بھی تھا، میں شکار کو تلاش کر رہا تھا کہ اسی دوران ایک خرگوش یا لومڑی نے چھلانگ ماری، میں نے اپنے گھوڑے کو حرکت دی تو مجھے اپنے پیچھے سے یہ آواز سنائی دی: ''تجھے اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ ہی تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔'' یہ سن کر میں رُکا اور اپنے دائیں بائیں دیکھنے لگا لیکن مجھے کوئی نظر نہیں آیا، میں نے کہا: ابلیس پر اللہ کی لعنت ہو۔ میں نے پھر اپنے گھوڑے کو حرکت دی تو اس سے زیادہ اونچی آواز سنی کہ ''اے ابراہیم! تجھے اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ ہی تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔'' میں رُک گیا اور اپنے دائیں بائیں دیکھنے لگا لیکن مجھے کوئی دکھائی نہیں دیا، میں نے کہا: ابلیس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر میں نے اپنے گھوڑے کو حرکت دی تو میری زین کے اُبھرے ہوئے کنارے سے آواز آئی: ''اے ابراہیم! تجھے اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ ہی تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے'' میں رُکا اور کہا: میں باز آیا، میں باز آیا، میرے پاس تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے ڈرسنانے والا آیا ہے۔ خدا کی قسم! میرے رب کی حفاظت کی بدولت میں نے اس دن کے بعد اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ پھر میں واپس اپنے گھر آیا گھوڑے سے اترا اور پھر اپنے والد کے چرواہوں کے پاس گیا ان میں سے ایک سے جبّہ اور چادر لے کر اپنے کپڑے اسے دے دیئے اور عراق کا رُخ کیا اور مختلف راستوں سے ہوتا ہوا عراق پہنچ گیا وہاں چند روز کام کیا مگر مجھے کوئی خالص حلال چیز نہ ملی تو میں نے بعض مشائخ سے حلال کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اگر تم حلال چاہتے ہو تو شام کے شہروں میں چلے جاؤ۔ لہٰذا میں نے شام کے شہروں کی راہ لی اور منصورہ نامی شہر چلا گیا اسے مِصِّیْصَہ بھی کہا جاتا ہے، میں نے وہاں چند روز کام کیا لیکن وہاں بھی خالص حلال چیز نہ پائی تو میں نے بعض مشائخ سے پوچھا تو انہوں نے مجھے فرمایا: اگر تم خالص حلال چاہتے ہو تو طَرسُوس چلے جاؤ۔ کیونکہ وہاں جائز اشیاء اور کثیر روزگار ہے، میں نے

طرسُوس کا رُخ کیا اور وہاں کچھ دن کام کیا۔ میں باغات کی دیکھ بھال کرتا اور کھیتی کاٹتا تھا۔[1]

حلال کمانے کا اجر کیا ہے؟

ماہِ رمضان میں حضرت ابراہیم بن ادھم اور ان کے رفقاء کھیتی کاٹنے کا کام کرتے اور حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے انہیں فرمایا:

---

(1) حدثنا إبراهيم بن عبد الله بن إسحاق السراج، قال: سمعت إبراهيم بن بشار، – وهو خادم إبراهيم بن أدهم يقول: قلت: " يا أبا إسحاق، كيف كان أوائل أمرك حتى صرت إلى ما صرت إليه قال: غير ذا أولى بك فقلت له: هو كما تقول رحمك الله ولكن أخبرني لعل الله أن ينفعنا به يوما فسألته الثانية فقال: ويحك اشتغل بالله فسألته الثالثة فقلت: يا أبا إسحاق إن رأيت قال: كان أبي من أهل بلخ وكان من ملوك خراسان وكان من المياسر وحبب إلينا الصيد فخرجت راكبا فرسي وكلبي معي فبينما أنا كذلك فثار أرنب أو ثعلب فحركت فرسي فسمعت نداء من ورائي: ليس لذا خلقت ولا بذا أمرت فوقفت أنظر يمنة ويسرة فلم أر أحدا فقلت: لعن الله إبليس ثم حركت فرسي فأسمع نداء أجهر من ذلك: يا إبراهيم ليس لذا خلقت ولا بذا أمرت فوقفت أنظر يمنة ويسرة فلا أرى أحدا فقلت: لعن الله إبليس ثم حركت فرسي فأسمع نداء من قربوس سرجي: يا إبراهيم ما لذا خلقت ولا بذا أمرت فوقفت فقلت: أنبت أنبت جاءني نذير من رب العالمين والله لا عصيت الله بعد يومي ذا ما عصمني ربي فرجعت إلى أهلي فخليت عن فرسي، ثم جئت إلى رعاة لأبي فأخذت منهم جبة، وكساء وألقيت ثيابي إليه ثم أقبلت إلى العراق أرض ترفعني وأرض تضعني حتى وصلت إلى العراق فعملت بها أياما فلم يصف لي منها شيء من الحلال فسألت بعض المشايخ عن الحلال فقالوا لي: إذا أردت الحلال فعليك ببلاد الشام فصرت إلى بلاد الشام فصرت إلى مدينة يقال لها المنصورة –وهي المصيصة– فعملت بها أياما فلم يصف لي شيء من الحلال فسألت بعض المشايخ فقالوا لي: إن أردت الحلال الصافي فعليك بطرسوس فإن فيها المباحات والعمل الكثير فتوجهت إلى طرسوس فعملت بها أياما أنظر البساتين وأحصد الحصاد (حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٧/ ٣٦٨).

دن کو اپنے کام میں نصیحت کرنے کی پابندی رکھو تا کہ حلال کھاؤ۔اور ایسا کر کے چاہے رات کو نفل نماز نہ پڑھو، اس لیے کہ تمھیں باجماعت نماز اور رات کو نماز پڑھنے والوں کا سا اجر مل جائے گا۔[1]

مٹی کھانے کی تمنا کرنا!

بستان العارفین میں ہے: حضرت سیدنا ابو معاویہ اسود کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ ۲۰ دن تک مٹی کھاتے رہے پھر فرمایا: ابو معاویہ! اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ میری ٹوہ میں پڑیں گے تو میں اللہ سے ملاقات تک یا پھر اس وقت تک مٹی کھا کر گزارہ کرتا جب تک میرے لئے حلال اس طرح واضح نہ ہو جاتا کہ وہ کہاں ہے؟[2]

کیا حلال کمانے والا جماعت میں شریک شمار ہے؟

ایک آدمی نے حضرت ابرہیم بن ادھم رحمہ اللہ سے پوچھا: میں بازار میں کام کرنے والا آدمی ہوں۔جب کام پر ہوتا ہوں تو گاہے جماعت رہ جاتی ہے۔آپ کو کیا

(1) وقد كان إبراهيم بن أدهم يعمل هو وإخوانه في الحصاد في شهر رمضان، فكان يقول لهم: انصحوا في عملكم بالنهار حتي تأكلوا حلالاً ولا تصلّوا بالليل، وإنّ لكم ثواب الصلاة في جماعة وأجر المصلّين بالليل، (قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧١)

(2) حدثنا عبد الله، ثنا سلمة، ثنا الحسن بن عياش، عن أبي معاوية الأسود، قال: "رأيت إبراهيم بن أدهم، يأكل الطين عشرين يوما ثم قال: يا أبا معاوية لو لا أن أتخوف أن أعين على نفسي ما كان لي طعام إلا الطين حتى ألقى الله عز وجل حتى يصفو لي الحلال من أين هو " (بستان العارفين للنووي (ص: ٤٤) (حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٧/ ٣٨١)

* النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (ت ٦٧٦هـ) ، بستان العارفين، الناشر: دار الريان للتراث.

پسند ہے کہ نماز باجماعت ادا کروں یا کماتا رہوں ؟فرمایا حلال کماؤ تو تم جماعت میں شریک ہو۔[1] اس قول میں حلال کمانے کی ترغیب اور اس کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے کہ حلال کمانا ایک مسلمان کے لئے کس قدر اہمیت رکھتا ہے اور اس پر اللہ نے کتنا اجر رکھا ہے جس طرح باجماعت شریک ہونے میں اللہ نے اجر وثواب رکھا ہے اسی طرح حلال کمانے میں بھی رکھا ہے۔

حلال کھانے والا عقلمند ہے

حضرت شقیق رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے بلاد شام میں میری ملاقات ہوئی، میں نے حضرت سے کہا کہ آپ نے خراسان کی مزے کی زندگی کو چھوڑ دیا ہے، کہنے لگے لطف ومزہ تو شام کی زندگی میں ہے میں اپنے دین کو لے کر ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر بھاگ رہاہوں کوئی مجھے دیکھ کر خبطی کہتاہے اور کوئی حمال کہتاہے اور اے شقیق عقلمند ہمارے نزدیک وہ نہیں ہے جو زائد حج وجہاد وغیرہ عبادات کرنے والا ہو بلکہ اصل عقلمند وہ ہے جو اس کو سمجھتا ہو کہ اس کے پیٹ میں کیا داخل ہورہاہے۔(یعنی حلال وطیب غذا اصل ہے) حلال خالص کی دو روٹیاں کافی ہیں اے شقیق،اللہ پاک نے فقراء پر کتنا بڑا انعام فرمایاہے، کہ آخرت میں ان سے نہ حج کا سوال ہوگا نہ جہاد کا نہ زکوٰۃ کا،اور نہ صلہ رحمی وغیرہ کا، سوالات ہوں گے تو ان مسکینوں یعنی مالداروں سے ہوں گے۔(کذا فی تہذیب

(1) وسأل رجل إبراهيم بن أدهم قال: أنا رجل أتكسب في السوق، فإذا عملت فاتتني الصلاة في جماعة فأيها أحبّ إليك أصلّي في جماعة أو أكتسب فقال: اكتسب من حلال وأنت في جماعة، (قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧١).

الکمال، ص۳۱۴، ج:۱)اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فرض یا نفل عبادتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ایک فرض یا مستحب کام میں اتنا نہیں لگنا چاہئے کہ دوسرے فرض یا مستحب کام کو بالکل نظرانداز کردیا جائے، اس کی حیثیت گھٹادی جائے۔ ہمیشہ اعتدال سے زندگی گزارنی چاہئے۔

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ متوفیٰ ۱۶۱ ہجری

سفیان بن سعید بن مسروق ثوری رحمہ اللہ، امت کے عالم، حفاظ کے امام امیر المومنین فی الحدیث اور علم وفضل میں اپنے زمانے کے سردار تھے۔ آپ کی ولادت کوفہ میں ہوئی یہ ہی پلے بڑھے، اللہ نے ایسی یادداشت عطا فرمائی تھی کہ جو چاہے اس میں بھر جائے پھر کوئی بات بھولتے نہ تھے ان کے بارے میں ایک فقیہ کا قول ہے اگر ثوری نہ ہوتے تو تقویٰ مر جاتا۔

''الورع لاحمد''میں سیدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ کا یہ فرمان ہے ''حلال کمائی کرنا بہادروں کا کام ہے''۔ (1)معلوم ہوا کہ جفاکشی انسان کی یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو حلال کمانے میں بھی لگالے۔ اس قول میں سستی اور کسل مندی سے بچنے کی ترغیب ہے۔

حلال کمانے والے کے ساتھ بیٹھو اور مشورہ طلب کرو سیدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ کی بہترین نصیحت

حلیۃ میں ہے کہ سیدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ نے حضرت سعلی بن حسن سلیمی رحمہ اللہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: حلال کماؤ اور حلال کمانے والے کے ساتھ

---

(1) قَالَ سُفْيَانُ اعْمَلْ عَمَلَ الْأَبْطَالِ يَعْنِي كَسْبَ الْحَلَالِ(الورع لأحمد رواية المروزي (ص: ١٥).

بیٹھو، جس کی کمائی حلال ہو اس کا کھانا کھاؤ اور حلال کمانے والے سے ہی مشورہ طلب کرو کیونکہ تقوٰی دین کی اصل اور آخرت کے معاملے کی کامیابی ہے۔اے میرے بھائی! جان لیجئے کہ حرام سے وہی بچتا ہے جو اپنے گوشت اور خون پر رحم کرنے والا ہے کیونکہ تمہارا دین تمہارا گوشت اور خون ہے لہٰذا حرام سے بچتے رہو اور حرام کمانے والے کے پاس نہ بیٹھو، نہ اس کے ساتھ کھانا کھاؤ، کسی کو حرام کا راستہ دکھاؤ نہ کسی کو حرام کا اشارہ دو کہ وہ اُسے حاصل کر لے اور نہ ہی کسی کو حرام کا وارث بناؤ اور ہر نیک و بد کو اس سے بچنے کی نصیحت کرو۔الغرض اگر تم نے ان افعال میں سے کچھ بھی کیا تو تم حرام کے حصول میں مددگار ٹھہرو گے اور مدد کرنے والا حصہ دار ہوتا ہے۔(1)

سیدنا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ متوفی ۱۸۱ ہجری

سیدنا عبداللہ بن مبارکؒ اپنے وقت کے شیخ الاسلام، پرہیزگاروں کے امام گزرے ہیں، تبع تابعین میں آپ کا شمار ہوتا ہے، علم حدیث میں انتہاء درجے کا شغف

(1) حدثنا مبارك أبو حماد، مولى إبراهيم بن سام – قال: سمعت سفيان الثوري، يقرأ على علي بن الحسن السليمي: " يا أخي ... اجعل كسبك فيما يكون لك ولا تجعل كسبك فيما يكون عليك فإن الذي يقدم ماله ويعطي حق الله منه فماله له وأفضل منه والذي يخلف ماله ويضيع حق الله فيه فماله وبال عليه يوم القيامة اكسب حلالا واجلس مع من كسبه من حلال وكل طعام من كسبه من حلال وليكن أهل مشورتك من كسبه من حلال فإن الورع ملاك الدين واستكمال أمر الآخرة واعلم أنه يا أخي لا يمتنع أحد عن الحرام إلا من هو مشفق على لحمه ودمه فإنما دينك لحمك ودمك فاجتنب الحرام ولا تجلس مع من يكسب الحرام ولا تأكل مع من كسبه من حرام ولا تدل أحدا على الحرام ولا تشيرن به إلى أحد فيأخذه ولا تورثه إلى أحد"(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٧/ ٢٤).

رکھتے تھے،ابواسامہ فرماتے ہیں کہ وہ فن حدیث میں امیر المومنین تھے،آپؒ عبادت، زہدو تقویٰ میں صحابہ کرام کے نمونہ تھے۔

''مکاشفۃ القلوب''میں سیدنا حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کا یہ قول نقل ہے ''جو حرام کردہ چیزوں سے کنارہ کش ہوا وہ توبہ پر مائل ہوا، جس نے رزقِ حلال کھایا وہ متقی بن گیا، جس نے فرائض کو انجام دیا اس کا اسلام مکمل ہو گیا، جس نے زبان کو راست گو بنایا وہ ہلاکت سے بچ گیا، جس نے ظلم کو ناپسند کیا وہ قصاص سے بچ گیا، جس نے سنن کو ادا کیا، اس کے اعمال پاکیزہ ہوگئے اور جس نے خلوص سے اللہ کی عبادت کی اس کے اعمال مقبول ہو گئے''۔(1)

حضرت قاضی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ متوفیٰ ۱۸۷ ہجری

امت کے اکابر صالحین میں آپ کا شمار ہوتا ہے ، فضیل بن عیاض تمیمی خراسانی سمرقند میں پیدا ہوئے۔آپ رحمہ اللہ کے بارے میں سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ میں نے فضیل بن عیاض سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ خلیفہ ہارون الرشید بیان کرتے ہیں کہ میری آنکھ نے فضیل بن عیاض جیسا دوسرا نہیں دیکھا۔

''عقیدۃ المسلم''میں آپ کا یہ فرمان نقل ہے:''جو شخص دیکھ بھال کر کھاتا ہے (یعنی حلال کھاتا ہے اور حرام سے اپنے آپ کو بچاتا ہے) اللہ تعالیٰ اسے صدیقیت کا

---

(1) ومن اجتنب المحارم خرج الي التوبة ومن اخذ القنوت من حله خرخ الي الورع ومن ادي الفرائض صح اسلامه ومن صدق لسانه سلم من التبعات ومن رد المظالم نجا من القصاص ومن اتي بالسنن زكت اعماله ومن اخلص لله قبل علمه (مكاشفة القلوب ص:۸۲حقق نصوصه وخرج احاديثه عبدالرحمن صلاح محمد محمد عويضية).

درجہ مرحمت فرماتا ہے، اس لئے اے مسکین افطار کرنے سے پہلے یہ دیکھ لیا کرو کہ کہاں افطار کر رہے ہو؟[1]

قوت القلوب میں آپ کا یہ فرمان مرقوم ہے: ''جو طلب حلال کے اندر مقام ذلت میں کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ اس کا حشر صدیقین کے ہمراہ کرے گا اور قیامت کے موقع پر اسے شہداء تک بلندی درجہ عطاء فرمائے گا''۔[2] اس قول کا مطلب یہ ہے کہ حلال کمائی میں پیش آنے والے مشقتوں پر صبر سے کام لینا چاہئے، نتیجے میں خداوند کریم دنیا و آخرت کی بلندیوں سے نوازیں گے۔

حلال قلیل نہیں ہوتا

حضرت علی بن فضیل رحمہ اللہ نے اپنے والد ماجد سے پوچھا: اے ابا جان! کیا حلال قلیل ہے؟ فرمایا: اے بیٹے! اگرچہ یہ (حلال) قلیل ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ قلیل (حلال) بھی کثیر ہے۔[3]

---

(1) وقال الفضيل من عرف ما يدخل جوفه كتبه الله صديقا فانظر عند من تفطر يا مسكين وقيل لإبراهيم بن أدهم رحمه الله لم لا تشرب من ماء زمزم فقال لو كان لي دلو شربت منه (إحياء علوم الدين(٢/ ٩١) عقيدة المسلم في ضوء الكتاب والسنة (٢/ ٦٩٤).

❊ القحطاني، د. سعيد بن على بن وهف القحطاني الناش (ت: ١٤٤٠ ھ-) ، عقيدة المسلم في ضوء الكتاب والسُّنَّة، الناشر: مطبعة سفير، الرياض.

– قال الفضيل بن عياض رحمه الله: (من عرف ما يدخل جوفه كتب عند الله صديقًا! فانظر عند من تفطر يا مسكين!) حلية المتقين وثوب الصالحين الورع (ص: ٩، بترقيم الشاملة آليا).

(2) وقال الفضيل بن عياض: من قام في موقف ذل في طلب الحلال حشره الله مع الصدّيقين ورفعه إلى الشهداء في موقف القيامة، (قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٣).

(3) وقال عليّ بن فضيل لأبيه: يا أَبَتِ، إنّ الحلال عزيز فقال: يا بني إنه وإن عزّ فقليله عند الله كثير، قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٢).

حضرت یوسف بن اسباط رحمہ اللہ متوفی ۱۹۵ ہجری

یوسف بن اسباط شیبانی ،آپ شام کے بڑے عبادت گزاروں میں شمار ہوتے ہیں۔اپنے پیٹ کی حفاظت میں شدید احتیاط کرتے تھے، خالص حلال چیز کو ہی جزءبدن بناتے، اگر حلال دستیاب نہ ہوتا تو بھوکے رہنے کو ترجیح دیتے تھے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمہ اللہ نے حضرت شعیب بن حرب رحمہ اللہ کو فرمایا: سمجھتے ہو کہ نماز باجماعت سنت ہے اور حلال کمانا فرض ہے، انہوں نے جواب دیا: ہاں۔[1]

نیکی کے دس اجزاء میں سے نو اجزاء طلب حلال میں ہے

"الورع المروزی" میں آپ کے بارے میں ذکر ہے: راوی کہتے ہیں میں نے شعیب بن حرب کو بیان کرتے سنا ان سے پوچھا گیا، یوسف بن اسباط کہاں سے کھایا کرتے تھے؟ شعیب رحمہ اللہ نے کہا: نیکی کے دس اجزاء ہیں، نو اجزاء طلب حلال میں ہیں یوسف نے نو حصوں کو مضبوط کیا۔[2]

حضرت شعیب بن حرب رحمہ اللہ متوفی ۱۹۶ ہجری

آپ ابو صالح المدائینی ہیں، احمد بن حسین صوفی کہتے ہیں میں نے حضرت

---

(1) قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد(٢/ ٤٧١):وقال يوسف بن أسباط لشعيب بن حرب: أشعرت أنّ الصلاة جماعة سنّة وأن كسب الحلال فريضة؟ قال: نعم.

(2) الورع ـ المروذي - (١ / ١٣) سمعت شعيب بن حرب يقول وقيل له يوسف بن أسباط من أين كان يأكل فقال شعيب البر عشرة أجزاء تسعة في طلب الحلال يوسف أحكم التسعة(الجامع لعلوم الإمام أحمد - الأدب والزهد (٢٠/ ٥٧٩).

سری سقطیؒ کو یہ فرماتے سنا کہ چار ہستیاں ایسی ہیں کہ دنیا میں انہوں نے طلب حلال ہی کیا ہے، ان ہستیوں نے اپنے پیٹ میں حلال ہی کو داخل فرمایا ہے، حلال کے سوا اپنے پیٹ میں کچھ داخل نہیں کیا، : وہیب بن ورد، شعیب بن حرب، یوسف بن اسباط اور سلیمان الخواص علیہم الرحمہ۔[1]

شیخ ابو طالب مکیؒ نے اپنی کتاب میں آپؒ کے بابت یہ قول نقل فرمایا ہے:

''حلال کمائی کا ایک دانق (پیسہ) کو حقیر نہ جان، تو اسے اپنے آپ پر یا اپنے عیال پر یا اپنے کسی بھائی پر خرچ کرے گا تو شاید وہ ابھی تیرے پیٹ تک نہیں پہنچے گا یا دوسرے کے پیٹ تک نہیں پہنچے گا کہ تیری بخشش ہو جائے گی''۔[2]

حضرت یوسف اور وکیع بن جراح رحمہما اللہ متوفی ۱۹۷ ہجری

سیدنا وکیع بن جراح الرؤاسی، ابو سفیان اپنے زمانے میں مسلمانوں کے امام تھے، کوفہ میں آپ کی ولادت ہوئی، اہل عراق کے معتبر محدثین میں آپ کا شمار ہوتا ہے، آپ علمائے سلف کے سب سے زیادہ مشابہ تھے، یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے مشابہت رکھتے تھے، کھانے میں خوب سختی و تحقیق سے کام لیتے،

---

(1) سير أعلام النبلاء ط الحديث» (٧/ ٥٨٦):«١٣٦٧- شُعَيب بن حرب ١: "خَ، د، س"الإِمَامُ، القُدوَةُ، العَابِدُ، شَيْخُ الإِسْلَامِ، أَبُو صَالِحٍ المَدَائِنِيُّ، الُمجَاوِرُ بِمَكَّةَ مِنْ أَبْنَاءِ الخُرَاسَانِيَّةِ.... قَالَ أَحْمَدُ بنُ الحُسَيْنِ بنِ إِسْحَاقَ الصُّوْفِيُّ: سَمِعْتُ سَرِيّاً السَّقَطِيَّ يَقُوْلُ: أَرْبَعَةٌ كَانُوا فِي الدُّنْيَا، أَعمَلُوا أَنْفُسَهُم فِي طَلَبِ الحَلَالِ، وَلَمْ يُدْخِلُوا أَجْوَافَهُم إِلاَّ الحَلَالَ: وُهَيْبُ بنُ الوَرْدِ، وَشُعَيْبُ بنُ حَرْبٍ، وَيُوْسُفُ بنُ أَسْبَاطٍ، وَسُلَيْمَانُ الخَوَّاصُ.

(2) وقد كان شعيب بن حرب، وغيره يقول: لا تحقر دانقاً من حلال تكسبه تنفقه على نفسك وعيالك أو أخ من إخوانك، فلعله لا يصل إلى جوفك أو لا يصل إلى غيرك حتى يغفر لك، (قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٠)۔

ان سے حلال کے بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے جھڑک دیا اور فرمایا: حلال کہاں ہے اور مجھے حلال کیسے مل سکتا ہے۔ پھر فرمایا: اگر کوئی ہمارے علم سے رہنمائی چاہتے ہوئے حلال کے بارے میں پوچھے تو ہم اسے یہ کہیں گے: بیخ بری کھاؤ، اپنا کپڑا اتار دو اور دریائے فرات میں گھس جاؤ۔[(1)]

حضرت یوسف اور وکیع بن جراح فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک دنیا تین درجات پر ہے: اول حلال۔ دوم حرام۔ سوم شبہات، اس کے حلال کا حساب لیا جائے گا۔ اس کے حرام پر سزا ملے گی اور اس کے مشتبہ مال پر عتاب ہے۔ اس لیے دنیا اسی قدر لو جس کے بغیر چارہ کار نہ ہو اگر یہ حلال ہو تو تم زاہد ہو، اگر یہ مشتبہ ہو تو پرہیزگار اور ہلکے عتاب میں ہو۔

حضرت یوسف بن اسباط اور وکیع بن جراح رحمہا اللہ نے فرمایا: اگر ہمارے زمانے میں کوئی آدمی زاہد بن جائے اور ابوذر اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کی طرح زہد اختیار کرلے پھر بھی ہم اسے زاہد نہیں کہیں گے۔ پوچھا گیا: وہ کیوں؟ فرمایا: اس لیے کہ زہد تو حلال محض میں ہوتا ہے اور آج حلال محض کوئی سمجھتا ہی نہیں۔[(2)]

---

(1) قد كان وكيع بن الجراح أشبه العلماء بالسلف، وكان يشبه بعبد الله بن مسعود وقد كان يشدد في الطعمة فسئل عن الحلال، فجعل يعزره ويقول: أين الحلال؟ وكيف لي بالحلال؟ ثم قال: لوسألنا مسترشد عن علمنا في الحلال فقلنا له: كل أصول البردي وألقي ثوبك وادخل في الفرات(قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٨٣).

(2) وكان يوسف ووكيع بن الجراح يقولان: الدنيا عندنا على ثلاث منازل، حلال وحرام وشبهات، فحلالها حساب، وحرامها عقاب، وشبهاتها عتاب، فخذ من الدنيا ما لا بدَّ لك منه فإن كان ذلك حلالاً كنت زاهداً، وإن كان شبهة كنت ورعاً وكان في عتاب يسير، وقد روينا عنهما أنهما قالا: لو زهد أحد في زماننا هذا حتى يكون كأبي ذر وأبي الدرداء في الزهد ما سميناه زاهداً قيل: ولِمَ؟ قال: لأن
=

حضرت ابو سلیمان الدارانی رحمہ اللہ متوفی ۲۱۵ ہجری

حضرت ابو سلیمان دارانی ،عبد الرحمن بن احمد بن عطیہ عنسی دمشق کے مشہور زاہد تھے ،ایک موقع پر ان سے ان کے بیٹے کے بارے میں پوچھا گیا تو جواباً عرض کیا وہ کسب کرنے اور حلال مال حاصل کرنے گیا ہے اور زمین کی خرید و فروخت کے لئے گیا ہے۔[1]

''تذکرۃ الاولیاء''میں آپ کا یہ فرمان ہے کہ یہ بھی ایک بدیہی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے علاوہ کسی کو بھی بھوک کی طاقت عطا نہیں کرتا کیوں کہ بھوک آخرت کی، شکم سیری دنیا کی کنجی ہے اور بھوکے شخص کی تمام دینی ودنیاوی ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں اور نفس میں عاجزی اور قلب میں نرمی پید ہو جاتی ہے اور اس پر علوم سماوی کا انکشاف ہونے لگتا ہے ، فرمایا کہ پورے دن کی عبادت سے رات کو حلال روزی کا ایک لقمہ زیادہ افضل ہے[2]

حلال پر سخت نظر رکھنے والے دس حضرات

''کتاب الورع''میں بشر بن حارث ،معافی بن عمران کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: بشر بن حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ معافی بن عمران رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ گزشتہ زمانے میں اہل علم میں سے دس آدمی ایسے تھے جو حلال کے

=

الزهد عندنا إنما يكون في الحلال المحض، والحلال المحض لا يعرف اليوم، ومات يوسف ووكيع قبل المائتين (قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٨٣).

(1) الزهاد مائة واعظم محمد صلي الله عليه وسلم ،ابوسليمان الداراني.

(2) تذکرۃ الاولیاءاردو، باب۲۳،(ص:۱۵۷،۱۵۶)۔

سلسلہ میں بہت سخت نظر رکھتے تھے، ان کے پیٹ میں کوئی ایسی چیز داخل نہ ہوتی تھی جس کے بارے میں وہ یہ نہ جانتے ہوں کہ یہ حلال ہے۔ صرف وہی چیز کھاتے تھے جسے حلال جانتے تھے، اگر حلال نہ ملتا تو مٹی کا سفوف بناتے تھے یا پانی پر کفایت کر لیتے تھے، پھر حضرت بشر نے ان حضرات کے نام شمار کئے، وہ یہ تھے:

ابراہیم بن ادہم، سلیمان الخواص، علی بن الفضیل، ابو معاویہ الاسود، یوسف بن اسباط، وھیب بن الورد، حذیفہ اہل حران میں سے، اور داؤد طائی رحمہم اللہ یہ وہ دس حضرات تھے جو اپنے پیٹ میں صرف وہی داخل کرتے تھے جسے حلال جانتے تھے۔[1]

---

(1) قال قال بشر بن الحارث سمعت المعافى بن عمران يقول كان عشرة فيمن مضى من أهل العلم ينظرون في الحلال النظر الشديد لا يدخلون بطونهم إلا ما يعرفون من الحلال وإلا استفوا التراب ثم عد بشر وإبراهيم بن أدهم وسليمان الخواص وعلي بن الفضيل وأبو معاوية الأسود ويوسف بن أسباط ووهيب بن الورد وحذيفة شيخ من أهل حران وداود الطائي فعد عشرة كانوا لا يدخلون بطونهم إلا ما يعرفون من الحلال وإلا استفوا التراب (الورع لأحمد رواية المروزي (ص: ١٤).

فصل دوم : حلال کی اہمیت و فضیلت اقوال سلف و بزرگان دین کی روشنی میں

"اس فصل میں تبع تابعین یا اس کے بعد کے بزرگان دین کے اقوال حلال کے بارے میں بیان کئے جائیں گے"۔

سیدنا حضرت محمد بن مقاتل رحمہ اللہ متوفی ۲۲۶ ہجری

ابوالحسن محمد بن مقاتل المروزی رحمہ اللہ، آپ کا شمار ثقہ راویوں میں ہوتا ہے، بغداد میں رہے اور پھر مکہ مکرمہ ہجرت کی وہی مکہ میں آپ کی رحلت ہوئی، امام بخاری اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ اپنی کتب میں آپؒ کے طریق سے روایات لے کر آئے ہیں۔

"الحث علی التجارة" میں آپ کا یہ فرمان ہے: آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی روٹی کو دیکھے کہ وہ کہاں سے آئی ہے؟ اور اس کا درہم (پیسہ) کہاں سے آیا ہے[1]۔

---

(1) وأخبرني أبو بكر ، قال : سمعت محمد بن مقاتل ، يقول : ينبغي للرجل أن ينظر ، رغيفه من أين هو ؟ ودرهمه من أين هو ؟ (الحث على التجارة للخلال ٣١١ - (١/ ٣٧).

❋ أبو بكر الخلال، أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون (ت ٣١١هـ) ، الحث على التجارة والصناعة، الطبعة: الأولى، ١٤٠٧ هـ، الناشر: دار العاصمة، الرياض -السعودية.

مطلب یہ ہے کہ آدمی اس پر نظر رکھے کہ اس کے پاس پیسہ کہاں سے اور کیسے جمع ہو رہا، آیا حلال ذرائع سے آرہا ہے یا حرام سے۔

ابو نصر حضرت بشر بن حارث الحافی رحمہ اللہ متوفیٰ 227 ہجری

بشر بن حارث بن علی مروزی ابو نصر حافی ہیں، بغداد میں مقیم ہوئے تھے، خطیب بغدادی کا قول ہے کہ بشر حافی پرہیز گاری میں اپنے دور کے سب لوگوں سے فائق تھے، امام احمدؒ کو جب بتایا گیا کہ بشر حافیؒ کی وفات ہو گئی ہے تو فرمانے لگے: وہ شخص چل بسا جس کی کوئی نظیر موجود نہیں۔

"الورع للمروزی" میں ہے بشر بن حافی فرمایا کرتے تھے:

"آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنی روٹی میں غور و فکر کرے کہ وہ کہاں سے آئی ہے؟ اور اس کا وہ مسکن جس میں وہ سکونت رکھتا ہے اس کی اصل کس چیز سے ہے؟ پھر وہ بات کرے"[1]

اس قول میں یہ ترغیب ہے کہ صرف دنیوی مال ومتاع کو دیکھ کر خوش نہیں ہونا چاہئے بلکہ پہلے یہ تسلی کر لینی چاہئے کہ جائز اور حق طریقے سے ملا ہے یا نہیں!

"الحث علی التجارۃ" میں ہے: راوی کہتے ہیں کہ میں نے بشر بن حارث کو بیان کرتے سنا کہ جب آدمی کے پاس کوئی چیز ہو تو اسے چاہیے کہ اسے طیب (پاک) حالت میں پائے اور اسے لے اور اس سے خوراک حاصل کرے اور ان گندگیوں سے پاک رہے[2]

---

(1) سمعت بشرا يقول ينبغي للرجل أن ينظر خبزه من أين هو ومسكنه الذي سكنه أصله من أيش هو ثم يتكلم(الورع ـ المروذي - (١ / ١٥)

(2) الحث على التجارة والصناعة لأبي بكر بن الخلال (ص: ١٥٩)سمعت بشر بن الحارث يقول ينبغي للرجل إذا كان عنده شيء يستطيبه أن يرفعه أو يتقوته ويتنزه عن هذه الأقذار(الورع ـ المروذي - (١ / ١٠)

حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ سے حلال کے بارے میں کسی نے پوچھا: اے ابو نصر! آپ کہاں سے کھاتے ہیں فرمایا: جہاں سے تم کھاتے ہو مگر جو کھاتا بھی ہے اور روتا بھی ہے وہ اس جیسا نہیں جو کھاتا ہے اور ہنستا ہے۔[1]

ایک اور موقع پر جب آپ رحمہ اللہ سے سوال ہوا آپ کیا تناول فرماتے ہیں؟ فرمایا: ''جو تم کھاتے ہو مگر کھا کر رونے والا، کھا کر ہنسنے والے کی طرح نہیں ہوتا۔ میرا ہاتھ دوسروں کی بنسبت چھوٹا ہے اور میرا لقمہ دوسروں کی بنسبت چھوٹا ہے۔''[2]

اس قول میں نعمت پر شکر کی ترغیب ہے، کہ نعمت انسان میں سرکشی پیدا نہ کردے، سرکشی سے بچنے کی انسان پوری کوشش کرے۔

بھنے ہوئے گوشت کی خواہش!

حضرت بشر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: تین سال سے بھنے ہوئے گوشت کی خواہش ہے اور میں نے زہد کرتے ہوئے اسے نہیں چھوڑا بلکہ میرے پاس اس کے لیے صحیح حلال زائد درہم نہیں کہ اسے کھا سکوں۔[3]

---

(1) وقد كان بشر بن الحارث من المتقدمين، سئل عن الحلال قيل له: من أين تأكل يا أبا نصر؟ فقال: من حيث تأكلون، وليس من يأكل وهو يبكي كمن يأكل وهو يضحك، (قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٨٣).

(2) وكان بشر الحافي رحمه الله من الورعين فقيل له من أين تأكل فقال من حيث تأكلون ولكن ليس من يأكل وهو يبكي كمن يأكل وهو يضحكو قال يد أقصر من يد ولقمة أصغر من لقمة وهكذا كانوا يحترزون من الشبهات أصناف الحلال ومداخله.

(3) وقد كان بشر يقول: منذ ثلاثين سنة أشتهي شواء وما أتركه زهداً فيه ولو صحّ لي درهمه لأكلته، فهذه سيرة المتقدمين وطريق السالفين،(قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٨٦)

کیا حلال سے سیر نہیں ہونا چاہیے ؟

"جامع العلوم والحکم" میں آپ کا یہ قول ذکر ہے: آدمی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کبھی حلال سے سیر ہو اس لیے کہ جب وہ حلال سے سیر ہو گا تو اس کا نفس اسے حرام کی طرف بلائے گا۔(1)

صاحب طبیب الغذاء حضرت سری سقطیؒ متوفی ۲۵۳ ہجری

سیدنا حضرت سری بن مغلس السقطی ، ابوالحسن ، بغداد میں پیدا ہوئے ، بغداد والوں کے امام اور شیخ تھے۔ابوعبدالرحمن کہتے ہیں کہ سری سقطیؒ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے بغداد میں توحید اور حقائق کے علوم پر سب سے پہلے گفتگو کی۔

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ حلال کھانے کے بارے میں خوب پڑتال کرتے اور جس کو حلال سمجھتے وہی کھاتے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے سامنے ان کا ذکر ہوا تو انہوں نے ان کی تعریف کی اور فرمایا: تمہاری مراد وہ نوجوان ہے جو طبیب الغزا کے نام سے مشہور ہے۔(2)

آپ رحمہ اللہ حالت سفر میں ایک روز تالاب کے کنارے پر پہنچے۔ کنارے

---

(1) الورع لأحمد رواية المروزي (ص: ١٠)دثنا أبو بكر قال وسمعت محمد بن إدريس يقول سمعت بشر بن الحارث يقول ما ينبغي للرجل أن يشبع اليوم من الحلال لأنه إذا شبع من الحلال دعته نفسه إلى الحرام فكيف إلى هذه الأقذار اليوم(. مشيخة قاضي المارستان (٢/ ٩٥٩) جامع العلوم والحكم ت ماهر الفحل (٣/ ١٢٤٢).

(2) وقد كان سري السقطي يتحري في أكل الحلال ولم يكن يأكل إلاّ من حيث يعرف، وكان إذا ذكر لأحمد بن حنبل رضي الله عنه أثنى عليه وقال: تعنون ذلك الفتى المعروف بطيب الغذاء، قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٨).

پر اگا ہوا گھاس کھایا اور تالاب کا پانی پیا۔ اور اس سے کمر سیدھی کی، فرماتے ہیں کہ پھر مجھے خیال آیا کہ آج میں نے حلال کھایا اس پر ایک غیبی آواز آئی: اے سری تجھے گمان ہے کہ تونے حلال کھایا؟ جس قوت نے تجھے یہاں پہنچایا، یہ کہاں سے آئی؟ بتاتے ہیں کہ میں نے دل میں آنے والے اس خیال کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور استغفار کیا۔[1] حاصل یہ ہے کہ حلال مال کے ملنے پر اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔

سیدنا حضرت یحیٰ بن معاذ رحمہ اللہ متوفی۲۵۸ ہجری

یحیٰ بن معاذ الرازی رحمہ اللہ، آپ بلند پایہ واعظ تھے، آپ کے تین بھائی تھے تینوں پرہیز گار متقی اور شبہات سے حد درجہ اجتناب کرنے والے تھے۔

''بحر الدموع'' میں ہے:

سیدنا یحیٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں: اطاعت اللہ عزوجل کے خزانوں میں پوشیدہ ہے اور اس کی کنجی دعا ہے اور حلال کھانا اس کنجی کے دندانے ہیں، اگر کنجی میں دندانے نہیں ہوں گے تو دروازہ بھی نہیں کھلے گا اور جب خزانہ نہیں کھلے گا تو اس کے اندر پوشیدہ اطاعت تک کیسے پہنچا جاسکتا ہے لہٰذا، اپنے لقمے کی حفاظت کرو اور اپنے کھانے کو پاکیزہ بناؤ (حلال کے ذریعے) تاکہ جب تمہیں موت آئے تو برے اعمال کی سیاہی کی جگہ نیک اعمال کا نُور تمہارے سامنے ظاہر ہو اور اپنے اعضاء کو حرام کھانے کے گناہ سے روکے رکھو تاکہ یہ ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے لذت پا سکیں۔"[2]

---

(1) وحدثونا عنه أنه قال: انتهيت ذات يوم في سفر إلى نبات من الأرض وعند غدير ماء، قال: وكنت جائعاً فأكلت من الحشيش، وشربت من ذلك الماء بكفي، ثم استندت على ظهري، ثم خطر ببالي أني إن كنت أكلت حلالاً فاليوم، فهتف بي هاتف يقول: يا سري زعمت أنك أكلت حلالاِ، فالقوّة التي بلغتك إلى ههنا من أين هي؟ قال: فاستغفرت الله تعالى مما كان وقع في قلبي،(قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٨٤).

(2) وقال يحيى بن معاذ رضي الله تعالى عنه: الطاعة مخزونة في خزائن الله تعالى، ومفتاحها
=

حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ متوفی ۲۸۳ ہجری

ابو محمد سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ، آپ مدینہ شریف میں پیدا ہوئے، آپ شیخ العارفین ہیں، متقدمین صفیاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے، حلال پر کاربند، حرام اور مشتبہات سے کوسوں دور رہ کر زندگی گزاری۔

حضرت سہل بن عبداللہؒ سے جب حلال کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمانے لگے:

"یہ علم ہے، اور فرمایا: اگر انسان آسمان کی طرف منہ اٹھائے اور بارش کے قطرے پی لے پھر اس سے کسی نافرمانی پر قوت حاصل کرے یا اس قوت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے تو یہ حلال نہ ہوگا۔[1]

آپ کا فرمان "قوت القلوب" میں اس طرح ذکر ہے:

بندہ اسی وقت حقیقی ایمان تک رسائی حاصل کرسکتا ہے جب کہ وہ پرہیزگاری کے ساتھ حلال کھائے۔[2]

=

الدعاء، وأسنانها أكل الحلال، فإذا لم يكن في المفتاح أسنان، فلا يفتحالباب، وإذا لم تفتح الخزانة كيف يتوصل إلى ما فيها من الطاعة.فصن لقمتك، وأطب طعمتك حتى يتبين لك مبيض صالح العمل من مسود خيط الأمل من فجر الأجل، ثم أتم صيام الجوارح عن حرام طعام الآثام إلى ليل القيام فتفطر على فوائد موائد (بحر الدموع (ص: ١٤٥).

(1) وكان سهل إذا سئل عن الحلال يقول: هو العلم، وقال: لو فتح العبد فمه إلى السماء وشرب القطر ثم تقوى بذلك على معصية أو لم يَطعْ الله عزّ وجلّ بتلك القوة لم يكن ذلك حلالاً، قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٣).

(2) وقد كان سهل يقول: لا يبلغ العبد حقيقة الإيمان حتى يأكل الحلال بالورع. -قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٠).

حلال مال کونسا ہے ؟

"رسالہ قشیریہ" میں آپ کا یہ فرمان ہے: حلال مال وہ ہے جس میں اللہ کو نہ بھلایا گیا ہو۔"[1] مطلب یہ کہ سود، رشوت، چوری اور دیگر حرام ذرائع کو بروئے کار لا کر مال نہ کمایا گیا ہو۔

حلال پاک مال کونسا ہے ؟

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ سے حلال پاک مال کے بارے میں سوال ہوا تو جواباً عرض کیا": "حلال پاک مال وہ ہے جس میں اللہ کی نافرمانی نہ کی گئی ہو۔"[2]

تزکیہ و تصوف تک رسائی کا سہل راستہ کونسا ہے ؟

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: انسان اس وقت تصوف و تزکیہ کی حقیقت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے جب کہ وہ یہ چار باتیں پوری کرے:

۱-فرائض کو سنت کے ساتھ ادا کرنے

۲-تقویٰ کے ساتھ حلال کھانا

---

(1) الرسالة القشيرية (١/ ٢٣٦)وَقَالَ سهل: الحلال الصافي الَّذِي لا ينسى اللهَّ فِيهِ.

* القُشَيْري، عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك القشيري (ت ٤٦٥ هـ) ، الرسالة القشيرية، الناشر: دار المعارف، القاهرة.

(2) الرسالة القشيرية (١/ ٢٣٦) سئل سهل بْن عَبْد اللهِّ عَنِ الحلال الصافي فَقَالَ هُوَ الَّذِي لا يعصى اللهَّ تَعَالَى فِيهِ.

۳-ظاہر و باطن میں ممنوعات سے بچنا۔
۴-موت تک اس کی پابندی کرنا[1]

دل میں خوف الٰہی کیسے پیدا ہو؟

حضرت سہل رحمہ اللہ کا یہ ارشاد ہے: جو یہ چاہے کہ اپنے دل میں خوف الہیٰ دیکھے اور صدیقین کی علامات کا مکاشفہ حاصل کرے تو وہ حلال کے سوا نہ کھائے اور سنت یا ضرورت کے سوا کوئی کام نہ کرے۔[2]

صدیقین کی علامات کا مکاشفہ کس سے وابستہ ہے؟

حضرت سہل رحمہ اللہ کا فرمان امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء علوم الدین میں نقل فرمایا ہے "جو شخص یہ چاہے کہ اس پر صدیقیت کی علامتیں واضح ہو جائیں تو وہ حلال غذا کے علاوہ کوئی چیز نہ کھائے ،اور سنت اور فرض کے علاوہ کوئی کام نہ کرے۔[3]

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ متوفی ۲۹۷ ہجری

ابوالقاسم جنید بن محمد بغدادی رحمہ اللہ ،آپؒ صوفیاء کے شیخ گزرے ہیں، صوفیاء کے لئے آپ مشعل راہ تھے ،اپنے وقت کے نامور ولی تھے۔

---

(1) وقال سهل التستري لا يبلغ العبد حقيقة الإيمان حتى يكون فيه أربع خصال أداء الفرائض بالسنة وأكل الحلال بالورع واجتناب النهي من الظاهر والباطن والصبر على ذلك إلى الموت(إحياء علوم الدين (٢/ ٩١) الورع ـ المروذي - (١ / ١٤٦).

(2) وقال: من اختار أن يرى خوف الله في قلبه ويكاشف بآيات الصدّيقين، لا يأكل إلاّ حلالاً ولا يعمل إلاّ في سنة أو ضرورة(قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧١).

(3) وقال من أحب أن يكاشف بآيات الصديقين فلا يأكل إلا حلالا ولا يعمل إلا في سنة أو ضرورة(إحياء علوم الدين (٢/ ٩١).

تذکرۃ الاولیاء میں آپ کا یہ فرمان ہے: حلال سے حرام کی طرف متوجہ ہونا اہل دنیا کی لغزش ہے اور فنا سے بقا کی طرف رجوع کرنا زہاد کی لغزش ہے۔(1)

سیدنا حضرت ابو بکر شبلی رحمہ اللہ متوفی ۳۳۴ ہجری

ابو بکر شبلی بغدادی رحمہ اللہ، آپ کا اصل نام دلف بن جحدر ہے، آپ جنید بغدادیؒ کے شاگرد ہیں، اول درجے کے زاہد، حلال و حرام کے اصولوں کے نہایت پابند گزرے ہیں۔

''روح البیان'' میں ہے: حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے عزم مصمم کیا کہ جب تک کسی کھانے کی چیز کے متعلق حلال ہونے کی مکمل تشفی نہ ہو گی اسے نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ میں جنگل میں نکل گیا، وہاں پھر رہا تھا کہ ایک انجیر کے درخت پر میری نظر پڑی میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اس کا پھل توڑ کر کھاؤں "فنادتني الشجرة احفظ عليك عقدك لا تاكل مني فاني ليهودي" یعنی درخت سے آواز آئی کہ اے شبلی! اپنے عہد کا خیال رکھ۔ میرا پھل استعمال نہ کر کیوں کہ میں ایک یہودی کی ملک ہوں'' دیکھیئے حضرت شبلی رحمہ اللہ نے ایک نیک عہد کا عزم کیا کہ صرف حلال رزق ہی کھاؤں گا۔ اس عہد سے مقصد یہ تھا کہ اللہ کی خوشنودی حاصل ہو جائے۔ اللہ نے اس کی تکمیل میں حضرت شبلی کی غیب سے یوں مدد فرمائی کہ درخت کو رب العزت نے گویائی عطا فرمائی(2)

(1) تذکرۃ الاولیاء، ص: ۲۲۲ باب: ۴۳۔

(2) روح البيان (٣/ ٣٩١) قال الشبلي قدس سره عقدت وقتا ان لا آكل الا من الحلال فكنت أدور في البراري فرأيت شجرة تين فمددت يدى إليها لآكل فنادتنى الشجرة احفظ عليك عقدك لا تأكل منى فانى ليهودى) الموافقات (٢/ ٤٦٠)
=

اہل تقویٰ فرمایا کرتے ہیں:

قوت القلوب میں ایک بزرگ کے بارے میں ذکر ہے فرماتے ہیں : چالیس برس گزر گئے، میرے پیٹ مین جو گیا میں یہ جانتاہوں کہاں سے ہے؟[1] اللہ ہمیں بھی نصیب فرمائیں۔آمین۔

ساٹھ برس جو کھایا ہے جانتا ہوں

قوت القلوب میں ایک بزرگ کے بابت ذکر ہے: فرماتے ہیں : ساٹھ برس میں نے جو کھایا میں اسے جانتاہوں کہ کہاں سے ہے۔"

دونوں اقوال کا حاصل مقصد یہ ہی ہے کہ حلال وحرام کی تمیز کر کے حلال ہی کو جزء بدن بنالیا جائے۔[2]

تورات میں لکھی بات

جو اس کی پرواہ نہ کرے کہ اس کی غذا کہاں سے ہے، اللہ تعالیٰ کو اس کی

=

ألا ترى إلى ما جاء عن الشبلي حين اعتقد أن لا يأكل إلا من الحلال، فرأى بالبادية شجرة تين، فهم أن يأكل منها فنادته الشجرة: أن لا تأكل مني فإني ليهودي٣). الاعتصام"(١/ ٢٧١)- ط ابن عفان". الرسالة القشيرية (٢/ ٥٥٥) طبقات الشافعية الكبرى للسبكي (٢/ ٣٤٠)ترغيب المسلمين (ص:٦٩).

* اسماعيل حقي، إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي الخلوتي (ت ١١٢٧ هـ) روح البيان، الناشر: دار الفكر – بيروت.

(1) وقد كان كثير من الورعين يقول: منذ أربعين سنة ما دخل جوفي إلاّ ماء أعلم من أين هو،(قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٤)

(2) وبعضهم يقول: منذ ستين سنة ما أكلت إلاّ من حيث أعلم،(قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٤)

پرواہ نہیں کہ دوزوخ کے کس دروازے سے اسے داخل کردے۔ بتاتے ہیں کہ یہ تورات میں لکھا ہے۔[1]

اکل حلال کھلانے کا حکم ہے

امام ابولیث سمرقندی متوفی ۳۷۵ ہجری اپنی کتاب" تنبیه الغافلین بأحادیث سید الأنبیاء والمرسلین "میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص مہمانوں کی دعوت کرے تو میزبان پر تین چیزیں واجب ہیں۔ وہ یہ ہیں:

پہلی چیز: اپنی طاقت سے بڑھ کر تکلف نہ کرے اور نہ ہی سنت کے خلاف کوئی امر بجالائے۔

دوسری چیز: حلال کھلائے۔

تیسری چیز: دعوت میں نماز کے وقت کا خاص خیال رکھا جائے۔[2]

---

(1) وفي الخبر: من لم يبال من أين مطعمه لم يبالِ الله تعالى من أي أبواب النار أدخله، وقيل: ذلك في التوراة(قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٥).

(2) تنبيه الغافلين بأحاديث سيد الأنبياء والمرسلين للسمرقندي (ص: ٤٦٣)ويقال: إذا دعا الرجل أضيافا يجب على صاحب البيت ثلاثة أشياء، ويجب على الضيف ثلاثة أشياء.فأما التي تجب على صاحب البيت، فأولها: أن لا يتكلف للضيف ما لا يطيق، ولا يجاوز فيه السنة.والثاني: أن لا يطعمه إلا من حلال.والثالث: أن يحفظ عليه وقت الصلاة.

* السمرقندي، أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي (ت ٣٧٣هـ)، تنبيه الغافلين بأحاديث سيد الأنبياء والمرسلين للسمرقندي، الطبعة: الثالثة، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م، الناشر: دار ابن كثير، دمشق - بيروت.

فصل سوم : حلال کی برکت اقوال صحابہؓ، سلف صالحینؒ وبزرگان دین کی روشنی میں

حلال کا پہلا نوالہ کیا گزشتہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے

''قوت القلوب'' میں ہے کہ جب انسان حلال کا پہلا نوالہ کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیتا ہے اور جس نے تلاش حلال میں اپنے آپ کو ذلت (مشقت / بعض نادان لوگوں کی کڑوی کسیلی باتیں) میں ڈالا اس کے گناہ اس طرح جھڑ گیے جیسے کہ سرما کے موسم میں درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ خشک ہو جائے۔[1]

حلال میں برکت ہے

حضرتِ سیدنا عبید سنوطار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرتِ سیدنا حمزہ رضی

(1) ویقال: إنّ أول لقمة يأكلها العبد من حلال يغفر له ما سلف من ذنوبه، ومن أقام نفسه في مقام ذل في طلب الحلال، تساقطت عنه ذنوبه كما يتساقط ورق الشجر في الشتاء إذا يبس،(قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٠).

اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور عرض کی: "اے ام محمد! ہمیں حدیث سنایئے۔" ان کے شوہر کہنے لگے: "اے ام محمد! تم جو حدیث بیان کرنا چاہتی ہو اس میں خوب غور وفکر کرلو کیونکہ بغیر دلیل وثبوت کے آپ ﷺ کی (طرف منسوب کرکے) حدیث بیان کرنا سخت گناہ ہے۔" آپ نے کہا: "میرے لئے برا ہو کہ میں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی (طرف منسوب کرکے) ایسی حدیث بیان کروں جس سے تمہیں تو فائدہ ہو جبکہ میں نبی معظم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کروں۔" (پھر فرمایا:) میں نے حسن اخلاق کے پیکر، سرکار دوجہاں ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ "دنیا لذیذ اور سرسبز وشاداب ہے جو شخص حلال (ذرائع سے) مال کماتا ہے اس کے لئے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور بہت سے لوگ نفسانی خواہش کی پیروی کرتے ہوئے اللہ اور رسول کے مال میں تصرف کرتے ہیں قیامت کے دن ان کے لئے جہنم کی آگ ہوگی۔ (1)

ایک آیت سے سو مسائل کا استخراج

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور واقعہ ہے، فرماتے ہیں کہ امام شافعی

---

(1) المعجم الكبير للطبراني(٢٤/ ٢٢٧):حدثنا حفص بن عمر السدوسي، ثنا عاصم بن علي، ح وحدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، حدثني محمد بن بكار، قالا: ثنا أبو معشر، عن سعيد بن أبي سعيد المقبري، عن عبيد سنوطا، قال: دخلنا على خولة بنت قيس وهي امرأة النعمان بن العجلان يومئذ وهي التي كانت عند حمزة بن عبد المطلب فقلنا لها: حدثينا يا أم محمد فقال لها زوجها: انظري يا أم محمد ما تحدثين فإن الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: بغير ثبت شديد فقالت: بئس ما لي أن أحدثهم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ينفعهم، وأكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الدنيا خضرة حلوة فمن يأخذ مالا بحلة يبارك له فيه، ورب متخوض في مال الله، ومال رسوله فيما شاءت نفسه، وله يوم القيامة النار۔ الكبائر للذهبي (ص: ١١٩).

رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے کھانا میرے سامنے رکھا گیا تو اللہ کی طرف سے اس کھانے پر رزق حلال کی وجہ سے اس قدر انوار و برکات کی بارش ہو رہی تھی، میں نے خیال کیا کہ جتنا ہو سکے اس حلال کمائی سے کھالوں، چاہے بعد میں سات دن بھوکا رہنا پڑے۔ چنانچہ میں نے کئی دن کا کھانا ایک ہی وقت میں کھالیا جس سے وہ برکتیں حاصل ہوئیں ایک علمی، دوسری عملی، علمی برکت تو یہ حاصل ہوئی کہ پوری رات چارپائی پر لیٹا رہا اور قرآن پاک کی صرف ایک آیت سے سو مسائل کا استخراج کیا۔ عملی برکت یہ ہوئی کہ عشاء کے وضو سے تہجد کی نماز پڑھی اور اسی وضو سے فجر کی نماز بھی پڑھی۔[1]

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۹۷ ہجری

حضرت مولانا قاسم نانوتوی صدیقی بانی دارالعلوم دیوبند ۱۲۴۸ ہجری بمطابق ۱۸۳۲ء کو دہلی کے شمال میں واقع قصبہ نانوتہ میں پیدا ہوئے، اکثر کتابیں مولانا مملوک علی صاحب (المتوفی ۱۲۶۷ء) والدِ حضرت مولانا یعقوب نانوتوی سے پڑھی، حدیث کی کتابیں حضرت مولانا عبدالغنی صاحب مجددی (المتوفی ۱۲۹۵ھ) سے پڑھی، تصوف واحسان کے لئے حضرت جناب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ سے تعلق قائم کیا تھا، ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۸۰ء کو انتقال فرمایا۔ (بانی دارالعلوم دیوبند از حضرت مولانا سرفراز خان صفدر و سوانح قاسمی تفصیلی مجلد از حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی)۔

---

(1) اسرار طریقت، ص: ۲۶۶۔ بحوالہ خطبات حکیم الاسلام۔
* اسرارِ طریقت، حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان، یونی کوڈ، ناشر: مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)۔

حلال کھانے کی نورانیت اور حضرت نانا تویؒ

حضرت نانوتوی ایک قصہ سنایا کرتے تھے کہ دیوبند میں ایک گھسیارے تھے جو گھاس کاٹ کر اس کو فروخت کرکے زندگی بسر کرتے تھے، اس میں سے دو پیسے بچا کر دارالعلوم دیوبند کے بڑے بڑے اساتذہ کی دعوت کیا کرتے تھے، اور اس دعوت میں خشکہ اور دال پکاتے تھے۔ حضرت نانا توی فرماتے ہیں کہ مجھے مہینوں سے اس اللہ کے بندے کی دعوت کا انتظار رہتا تھا کہ کب یہ دعوت کریں گے، اس لیے کہ جس دن ان کی دعوت کھالیتا ہوں مہینوں تک اس کا نور اپنے قلب میں محسوس کرتا ہوں۔ بہر حال! اگر کھانے میں پاکدامنی حاصل کرنی ہے، اس کے لیے مشکوک غذاؤں سے بھی حتی الامکان پرہیز کرنا ہوگا۔[1]

حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۰۲ ہجری

حلال کے دو لقمے اور اس کا نور

حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرس تھے، ۱۲۴۹ھ کو پیدا ہوئے، حضرت مولانا مملوک علی صاحب کے بیٹے ہیں، اپنے والد اور حضرت شاہ عبدالغنی مجددی سے تحصیل علوم کئے، ۱۲۸۳ھ بمطابق ۱۸۶۶ء کو دیوبند مدرسہ میں صدارتِ تدریس کے منصب پر فائز ہوئے، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے مولانا ممدوح سے بڑے بڑے فیوض و برکات حاصل کئے ہیں۔

---

(1) اسلام اور ہماری زندگی ص: ۲۹۳۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ ایک حکایت بیان فرماتے تھے کہ دیوبند میں ایک عبد اللہ شاہ تھے گھاس کھودا کرتے تھے واقعی فقیری ان کی تھی اور آج کل تو فقیری دعوتیں کھانے کا نام رہ گیا تو وہ روزانہ آٹھ پیسے کو گھاس بیچتے تھے جس میں سے چار پیسے اپنی والدہ کو دیتے تھے اور دو پیسے خدا کے واسطے فقیروں کو دیتے تھے اور دو پیسے اپنے خرچ کے لیے خود رکھتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے ان حضرات سے کہا کہ مولوی صاحبو! میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت آپ کے پاس ہیں کہاں جو دعوت کریں گے۔ فرمایا وہ جو خیرات کے پیسے نکالتا ہوں وہ جمع کرلوں گا۔ سب نے منظور کر لیا، چنانچہ عبد اللہ شاہ صاحب نے پانچ آنے جمع کیے اور پیسے لا کر دیدیئے کہ میں تو کہاں جھگڑا کروں گا، میرے اہل و عیال نہیں ہیں آپ خود میٹھے چاول پکا کر کھالیجئے اور ایک لمبی فہرست بتلادی کہ اتنے آدمیوں کی دعوت ہے جس میں سب بزرگ آگئے اور دعوت کا انتظام مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ کے سپرد ہوا۔ جب وہ کھانا تیار ہوا تو دو دو لقمے سب نے اس سے کھائے مولانا رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ وہ دو لقمے کھا کر مہینہ بھر تک ایک نور دل میں رہا یوں جی چاہتا کہ سب ماسوی اللہ کو چھوڑ کر یک سو ہو جاؤں۔ میں نے اپنے دل میں کہا (حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرما رہے) کہ یا اللہ! جس کی پاک کمائی کے دو لقموں میں یہ نورانیت ہے اس شخص کے قلب کی کیا کیفیت ہو گی جو دونوں وقت یہ ہی غذا کھاتا ہے۔[1]

حلال کا نقد صلہ

رزق حلال کا اس دنیا میں نقد صلہ یہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حلال کھانے والوں

(1) خطبات حکیم الامت، جلد ۱۷ص: ۱۷۹۔۱۸۰۔

کے دلوں کو منور کر دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی زبانوں سے حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔

علامہ اقبال مرحوم کا کلام

علامہ اقبال مرحوم نے اس ضمن میں کیا خوب کہا ہے

سر دیں صدق مقال اکل حلال　　علم وحکمت زاید از نان حلال

عشق ورقت آید از نان حلال　　خلوت وجلوت تماشائے جمال

حلال روزی میں بڑی طاقت و قوت ہوتی ہے۔اس طاقت اور قوت کو اہل دل حضرات باقاعدہ محسوس کرتے ہیں۔ جس طرح طاقت ور غذا اور دواؤں کے استعمال سے جسم کے اندر ایک خاص قسم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔اسی طرح حلال روزی کھانے سے روح کے اندر انبساط اور فرحت پیدا ہوتی ہے۔[1]

مولانا مظفر حسینؒ کاندھلوی متوفی ۱۲۸۳ ہجری

اکل حلال کا اثر ''مولانا مظفر حسینؒ کاندھلوی کی مشہور کرامت''

دیکھو حرام کھانے سے دل میں ظلمت ہوتی ہے اور اہل اللہ کو پتہ بھی چل جاتا ہے اور ان کو سخت تکلیف ہوتی ہے حتیٰ کہ کبھی قے ہو جاتی ہے جیسے مولانا ظفر احمد صاحب رحمہ اللہ کاندھلوی کی مشہور کرامت تھی کہ مولانا رحمہ اللہ کو مشتبہ کھانا

---

(1) رزق حلال اور رشوت، ص: ۲۲۔

* چشتی، ڈاکٹر علی اصغر چشتی، رزق حلال اور رشوت، اشاعت اول ۲۰۱۱ء، ناشر: دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، طابع: ادارہ تحقیقات اسلامی پریس۔

کبھی ہضم نہیں ہوا۔اسی وقت نکل جاتا تھا۔ورنہ ظلمت اور پریشانی قلب تو ضرور ہوتی ہے۔[1]

بابرکت روزی کی علامات

ملا علی قاری رحمہ اللہ کا ارشاد: روزی (حلال طیب اور) بابرکت ہے یا نہیں ؟اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ (حلال طیب اور) بابرکت روزی کی دو علامتیں ہیں:

الف القناعة: قناعت نصیب ہوتی ہے اور قناعت کا معنی ہے صبر و شکر کی دولت نصیب ہو جاتی ہے وہ ملی ہوئی چیزوں پر ہمیشہ شکر کرتا ہے اور نہ ملی ہوئی چیزوں پر صبر کرتا ہے۔ناشکری، شکایت واویلا، بخل اور حرص ولالچ سے اس کا دل پاک ہو جاتا ہے۔

ب: توفیق طاعۃ: طاعات وعبادات کی اسے توفیق ملتی رہتی ہے، جس سے طاعات کی توفیق چھین لی جائے تو سمجھ لیجیے کہ روزی سے برکت ختم ہوگئی ورنہ ایسا نہ ہوتا۔[2]

حلال کی برکتیں ایک نظر میں

(۱) رزق حلال کا متلاشی فرد اور اقوام اپنے ضروریات کی خود کفیل بن جاتی ہیں وہ دوسرے اقوام اور دوسرے ممالک کے محتاج نہیں رہتی۔

---

(1) خطبات حکیم الامت، جلد ۱۷، ص: ۱۷۸۔

(2) حرام ذرائع آمدن، مولانا مفتی احمد ممتاز، ص: ۱۳، ۱۴ بحوالہ مرقاۃ المفاتیح جلد ۵ ص: ۳۴۱، باب الدعوات فی الاوقات)۔

* احمد ممتاز، مولانا مفتی احمد ممتاز، حرام ذرائع آمدن، طبع اول: ذی الحج ۱۴۳۶ھ، ناشر: تعمیر معاشرہ جامعہ خلفائے راشدین۔

(۲) رزق حلال سے پیدا ہونے والی اولاد عموماً نیک، صالح، محنتی اور والدین کی اطاعت شعار ہوتی ہے۔

(۳) رزق حلال کی طلب سے قوم پرستی، رشوت، سود خوری، گراں فروشی وغیرہ مہلک اقتصادی امراض کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

(۴) رزق حلال کا متلاشی سارا دن تقریباً اپنی محنت میں مصروف رہتا ہے اس لیے لایعنی امور چغلی وغیبت وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔

(۵) رزق حلال کھانے سے نیکی کی طرف رغبت اور بدی سے نفرت پیدا ہوتی ہے جس کا مشاہدہ آج بھی کیا جا سکتا ہے۔

(۶) رزق حلال کھانے والا شیطان کی پیروی سے محفوظ رہے گا۔

(۷) رزق حلال سے اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں اور اخلاق رذیلہ سے نفرت ہوتی ہے۔

(۸) رزق حلال طیب کھانے والا اللہ کی عبادت کرے گا۔

(۹) رزق حلال سے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی رضا نصیب ہوتی ہے۔

(۱۰) رزق حلال سے قلب میں نور اور معرفت پیدا ہوتی ہے۔

(۱۱) رزق حلال سے اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے، عبادت میں دل لگتا ہے اور گناہ سے دل گھبراتا ہے۔

(۱۲) رزق حلال سے دعا قبول ہوتی ہے اور کمائی میں برکت ہوتی ہے، جنت میں داخلہ اور دوزخ سے نجات ملتی ہے۔[1]

---

(1) حرام ذرائع امدن بحوالہ ارباب وعلم وکمال اور پیشہ رزق حلال، اسلام میں حلال و حرام، ص:۷ معارف القرآن: ۱-۴۶۲۹) نیز دیکھیے، حلال کی اہمیت ص:۲۸ عنوان: برکت حلال، نحوست حرام۔

* مولانا محمد عمران بن محمد آدم، حلال کی اہمیت، طبع اول: مئی ۱۹۹۸، میمن اسلامک پبلشرز لیاقت آباد کراچی۔

* حقانی، مولانا عبد القیوم حقانی، ارباب وعلم وکمال اور پیشہ رزق حلال، تاریخ طباعت بار پنجم: محرام الحرام ۱۴۲۷ھ، ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ۔

باب سوم

حرام کی مذمت و نحوست، قرآن کریم و سنت رسول ﷺ کی روشنی میں

اس باب میں تین فصلیں ہیں

فصل اول: حرام کی تعریف و توضیح۔

فصل دوم: حرام کی مذمت و نحوست، قرآن کریم کی روشنی میں

فصل سوم: حرام کی مذمت و نحوست، فرامین مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں۔

فصل اول : حرام کی تعریف و توضیح

حرام کی لغوی تحقیق

حلال کے مقابلے میں حرام ہے، حرام کا لغوی معنی ممنوع، محترم، محفوظ اور معزز وغیرہ ہے[1] حرام حلال کی ضد ہے، کہا جاتا ہے: حرم علیه الشي حرمة وحراما، اس پر ایک چیز حرام ہو گئی۔[2] حرام سہ حرفی بنیادی مادہ ہے، حرمه الشئي حريما وحرما، اس سے کسی شے کو روک لینا۔ اس شے کو اس تک پہنچنے نہ دینا۔ لہذا، اس کے بنیادی معنی شدت کے ساتھ روک دینے یا ممانعت کر دینے کے ہیں۔

حرام کی تعریف

امام غزالیؒ حرام کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

---

(1) شرعی غذائی احکام، مفتی شعیب عالم: ص: 35 مکتبہ السنان کراچی)۔

(2) والحرام: نقيض الحلال. يقال: حرم عليه الشيء حرمة وحراما(الموسوعة الفقهية الكويتية (١٠/ ٢٠٥).

والحرام المحض هو ما فيه صفة محرمة لا يشك فيها كالشدة المطربة في الخمر والنجاسة.[1]

حرام محض وہ ہے جس کے اندر حرام کرنے والی صفت ہو اور اس میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ ہو۔

الاحکام فی اصول الاحکام میں حرام کی تعریف

هو ما ينتهض فعله سببا للذم شرعا بوجه ما من حيث هو فعل له[2]

وہ فعل جس کا ارتکاب شرعاً اپنی ذاتی حیثیت میں ہر صورت ممنوع ہو۔

الحلال والحرام میں، حرام کی تعریف

الحرام: هو الامر الذي نهي الشارع عن فعله نهيا جازما، بحيث يتعرض من خالف النهي لعقوبة الله في الاخرة، وقد يتعرض لعقوبة شرعية في الدنيا ايضا.[3]

حرام وہ ہے جس کی شارع نے قطعی طور پر ممانعت کی ہو اور جس کی خلاف ورزی کرنے والا آخرت میں سزا کا مستحق ہو اور بعض صورتوں میں دنیا میں بھی اس کے لیے سزا مقرر ہو۔

اصولین کی اصطلاح میں حرام کی تعریف

اصولین کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کا وہ خطاب (حکم) ہے جو یقینی طور پر کسی

---

(1) إحياء علوم الدين (٢/ ٩٨).

(2) الإحكام في أصول الأحكام للآمدي (١١٣ / ١).

❋ الآمدي،علي بن محمد(ت: ٦٣١ ھ)، الإحكام في أصول الأحكام،الطبعة: الثانية، ١٤٠٢ هـ،الناشر: المكتب الإسلامي، (دمشق - بيروت).

(3) الحلال والحرام يوسف قرضاوي (ص/ ١٥).

کام سے رکنے کا تقاضا کرتا ہو، بایں طور کہ اس کا کرنا قطعاً جائز نہ ہو۔[1]

حنفی اصولین کے نزدیک حرام کی تعریف :

حنفی اصولین کے ہاں کسی دلیل قطعی کی بنیاد پر کسی فعل سے رکنے کا مطالبہ کیا جانا حرام کہلاتا ہے۔[2]

عمدۃ الفقہ میں حرام کی تعریف

حرام وہ ہے جس پر ممانعت کا حکم پایا جائے اور جواز کی دلیل نہ ہو، پس یہ فرض کی طرح دلیل قطعی سے ثابت ہوتا ہے اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج اور بلا کسی عذر کرنے والا فاسق اور سخت عذاب کا مستحق ہے۔[3]

---

(1) في اصطلاح الأصوليين: خطاب الله المقتضي الكف عن الفعل اقتضاء جازما، بأن لم يجوز فعله (الموسوعة الفقهية الكويتية (١٠/ ٢٠٦).

* الموسوعة الفقهية الكويتية، (مجموعة من المؤلفين) جماعة من العلماءتصدرها وزارة الأوقاف، الطبعة: (من ١٤٠٤ - ١٤٢٧ هـ) الأجزاء ١ - ٢٣: الطبعة الثانية، دار السلاسل - الكويت. الأجزاء ٢٤ - ٣٨: الطبعة الأولى، مطابع دار الصفوة - مصر. الأجزاء ٣٩ - ٤٥: الطبعة الثانية، طبع الوزارة.

(2) (والحنفية) لما وجدوا أحكام ما ثبت بدليل مخالفة لما ثبت بظني (لاحظوا) في التقسيم (حال الدال) في الطلب الحتمي لأنه العمدة في الباب (فقالوا إن ثبت الطلب الجازم بقطعي فالافتراض) إن كان ذلك الطلب للفعل (أو التحريم) إن كان ذلك للكف(فواتح الرحموت بهامش المستصفى ١/ ٥٨ ط الأميرية – بولاق).

(3) عمدۃ الفقہ، کتاب الایمان، (۹۵/۱)۔

فصل دوم : حرام کی نحوست و مذمت قرآن کریم کی روشنی میں

حرام کی نحوست و مذمت

قرآن مجید میں رب العزت کا ارشاد ہے:

'' يَاايها الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الاأَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ.''(النساء :٢٩)

''اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مالوں کو باطل طریقہ سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ آپسی رضا سے تجارت ہو''۔

احکام القرآن ملاحظہ ہو

مشہور مفسر علامہ ابو بکر جصاص رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں: ہر شخص کو ناجائز طریقے سے اپنا مال کھانے نیز کسی اور کا مال کھانے سے روکا گیا ہے۔ اپنا مال باطل طریقوں سے کھانے کا مفہوم یہ ہے کہ اسے اللہ کی نافرمانی کی راہوں میں صرف کیا جائے اور گناہ کمایا جائے۔ باطل طریقوں سے دوسروں کا مال کھانے کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ بدکاری اور قمار بازی کے اڈوں کی کمائی کھائے، یا ناپ تول میں کمی کر کے یا ظلم وزبردستی کے ذریعے کمایا ہوا مال کھائے۔

دوسری صورت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ معاوضہ کے بغیر کوئی مال کھائے۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: غیر کا مال کھانے کی نہی ایک صفت کے ساتھ مشروط ہے اور وہ صفت یا کیفیت یہ ہے کہ باطل اور ناجائز طور پر کسی کا مال کھالیا جائے۔اس نہی کے ضمن میں فاسد عقود کے بدل کے طور پر ملنے والے مال کی نہی بھی موجود ہے۔ مثلا فاسد بیوع سے حاصل شدہ قیمت فروخت، جیسے: کوئی شخص کوئی خوردنی شے خرید لے لیکن وہ کھانے کے قابل نہ ہو مثلا انڈے اور اخروٹ وغیرہ، اب فروخت کنندہ کے لیے ان سے حاصل شدہ پیسوں کو اپنے استعمال میں لانا باطل طریقے سے دوسرے کا مال کھا لینے کے مترادف ہے۔اس طرح ان اشیاء سے حاصل شدہ پیسے بھی اس حکم میں داخل ہیں جن کی قیمت لگائی نہیں جاسکتی اور نہ ہی ان سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا حلال ہے۔ مثلا خنزیر، بندر، مکھی اور بھڑ وغیرہ جن میں منفعت کا کوئی پہلو موجود نہیں ہے۔اس لیے ان کی قیمت کے طور پر حاصل شدہ مال باطل طریقے سے غیر کا مال کھانے کے ضمن میں آئے گا۔[1]

(1) أحكام القرآن للجصاص ت قمحاوي» (٣/ ١٢٧):قوله تعالى لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل نهي لكل أحد عن أكل مال نفسه ومال غيره بالباطل وأكل مال نفسه بالباطل إنفاقه في معاصي الله وأكل مال الغير بالباطل قد قيل فيه وجهان أحدهما ما قال السدي وهو أن يأكل بالربا والقمار والبخس والظلم وقال ابن عباس والحسن أن يأكله بغير عوض...وعلى أن النهي عن أكل مال الغير معقود بصفة وهو أن يأكله بالباطل وقد تضمن ذلك أكل أبدال العقود الفاسدة كأثمان
=

ایک اور موقعہ پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ لَاتَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْابه إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾. (البقرة: ١٨٨)

"آپس میں ایک دوسرے کے مالوں کو باطل طریقہ سے نہ کھاؤاور نہ حاکموں کے پاس اس غرض سے رجوع کرو کہ گناہ کے طور پر لوگوں کے مال کاایک حصہ کھاجاؤ، جب کہ تم کو معلوم بھی ہے"۔

تفسیر قرطبی ملاحظہ ہو

مفسر علام قرطبیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیت سے خطاب حضرت محمد ﷺ کی تمام امت کو ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بعض، بعض کا مال ناحق نہ کھائے۔اس میں جوا، دھوکا، غصب، حقوق سے انکار اور ایسی چیز جس کے دینے پر مالک خوش نہیں ہے یاایسی چیز جس کو شریعت نے حرام کیاہے اگرچہ مالک خوشی سے دینے پر راضی بھی ہو جیسے، کاہن کانذرانہ، شرابوں اور خنازیر کی قیمتیں وغیرہ داخل ہیں۔[1]

=

البياعات الفاسدة وكمن اشترى شيئا من المأكول فوجده فاسدا لا ينتفع به نحو البيض والجوز فيكون أكل ثمنه أكل مال بالباطل وكذلك ثمن كل ما لا قيمة له ولا ينتفع به كالقرد والخنزير والذباب والزنابير وسائر ما لا منفعة فيه.

* الجصاص، أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي (ت ٣٧٠هـ) ، أحكام القرآن، تاريخ الطبع: ١٤٠٥ هـ، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

(1) تفسير القرطبي (٢/ ٣٣٨):طاب بهذه الآية يتضمن جميع أمة محمد صلى الله عليه وسلم، والمعنى: لا يأكل بعضكم مال بعض بغير حق. فيدخل في هذا: القمار والخداع والغصوب وجحد الحقوق، وما لا تطيب به نفس مالكه، أو حرمته الشريعة وإن طابت به نفس مالكه، كمهر البغي وحلوان الكاهن وأثمان الخمور والخنازير وغير ذلك.

آیت مبارکہ کے تحت تفسیر معارف القرآن میں مفتی اعظم مفتی شفیع عثمانیؒ لکھتے ہیں:

شریعت اسلام نے حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا جو قانون بنایا ہے وہ صراحتاً وحی الٰہی سے ہے یا اس سے مستفاد ہے اور وہی ایک ایسا معقول فطری اور جامع قانون ہے جو ہر قوم وملت اور ہر ملک وطن میں چل سکتا ہے اور امن عامہ کا ضامن ہو سکتا ہے کیونکہ اس قانون الٰہی میں قابل اشتراک چیزوں کو مشترک اور وقف عام رکھا گیا ہے جس میں تمام انسان مساوی حق رکھتے ہیں جیسے ہوا، پانی، خودرو گھاس، آگ کی حرارت اور غیر مملوک جنگلات اور غیر آباد پہاڑی جنگلات کی پیداوار وغیرہ کہ ان میں سب انسانوں کا مشترک حق ہے کسی کو ان پر مالکانہ قبضہ جائز نہیں اور اس کے علاوہ اشارہ اس طرف بھی ہو سکتا ہے کہ جب ایک شخص دوسرے کے مال میں کوئی ناجائز تصرف کرتا ہے تو اس کا فطری نتیجہ یہ ہے کہ اگر یہ رسم چل پڑی تو دوسرے اس کے مال میں ایسا ہی تصرف کریں گے اس حیثیت سے کسی کے مال میں ناجائز تصرف در حقیقت اپنے مال میں ناجائز تصرف کے لئے راستہ ہموار کرنا ہے غور کیجئے اشیاء ضرورت میں ملاوٹ کی رسم چل جائے کوئی گھی میں تیل یا چربی ملا کر زائد پیسے حاصل کرے تو اس کو جب دودھ خریدنے کی ضرورت پڑے گی دودھ والا اس میں پانی ملا کردے گا مصالحہ کی ضرورت ہوگی تو اس میں ملاوٹ ہوگی دوا کی ضرورت ہوگی اس میں بھی یہی منظر سامنے آئے گا تو جتنے پیسے ایک شخص نے ملاوٹ کر کے زائد حاصل کر لئے دوسرا آدمی وہ پیسے اس کی جیب سے نکال لیتا ہے اسی طرح دوسرے کے پیسے تیسرا نکال لیتا ہے یہ بیوقوف اپنی جگہ پیسوں کی زیادتی شمار کر کے خوش ہوتا ہے مگر انجام دیکھتا کہ اس کے پاس کیا رہا تو جو کوئی دوسرے کے مال کو غلط

طریقے سے حاصل کرتا ہے درحقیقت وہ اپنے مال کے ناجائز تصرف کا دروازہ کھولتا ہے۔

دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ اس ارشاد خداوندی کے الفاظ عام ہیں کہ باطل اور ناجائز طریق سے کسی کا مال نہ کھاؤ، اس میں کسی کا مال غصب کرلینا بھی داخل ہے چوری، اور ڈاکہ بھی جن میں دوسرے پر ظلم کرکے جبراً مال چھین لیا جاتا ہے اور سود، قمار، رشوت اور تمام بیوع فاسدہ اور معاملات فاسدہ بھی جو از روئے شرع جائز نہیں اگرچہ فریقین کی رضامندی بھی متحقق ہو جھوٹ بول کر یا جھوٹی قسم کھا کر کوئی مال حاصل کرلینا یا ایسی کمائی جس کو شریعت اسلام نے ممنوع قرار دیا ہے اگرچہ اپنی جان کی محنت ہی سے حاصل کی گئی ہو وہ سب حرام اور باطل ہیں اور قرآن کے الفاظ میں اگرچہ صراحتاً کھانے کی ممانعت مذکور ہے لیکن مراد اس جگہ صرف کھانا ہی نہیں بلکہ مطلقاً استعمال کرنا ہے خواہ کھا پی کر یا پہن کر یا دوسرے طریقہ کے استعمال سے مگر محاورات میں ان سب قسم کے استعمالوں کو کھا لینا ہی بولا جاتا ہے کہ فلاں آدمی فلاں کا مال کھا گیا اگرچہ وہ مال کھانے پینے کے لائق نہ ہو۔[1]

(1) معارف القرآن، مفتی شفیع عثمانیؒ تحت الآیۃ۔

فصل سوم : حرام کی مذمت و نحوست فرامین مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی روایت ملاحظہ ہو

وعن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا وأن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال: (يا أيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا) وقال: (يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم)ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء: يا رب يا رب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذي بالحرام فأنى يستجاب لذلك؟ [1]

ترجمہ: "اور حضرت ابوہریرہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمام کمی اور عیوب سے پاک ہیں اس پاک ذات کی بارگاہ میں صرف وہی

(1) مشكاة المصابيح (٢/ ٨٤٢) رقم الحديث: ٢٧٦٠باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الاول، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥).

❊ التبريزي، محمد بن عبد الله الخطيب العمري، (المتوفى: ٧٤١هـ)، مشكاة المصابيح، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت.

صدقات واعمال مقبول ہوتے ہیں جو شرعی عیوب اور نیت کے فساد سے پاک ہوں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے جس چیز (یعنی حلال مال کھانے اور اچھے اعمال) کا حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے اسی چیز کا حکم تمام مؤمنوں کو بھی دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے آیت (یا ایھاالرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا) (یعنی اے رسولو! حلال روزی کھاؤاور اچھے اعمال کرو) نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (یا ایھاالذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقنکم) (یعنی اے مؤمنو تم صرف وہی پاک و حلال رزق کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطاء کیا ہے) پھر آپ ﷺ نے بطور مثال ایک شخص کا حال ذکر کیا کہ وہ طول طویل سفر اختیار کرتا ہے، پراگندہ بال اور غبار آلودہ ہے وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! یعنی وہ اپنے مقاصد کے لئے دعا مانگتا ہے حالانکہ کھانا اس کا حرام، لباس اس کا حرام، شروع سے اب تک پرورش اس کی حرام ہی غذاؤں سے ہوئی، پھر کیونکر اس کی دعا قبول کی جائے"۔

ذکر کردہ احادیث کا شمار ان میں سے ہے جن پر اسلام کا دار و مدار اور اسلام کی اساس ہے۔ حدیث میں طیب کا ذکر ہے، طیب کا معنی نقائص وخبائث سے پاک ہونا ہے، طیب اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے "حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے سنا: اے اللہ میں تجھ سے تیرے طاہر اور طیب ومبارک محبوب نام کے واسطے سے سوال کرتا ہوں، جس کا واسطہ دے کر تجھ سے دعا کی جائے تو اس دعا کو قبول کرتا ہے۔ کچھ مانگا جائے تو عطا کرتا ہے، رحمت طلب کی جائے تو رحمت عطا فر دیتا ہے، اسی طرح کسی مصیبت سے اگر نجات مانگی جائے تو چھٹکا راہ عطا کر دیتا ہے۔"[1]

---

(1) عن عائشة قالت : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : اللهم إني أسألك باسمك الطاهر الطيب المبارك الأحب إليك ، الذي إذا دعيت به أجبت ، =

"صحیح مسلم"میں ہے کہ "جو شخص پاکیزہ رزق میں سے خواہ ایک کھجور ہی صدقہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اللہ تعالی صرف پاک چیز ہی قبول کرتا ہے اور وہ اسے بڑھاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے بھی بڑی ہو جاتی ہے"(1)

حرام اور ردی اشیاء اللہ کے ہاں مقبول نہیں

حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ پاک، پاکیزہ اور طیب چیز کے علاوہ قبول نہیں فرماتے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی حرام شے کو صدقہ کر کے کسی صورت بھی اللہ کا تقرب حاصل نہیں کیا جا سکتا جس کی وضاحت سورہ بقرۃ کی آیت میں ہے ملاحظہ ہو:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ﴾.

=

وإذا سئلت به أعطيت، وإذا استرحمت به رحمت، وإذا استفرجت به فرجت. (سنن ابن ماجة(٥ / ٢٧).

* أبو داود، سليمان بن الأشعث بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني، **(المتوفى: ٢٧٥هـ)**، سنن أبي داود، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م، الناشر: دار الرسالة العالمية.

(1) وحدثنا قتيبة بن سعيد، حدثنا ليث، عن سعيد بن أبي سعيد، عن سعيد بن يسار، أنه سمع أبا هريرة، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما تصدق أحد بصدقة من طيب، ولا يقبل الله إلا الطيب، إلا أخذها الرحمن بيمينه، وإن كانت تمرة، فتربو في كف الرحمن حتى تكون أعظم من الجبل، كما يربي أحدكم فلوه أو فصيله(صحيح مسلم (٢/ ٧٠٢).

* مسلم بن الحجاج، أبو الحسن القشيري، النيسابوري، **(المتوفى: ٢٦١هـ)** صحيح مسلم ، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

ترجمہ: اے ایمان والو خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور اس چیز میں سے کہ جو ہم نے پیدا کیا تمہارے واسطے زمین سے اور قصد نہ کرو گندی چیز کا اس میں سے کہ اس کو خرچ کرو، حالانکہ تم اس کو کبھی نہ لوگے مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ ہے خوبیوں والا، (ترجمہ از بیان القرآن)

اللہ جل شانہ کی ذات پاک ہے اور ہر قسم کے عیب اور نقص سے مبرا ہے اس لیے وہ انہیں چیزوں کو قبول فرماتے ہیں جو تمام عیبوں سے پاک وصاف ہوں، خصوصیت کے ساتھ پاک اور حلال ہونا نہایت ضروری ہے جس میں حرام کا شائبہ تک ہو۔

ان اللہ طیب کے تحت فوائد ملاحظہ ہوں

شیخ عبد اللہ بن صالح " ان الله طيب" کے ضمن میں فوائد کے تحت لکھتے ہیں:

صدقہ اگر حرام مال سے کیا جائے تو اللہ اسے قبول نہیں فرماتا۔

حلال میں سے خرچ کرنے کے اوپر ابھارا جانا، اور حرام سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ممانعت اور پاکیزہ چیزوں کو کھانے کی اجازت مرحمت ہو رہی ہے۔

اگر انسان پاکیزہ غذا، اس نیت سے کھالے کہ اس سے جو قوت اور طاقت حاصل ہو گی اس سے عبادت پر صرف کروں گا اور نفس کو زندہ رکھوں گا تو اس پر اللہ کے ہاں اسے اجر بھی ملے گا۔(1)

---

(1) الأحاديث الأربعين النووية مع ما زاد عليها ابن رجب وعليها الشرح الموجز المفيد (ص: ٢٣) أن الصدقة إذا كانت من حرام لا يقبلها الله... الحث على الإنفاق من الحلال والنهى عن الإنفاق من الحرام... إن الإنسان إذا أكل طيبا قاصدا به القوة على الطاعة وإحياء نفسه فإنه يثاب على ذلك... إن من أسباب استجابة الدعاء أكل الحلال واجتناب الحرام.

=

”لا یقبل الا طیبا“ اس سے ایک بات یہ سمجھ میں آئی کہ جو لوگ حرام مال کما کر اس میں سے کچھ صرف کر کے یوں سمجھ لیتے ہیں کہ ان کا مال پاک ہو گیا ان کے عمل کی تردید ہے، حالاں کہ ان کا صدقہ قبول ہی نہیں ہوا۔

بلندی کے اعلی مقام پر پہنچنے کا نسخہ

علامہ ابن رجب حنبلی جامع العلوم والحکم میں ابن وہب رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

”وقال وهب بن الورد: لو قمت مقام هذه السارية لم ينفعك شيء حتى تنظر ما يدخل بطنك حلال أو حرام“ (1)

اگر آپ بلندی کے اعلیٰ مقام پر پہنچنا چاہتے ہیں تو آپ کو اس مقام تک پہنچنے کے لیے کوئی شے نفع نہ دے گی سوائے اس کے کہ آپ اس پر نظر رکھیں کہ پیٹ میں جو داخل ہو رہا ہے وہ کیا ہے، آیا وہ حلال ہے یا حرام۔ آگے فرماتے ہیں مال حرام سے کیا ہوا صدقہ اللہ جل شانہ قبول نہیں فرماتے جیسے کہ صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ ابن

=

* عبد الله بن صالح المحسن، الأحاديث الأربعين النووية مع ما زاد عليها ابن رجب وعليها الشرح الموجز المفيد، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٤هـ/ ١٩٨٤م، الناشر: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة.

(1) وأما الصدقة بالمال الحرام، فغير مقبولة كما في " صحيح مسلم " عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «لا يقبل الله صلاة بغير طهور، ولا صدقة من غلول»(جامع العلوم والحكم ت الأرنؤوط (١/ ٢٦٣)۔

* ابن رجب الحنبلي، زين الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن شهاب الدين البغدادي (ت:٧٩٥ هـ) ،جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم، الطبعة: السابعة، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م، الناشر: مؤسسة الرسالة – بيروت.

عمرؓ کی روایت ہے: ''حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے رویت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا پاکیزگی حاصل کیے بغیر پڑھی گئی نماز اور خیانت کے مال کا صدقہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا''۔ (1)

حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مومن کا صرف وہ عمل جس پر اسے اللہ کے ہاں سے اجر وثواب کی امید اور تمنا ہو اس عمل کے اندر طہارت و نظافت کا اہتمام حرام اور مشتبہات سے پاک ہونا انتہائی ناگزیر ہے۔ مزید یہ کہ حرام کی آلائش سے آلودہ مال کا صدقہ منظور خدا نہیں ہوا کرتا۔

کیا حرام مال وبالِ جان ہے؟

علامہ ابن رجب حنبلیؒ آگے جا کر اس کی مزید شرح میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل فرماتے ہیں: ''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے حرام مال کمایا پھر اس میں سے صدقہ دیا، اس میں اس کے لیے کوئی اجر نہیں بلکہ اس کا وبال اس کے اوپر پڑے گا۔'' (2)

---

(1) يا ابن عمر. قال إني سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول : لا تقبل صلاة بغير طهور ولا صدقة من غلول. وكنت على البصرة.(صحيح مسلم - (١ / ١٤٠).

(2) ويروى من حديث دراج عن ابن حجيرة، عن أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «من كسب مالا حراما، فتصدق به، لم يكن له فيه أجر، وكان إصره عليه(جامع العلوم والحكم ت الأرنؤوط (١/ ٢٦٤).

-- عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا أديت زكاة مالك، فقد قضيت ما عليك فيه، ومن جمع مالا حراما، ثم تصدق به، لم يكن له فيه أجر، وكان إصره عليه" (١) صحيح ابن حبان مع حواشي الأرناؤوط كاملة - (٨ / ١١).

مال حرام سمندر میں انڈیل دیا جائے

ذکر کردہ حدیث کے تحت علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں: ''اگر کسی کے پاس مال حرام ہو، ناجائز پیسہ ہو تو ایسا شخص اپنے پروردوں کو پہچاننے سے قاصر ہو جاتا ہے، مال حرام اسے خراب کر دیتا ہے، چاہیے کہ ایسا مال سمندر میں انڈیل دیا جائے اور ایسا مال صدقے کا لائق نہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اللہ کا قرب سوائے پاک چیز کے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔[1]

حرام لباس کے ساتھ اللہ کے حضور کھڑا ہونا

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ملاحظہ ہو: ''فرماتے ہیں جو آدمی دس درہم کا کوئی کپڑا خریدے لے اور اس کی قیمت میں ایک درہم بھی حرام ہو تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی نماز قبول نہیں کرتا جب تک یہ کپڑا اس کے جسم پر رہے''

اس روایت کو نقل فرمانے کے بعد حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے کانوں میں انگلیاں داخل کرتے ہیں اور یہ ارشاد فرماتے ہیں یہ بہرے ہو جائے اگر میں نے یہ حدیث نہ سنی ہو[2]

---

(1) وكان الفضيل بن عياض يرى أن من عنده مال حرام لا يعرف أربابه، أنه يتلفه، ويلقيه في البحر، ولا يتصدق به، وقال: لا يتقرب إلى الله إلا بالطيب.(جامع العلوم والحكم ت الأرنؤوط (١/ ٢٦٨).

(2) حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا أسود بن عامر ثنا بقية بن الوليد الحمصي عن عثمان بن زفر عن هاشم عن بن عمر قال : من اشترى ثوبا بعشرة دراهم وفيه درهم حرام لم يقبل الله له صلاة ما دام عليه قال ثم أدخل إصبعيه في أذنيه ثم قال صمتا =

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ مال حرام کی قلیل مقدار بھی اگر انسان کے جسم پر موجود ہو تو وہ عبادت پر اثرانداز ہوتا ہے۔،اسی بات کو حدیث مبارکہ میں سمجھانے کے لیے بطور مثال بیان کیا ہے کہ وہ کپڑا جب تک اس کے جسم پر رہے گا اس کی نماز قبول نہیں ہو گی اگرچہ اس شخص کے ذمہ سے فرضیت ساقط ہو جائے گی مگر اس کی نماز اس لائق نہیں ہو گی کہ اسے ثواب سے نوازا جائے۔

دعا کے دو پر ہیں!

اس حدیث کے تحت شارح مشکوۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس میں یہ بتلایا ہے کہ حلال کھانا پینا ان چیزوں میں سے ہے جن پر دعا کی قبولیت موقوف ہے،اسی لیے تو کہا گیا ہے کہ دعا کے دو پر ہیں حلال کھانا اور سچ بولنا۔[1]

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ کسی نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے دریافت کیا کہ صحابہ کے مابین آپ کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں کیا وجہ ہے؟ تو فرمایا کہ میں کوئی لقمہ اپنے منہ کے پاس ایسا نہیں لے گیا جس کے بارے میں میں یہ نہ جانتا ہوں کہ وہ کہاں سے آیا اور کہاں گیا۔[2]

=

ان لم يكن النبي صلى الله عليه و سلم سمعته يقوله (مسند أحمد بن حنبل - (٢ / ٩٨).

❊ ابن حنبل، ابو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، (المتوفى: ٢٤١هـ) مسند أحمد ت شاكر، الطبعة: الأولى، ١٤١٦ هـ - ١٩٩٥ م، الناشر: دار الحديث - القاهرة.

(1) (ماخوذ از مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح)

(2) وروى عكرمة بن عمار: حدثنا الأصفر، قال: قيل لسعد بن أبي وقاص: تستجاب دعوتك من بين أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقال: ما رفعت إلى فمي لقمة إلا وأنا عالم من أين مجيئها، ومن أين خرجت.وعن وهب بن منبه قال: من سره أن يستجيب الله دعوته، فليطب طعمته.(جامع العلوم والحكم تـ الأرنؤوط (١/ ٢٧٥).

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مروی روایت ملاحظہ ہو

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بے شک دو آدمی مسجد کی طرف جاتے اور نماز پڑھتے ہیں، پھر ان میں سے ایک واپس لوٹتا ہے تو اس کی نماز احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوتی ہے جبکہ دوسرا لوٹتا ہے تو اس کی نماز ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ “سیدنا ابو حمید ساعدی نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ “ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب وہ آدمی دوسرے سے زیادہ عمدہ اور بہتر عقل والا ہو۔ “انہوں نے پھر سوال کیا: ”یہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ “ارشاد فرمایا: ”جب وہ اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے زیادہ بچتا اور نیکی کی طرف سبقت لے جانے میں زیادہ حرص رکھتا ہوا گرچہ نفلی عبادات میں دوسرے سے کمتر ہو۔ “(1)

سیدنا عباسؓ سے مروی روایت ملاحظہ ہو

”صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم فرماتا ہے

---

(1) مسند الحارث بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث(٢/ ٨٠٥):عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الرجلين ليتوجهان إلى المسجد فيصليان ، فينصرف أحدهما وصلاته أوزن من أحد ، وينصرف الآخر وما تعدل صلاته مثقال ذرة، قال أبو حميد الساعدي: وكيف يكون ذلك؟ قال:إذا كان أحسنهما عقلا ، قال: فكيف يكون؟ قال:إذا كان أورعهما عن محارم الله وأحرصهما على المسارعة إلى الخير وإن كان دونه في التطوع-

* الحارث بن أبي أسامة،(ت: ٢٨٢ هـ)، بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، الطبعة: الأولى، ١٤١٣ هـ - ١٩٩٢ م، الناشر: مركز خدمة السنة والسيرة النبوية - المدينة المنورة-.

میں نے جو مال اپنے بندوں کو دیا ہے اسے ان کے لئے حلال کر دیا ہے میں نے اپنے بندوں کو موحد پیدا کیا مگر شیطان نے اس کو دین حنیف سے انہیں ہٹا دیا اور میری حلال کردہ چیزوں کو ان پر حرام کر دیا۔"

حرام غذا سے بچنے کی تلقین

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرور کونین ﷺ کا یہ ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں: تم میں سے کسی شخص کا اپنے منہ میں مٹی بھر لینا بہتر ہے اس سے کہ اپنے منہ میں ایسی چیز ڈالے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔[1]

حرام کمانے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "دنیا سرسبز و شاداب اور میٹھی ہے۔ جو آدمی اس میں کسب مال حلال کرے اور اس مال کو حق اور جائز جگہ خرچ کرے تو اسے اللہ تعالیٰ مل جائیں گے (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے گی) اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

اور جو آدمی اس دنیا میں حرام اور ناجائز طریقے سے کسب مال کرے اور اسے ناحق و ناجائز جگہ خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ذلت کی جگہ اتاریں گے (یعنی اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے) اور بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو اللہ اور رسول کے مال میں ڈوبے ہوئے مستغرق ہیں ان کے لئے قیامت کے دن جہنم کی آگ ہے۔ اللہ تعالیٰ

---

(1) شعب الإيمان(٧/ ٥٠٨ ط الرشد):عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لأن يجعل أحدكم في فيه ترابا خير له، من أن يجعل في فيه ما حرم الله عز وجل الورع لابن أبي الدنيا (ص: ٨٤) مسند أحمد ط الرسالة (١٢/ ٤٥٩).

(قرآن مجید میں جہنم کا ذکر کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ جب بھی آگ بجھے گی ہم اس کی گرمی اور شعلوں کو اور زیادہ کر دیں گے۔[1]

وہ گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا جو حرام سے پلا ہو

مالک احمری نے بحوالہ حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت نقل کی ہے کہ اس نے آپ سے سنا کہ شراب کا فروخت کرنے والا اس کے پینے والے کی طرح ہے۔ آگاہ رہو خنازیر کو جمع کرنے والا ان کے کھانے والے کی طرح ہے اپنے غلاموں کا خیال رکھو اور دیکھو کہ وہ اپنا مال کہاں سے لاتے ہیں بلاشبہ وہ گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا جو حرام سے پیدا ہوا ہے۔[2]

حرام مال سے حج وعمرہ کرنا

آپ ﷺ کا فرمان امام ذہبی علیہ الرحمہ نے الکبائر میں ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو: ''جو شخص حرام مال سے حج کرے اور وہ کہے ''لبیک'' میں حاضر ہوں'' تو فرشتہ

---

(1) شعب الإيمان(٧/ ٣٦٨ ط الرشد):عن عمر بن نافع، عن أبيه، عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " الدنيا خضرة حلوة، من اكتسب فيها مالا من حله وأنفقه في حقه أثابه الله عليه وأورده جنته، ومن اكتسب فيها مالا من غير حله وأنفقه في غير حقه أحله الله دار الهوان، ورب متخوض في مال الله ورسوله له النار يوم القيامة، يقول الله: كلما خبت زدناهم سعيرا ".

(2) الورع -المروذي - (١ / ٩٩)عن مالك الأحمري عن حذيفة أنه سمع منه أن بائع الخمر كشاربها إلا أن مقتني الخنازير كآكلها تعاهدوا أرقائكم وانظروا من أين يجيئون بضرائبهم فإنه لا يدخل الجنة لحم نبت من سحت.

* المروذي، أبو بكر، أحمد بن محمد بن الحجاج المرُّوذي (ت ٢٧٥ هـ)، الورع، الطبعة: الأولى، ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م، الناشر: دار الصميعي - الرياض - السعودية.

جواب دیتا ہے: تیری حاضری قبول ہے نہ تیرا آنا باعث سعادت ہے۔ تیرا حج قبول نہیں ،،[1] اس حدیث مبارکہ میں بھی مال حرام کی نحوست کو واضح کیا جارہا ہے کہ اس مال کی نحوست اس قدر ہے کہ باوجود شدید مشقت اٹھانے کے انسان ثواب سے محروم ہی رہتا ہے اگرچہ اصول کے مطابق حج کی ادائیگی ہو جائے گی یعنی فرضیت ساقط ہو جائے گی۔[2]

---

(1) الكبائر للذهبي (ص: ١١٩) وجاء عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال من حج بمال حرام فقال لبيك قال ملك لا لبيك ولا سعديك حجك مردود عليك--. إحياء علوم الدين (١/ ٢٦٨)

* الذهبي، تنسب لشمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد (ت ٧٤٨هـ)، الكبائر، الناشر: دار الندوة الجديدة – بيروت.

(2) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)":(٢ / ٤٥٦)

وقد يتصف بالحرمة كالحج بمال حرام.(قوله: كالحج بمال حرام) كذا في البحر، والأولى التمثيل بالحج رياءً وسمعةً، فقد يقال: إن الحج نفسه الذي هو زيارة مكان مخصوص إلخ ليس حرامًا بل الحرام هو إنفاق المال الحرام، ولا تلازم بينهما، كما أن الصلاة في الأرض المغصوبة تقع فرضًا، وإنما الحرام شغل المكان المغصوب لا من حيث كون الفعل صلاةً؛ لأن الفرض لايمكن اتصافه بالحرمة، وهنا كذلك فإنّ الحج في نفسه مأمور به، وإنما يحرم من حيث الإنفاق، وكأنه أطلق عليه الحرمة؛ لأن للمال دخلًا فيه، فإن الحج عبادة مركبة من عمل البدن والمال كما قدمناه، ولذا قال في البحر ويجتهد في تحصيل نفقة حلال، فإنه لايقبل بالنفقة الحرام، كما ورد في الحديث، مع أنه يسقط الفرض عنه معها ولا تنافي بين سقوطه، وعدم قبوله فلايثاب؛ لعدم القبول، ولايعاقب عقاب تارك الحج. اهـ. أي لأن عدم الترك يبتنى على الصحة: وهي الإتيان بالشرائط، والأركان والقبول المترتب عليه الثواب يبتنى على أشياء كحل المال والإخلاص كما لو صلى مرائيًا أو صام واغتاب فإن الفعل صحيح لكنه بلا ثواب والله تعالى أعلم."

حرام مال کی دنیوی واخروی نحوست

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
”ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی بندہ (کسی ناجائز طریقہ سے) حرام مال کمائے اور اس میں سے اللہ کے لیے صدقہ کرے تو اس کا صدقہ قبول ہو اور اس میں سے خرچ کرے تو اس میں (من جانب اللہ) برکت ہو اور جو شخص حرام مال (مرنے کے بعد) پیچھے چھوڑ کے جائے گا تو وہ اس کے لئے جہنم کا توشہ ہی ہوگا؛ یقیناً اللہ تعالیٰ بدی کو بدی سے نہیں مٹاتا بلکہ بدی کو نیکی سے مٹاتا ہے یہ حقیقت ہے کہ گندگی گندگی کو نہیں دھوسکتی“۔[1]
اس حدیث مبارکہ سے عیاں ہوا کہ مال حرام کی نحوست وقباحت دنیاوآخرت دونوں میں ہے، دنیا کے اندر اس کی نحوست یہ ہے کہ اس مال کے خرچ پر اللہ برکت نصیب نہیں فرمائیں گے اور آخرت میں نحوست یہ ہے کہ صدقہ قبول نہ ہوگا اور حرام مال اس کے لیے توشہ جہنم بن جائے گا۔

حرام مال جہنم کی طرف گھسیٹتا ہے

امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت ذکر فرمائی ہے ملاحظہ ہو: آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: اللہ نے تمہاری روزی کی طرح تمہارے اخلاق بھی تقسیم کیے ہیں، اللہ پاک جس سے محبت کرتا ہے اور جس سے نہیں کرتا دنیا دونوں کو عطاء کرتا ہے۔ یاد

(1) «مسند أحمد» (٣/ ٥٣٩ ت أحمد شاكر): عن عبد الله بن مسعود، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن الله قسم بينكم أخلاقكم،...ولا يكسب عبد مالا من حرام، فينفق منه فيبارك له فيه، ولا يتصدق به فيقبل منه، ولا يترك خلف ظهره إلا كان زاده إلى النار، إن الله عز وجل لا يمحو السيئ بالسيئ، ولكن يمحو السيئ بالحسن، إن الخبيث لا يمحو الخبيث.

رہے کہ دین صرف اسی کو دیتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے، اللہ نے جسے دین دے دیا اسے محبوب بنالیا۔ جو آدمی حرام مال کماتا ہے تو خرچ کرنے پر اس میں برکت نہیں دی جاتی ہے اور نہ صدقے کو قبول کیا جاتا ہے اور جو کچھ چھوڑ جاتا ہے یعنی مر جاتا ہے وہ اسے جہنم کی طرف گھسیٹتا ہے۔ اللہ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو بھلائی سے مٹاتا ہے۔[1]

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسی قوم کو اٹھائیں گے جن کے منہ سے بھڑکتی آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے، دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کیا فرمارہے ہیں"ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون في بطونہم نارا وسیصلون سعیرا"
ترجمہ: بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھا جاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹوں میں آگ ہی جمع کر رہے ہیں اور عنقریب یہ لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے"۔[2]

---

(1) عن عبد الله بن مسعود، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " إن الله قسم بينكم أخلاقكم كما قسم بينكم أرزاقكم، فإن الله يعطي الدنيا لمن يحب ومن لا يحب، ولا يعطي الدين إلا من يحب، فمن أعطاه الله الدين فقد أحبه، والذي نفسي بيده،لا يسلم عبد حتى يسلم قلبه ولسانه، ولا يؤمن حتى يأمن جاره بوائقه " قيل: وما بوائقه؟ قال: " غشمه وظلمه " قال: وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا يكتسب عبد مال حرام فيتصدق فينفق فيبارك له فيه، ولا يتصدق فيقبل منه، ولا يترك خلف ظهره إلا كان زاده إلى النار، إن الله تبارك وتعالى لا يمحو السيئ بالسيئ، ولا يمحوا السيئ إلا بالحسن، إن الخبيث لا يمحو الخبيث " لفظ حديث أبي عبد اللهظ(شعب الإيمان (٧/ ٣٦٧) الكبائر للذهبي (ص: ١١٨) مسند أحمد ط الرسالة (٦/ ١٨٩) المستدرك على الصحيحين للحاكم (١/ ٨٨).

(2) مسند أبي يعلى(١٣/ ٤٣٤ ت حسين أسد):عن نافع بن الحارث، عن أبي برزة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يبعث الله عز وجل يوم القيامة قوما من قبورهم تأجج أفواههم نارا فقيل: من هم يا رسول الله، فقال: " ألم تر أن الله يقول: ﴿إن الذين يأكلون أموال اليتامى ظلما إنما يأكلون في بطونهم نارا﴾ [النساء: ١٠] "؟ كنز العمال (٤/ ١٨):

=

آخری زمانے میں حلال مال کم ہوگا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ آخری زمانہ میں حلال کا ایک درہم بھی کم ملے گا اور بااعتماد دوست بھی کم ملیں گے۔[1]

مال حرام رزق سے برکت کو فنا کردیتا ہے

مسند ابوداؤد طیالیسی میں ہے ”تجھے کسی شخص کا ناحق خون سے بازوؤں کا موٹا ہونا حیرت میں نہ ڈالے، کیوں کہ ایسے آدمی کو اللہ کے پاس ایک قتل کرنے والا ہے (جو بطورِ سزا اس پر مسلط ہوگا) جو کبھی نہیں مرے گا اور تجھے حیرت میں نہ ڈالے وہ شخص جو حرام ذریعہ سے مال کماتا ہے۔ کیوں کہ اگر وہ اس مال میں سے خرچ کرے یا صدقہ کرے تو قبول نہیں کیا جاتا اگر اپنے پاس بچا کر رکھے تو اس میں برکت نہیں ہوتی اور اگر اپنے پیچھے چھوڑ کر مر جائے تو وہ مال اس کی آگ ہی میں اضافے کا باعث ہوگا“۔[2]

=

* الموصلي،أبو يعلى أحمد بن علي (ت ٣٠٧ هـ) ، مسند أبي يعلى،الطبعة: الأولى، ١٤٠٤ – ١٩٨٤،الناشر: دار المأمون للتراث – دمشق.

(1) حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٤/ ٩٤)عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «قل ما يوجد في آخر الزمان درهم من حلال، أو أخ يوثق به (تاريخ الرقة (ص: ١٢١).

* القشيري، أبو علي، محمد بن سعيد بن عبد الرحمن القشيري، (ت ٣٣٤هـ) تاريخ الرقة، الطبعة: الأولى ١٤١٩ هـ- ١٩٩٨ م، الناشر: دار البشائر.

(2) مسند أبي داود الطيالسي(١/ ٢٤٥):عن أبي الأحوص، عن عبد الله، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:لا يعجبنك رحب الذراعين يسفك الدماء فإن له عند الله قاتلا لا يموت، ولا يعجبنك امرؤ كسب مالا من حرام فإنه إن أنفقه أو تصدق به لم يقبل منه وإن تركه لم يبارك له فيه وإن بقي منه شيء كان زاده إلى النار-

* الطيالسي،أبو داود الطيالسي سليمان بن داود بن الجارود (ت ٢٠٤ هـ)، مسند أبي داود الطيالسي،الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٩ م،الناشر: دار هجر – مصر.

حرام مال آگ میں اضافے کا باعث ہے

''الترغیب والترہیب'' میں نقل ہے ''جو بندہ حرام مال کمائے اور پھر اس میں سے خرچ کرے تو اس میں سے برکت ختم کر دی جاتی ہے اور صدقہ کرے تو قبول نہیں کیا جاتا اور اگر پیچھے چھوڑ کر مر جائے تو اس کی آگ میں اضافے کا باعث بنتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو اچھائی سے مٹاتے ہیں''۔[1]

کیا شہادت مال حرام سے توبہ بن سکتی ہے؟

''بحر الدموع'' میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے: "اگر مال حرام کھانے والے لوگ ستر مرتبہ بھی راہِ خدا عزوجل میں شہید ہو جائیں تب بھی ان کی شہادت ان کی توبہ نہیں بن سکے گی کیونکہ حرام مال کی توبہ یہ ہے کہ وہ مال مالک کو لوٹا دیا جائے یا اس سے اپنے استعمال کے لئے حلال کر لیا جائے (یعنی معاف کر والیا جائے)"[2]

---

(1) الترغيب والترهيب للمنذري - ت عمارة (٣/ ٣٥٤):لا يكسب مالا من حرام، فينفق منه فيبارك فيه، ولا يتصدق به فيقبل منه، ولا يتركه خلف ظهره إلا كان زاده إلى النار. إن الله لا يمحو السيء بالسيء، ولكن يمحو السيء بالحسن ،إن الخبيث لا يمحو الخبيث" رواه أحمد وغيره من طريق أبان بن إسحاق عن الصباح بن محمد عنه-عمدة القاري شرح صحيح البخاري(٨/ ٣١٠).

* المنذري، عبد العظيم بن عبد القوي بن عبد الله، ت ٦٠٦ هـ) ، الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، الطبعة: الثالثة، ١٣٨٨ هـ - ١٩٦٨ م، الناشر: مكتبة مصطفى البابي الحلبي – مصر.
* العيني، أبو محمد محمود بن أحمد، (المتوفى: ٨٥٥هـ) ، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، دار إحياء التراث العربي – بيروت.

(2) وقال صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لو أن أصحاب المال الحرام استشهدوا في سبيل الله =

کمانے میں حلال و حرام کی تمیز نہ کرنے والے کا انجام

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے: ''جو شخص اس چیز کی پرواہ نہیں رکھتا کہ یہ مال کہاں سے کمایا ہے تو اللہ اس کی بھی پروہ نہ کرے گا کہ اسے جہنم میں کس دروازے سے داخل کرے''۔ اس رایت کو امام ذہبی رحمہ اللہ نے ''الکبائر'' میں بھی ذکر فرمایا ہے اسی طرح ''احیاء علوم'' میں امام غزالی رحمہ اللہ نے ''کتاب الحلال والحرام'' کے تحت اس روایت کو ذکر کیا ہے۔[1]

کیا حرام غذا دخولِ جنت سے مانع ہے؟

حرام غذا بہر صورت جنت کے دخول سے مانع بن سکتی ہے، سخت وعید ہے، اس پر آپ ﷺ کے ایک سے زائد اقوال مختلف الفاظ کے ساتھ ذکر ہیں:

(1) ''کوئی ایسا گوشت نہیں جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو اور وہ جنت میں داخل ہو جائے''۔[2]

(2) ''اللہ تعالیٰ نے اس جسم پر جنت کو حرام قرار دیا ہے جس کی نشو نما حرام سے ہوئی ہو''۔[3]

=

تعالى سبعين مرة لم تكن الشهادة لهم توبة، وتوبة الحرام ردّه إلى أربابه، والاستحلال منهم".(بحر الدموع (ص: ١٤٥).

(1) الكبائر للذهبي (ص: ١١٩)وجاء عنه صلى الله عليه وسلم أنه قال من لم يبال من أين اكتسب المال لم يبال الله من أي باب أدخله النار إحياء علوم الدين (٢/ ٩٠) الكبائر للذهبي (ص: ١١٩).

(2) المعجم الأوسط للطبراني (٤/ ٣٧٨): لا يدخل الجنة لحم نبت من سحت، وكل لحم نبت من سحت فالنار أولى به.

(3) كنز العمال (٤/ ١٤):"إن الله عز وجل حرم الجنة جسدا غذي بحرام". "عبد ابن حميد ع عن أبي بكر".

=

(3) ''وہ گوشت اور خون جنت میں داخل نہ ہوں گے جن کی پرورش ناپاکی سے ہوئی''۔[1]

(4) ''جو گوشت حرام مال سے پھلا پھولا وہ جنت میں نہ جائے گا''۔[2]

مال حرام سے صدقہ کرنا

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حرام آمدنی میں سے صدقہ کرنے والے کی مثال اس زانیہ کی طرح ہے جو اپنی زنا کی آمدنی میں سے مریضوں وغیرہ پر صدقہ کرے۔''[3]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے حرام مال جمع کیا اور پھر اس سے صدقہ کیا تو اس کے لئے اس میں کوئی اجر نہ ہوگا بلکہ یہ اس پر بوجھ ہوگا''۔[4]

=

* المتقي الهندي، علاء الدين علي بن حسام الدين (ت ٩٧٥هـ)، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، الطبعة: الطبعة الخامسة، ١٤٠١هـ/ ١٩٨١م، الناشر: مؤسسة الرسالة.

(1) جامع الأحاديث(١٧/ ١٠٣ بترقيم الشاملة آليا):لا يدخل الجنة لحم ودم نبتا من نجس (البيهقى فى شعب الإيمان عن عقبة بن عامر).

(2) كنز العمال(٤/ ١٥):"أيما لحم نبت من حرام فالنار أولى به.

(3) أمثال الحديث لأبي الشيخ الأصبهاني(ص٣٨١):عن الحسين بن علي، رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «مثل الرجل الذي يصيب المال من الحرام، ثم يتصدق به لم يتقبل منه إلا كما يتقبل من الزانية التي تزني، ثم تتصدق به على المريض-كنز العمال (٤/ ١٤).

(4) الترغيب والترهيب للمنذري - ط العلمية(٢/ ١٣):وعن أبي هريرة رضي الله =

حرام آمدنی سے صلہ رحمی کرنا

القاسم بن المخیمرۃ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے حرام مال کمایا اور اس سے صلہ رحمی کی یا اس سے صدقہ کیا، یا اس مال سے اللہ کے راستے میں خرچ کیا، تو اللہ تعالیٰ اس سب مال کو جمع کر کے اس کے ساتھ ہی جہنم میں ڈال دیں گے“۔[1]

ایک لقمے سے بھی گوشت کی نشو نما ہوتی ہے

سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے

=

عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جمع مالا حراما ثم تصدق به لم يكن له فيه أجر وكان إصره عليه رواه ابن خزيمة وابن حبان في صحيحيهما والحاكم كلهم من رواية دراج عن ابن حجيرة عنه-إتحاف المهرة لابن حجر(١٥/ ١٤٦):

* ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن العسقلاني (المتوفى: ٨٥٢هـ)، إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة،الطبعة : الأولى ، ١٤١٥ هـ - ١٩٩٤م، الناشر : مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف (بالمدينة).

(1) الزهد والرقائق - ابن المبارك - ت الأعظمي (١/ ٢٢١): عن موسى بن سليمان أنه سمع القاسم بن المخيمرة يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من أصاب مالا من مأثم فوصل به رحما، أو تصدق به، أو أنفقه في سبيل الله، جمع ذلك جميعا، ثم قذف به في جهنم-الجامع الصحيح للسنن والمسانيد، (٣٠/ ٢١١ بترقيم الشاملة آليا):من اكتسب مالا من مأثم، فوصل به رحما، أو تصدق به، أو أنفقه في سبيل الله، جمع ذلك جميعا، فقذف به في جهنم.

* ابن المبارك، عبد الله بن المبارك المروزي (ت ١٨١ هـ)، الزهد والرقائق لابن المبارك، من رواية الحسين المروزي (وملحق بآخره زيادات من رواية نعيم بن حماد) ، حققه وعلق عليه: حبيب الرحمن الأعظمي.

حرام کا لقمہ کھایا، اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہو گی، اور اس کی چالیس دن تک دعا قبول نہ ہو گی اور ہر وہ گوشت جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو تو اس کے لئے آگ ہی بہتر ہے اور ایک لقمے سے بھی گوشت کی نشو نما ہوتی ہے خواہ وہ لقمہ حرام ہی کا کیوں نہ ہو"۔ (1)

حرام کو غذا بنانے سے، منہ میں مٹی بھر لینا بہتر ہے

"مسند احمد" میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم مین سے کوئی آدمی مٹی لے کر اپنے منہ میں ڈال لے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ اس چیز کو منہ میں ڈالے جسے اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہے"۔ (2)

---

(1) المنتقى من مسموعات مرو للضياء المقدسي(ص١٠٩ بترقيم الشاملة آليا):عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من أكل لقمة من حرام لم تقبل له صلاة أربعين ليلة، ومن أكل لقمة حرام لم تستجاب له دعوة أربعين صباحاً، وكل لحم أنبته الحرام فالنار أولى به، وإن اللقمة الواحدة تنبت اللحم)-كنز العمال(٤/ ١٥)

* المقدسي،ضياء الدين أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد المقدسي (ت ٦٤٣هـ) ، المنتقى من مسموعات مرو – مخطوط،أعده للشاملة: أحمد الخضري،تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ١٤٣١

(2) مسند أحمد(٧/ ٢٨٨ ت أحمد شاكر):عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله –صلي الله عليه وسلم –: "والذي نفسي بيده؛ لأن يأخذ أحدكم حبله، فيذهب إلى الجبل فيحتطب، ثم يأتي به يحمله على ظهره، فيبيعه فيأكل، خير له من أن يسأل الناس، ولأن يأخذ ترابا فيجعله في فيه، خير له من أن يجعل في فيه ما حرم الله عليه" -الجامع الصغير وزيادته(ص١٠١١٥ بترقيم الشاملة آليا). مجمع الزوائد ومنبع الفوائد(١٠/ ٢٩٣)

=

عابد بننا ہو تو کیا کریں؟

''کنزالعمال'' میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے: سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ جل جلالہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچو، تم سب لوگوں سے زیادہ عبادت کرنے والے بن جاؤ گے۔ [1]

نمازی و روزہ دار بھی عذاب نار میں گرفتار!

حضرت سیدنا سالم سے مروی ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کچھ ایسے لوگوں کو لایا جائے گا جن کی نیکیاں مکۂ مکرمہ کے پہاڑوں کی مثل ہوں گی جب وہ حاضر ہوں گے تو اللہ ان کی نیکیوں کو گرد و غبار کر کے انہیں جہنم میں ڈال دے گا۔ ''حضرت سیدنا سالم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! ہمیں ان کے

=

❋ السيوطي،عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (ت ٩١١هـ) ، صحيح وضعيف الجامع الصغير وزيادته،تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ١٤٣١-

❋ الهيثمي،أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (ت ٨٠٧هـ) ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،عام النشر: ١٤١٤ هـ، ١٩٩٤ م،الناشر: مكتبة القدسي، القاهرة.

(1) كنز العمال (١٦/ ٢٤٢)عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من يأخذ هؤلاء الكلمات فيعمل بهن أو يعلمهن من يعمل بهن؟ قلت: أنا، فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم فعقد فيها خمسا: اتق المحارم تكن أعبد الناس، وارض بما قسم الله لك تكن أغنى الناس، واحسن إلى جارك تكن مؤمنا، وأحب للناس ما تحب لنفسك تكن مسلما-

بارے میں بتائیں تاکہ ہم انہیں پہچان پائیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! مجھے خوف ہے کہ کہیں میں بھی ان کے زُمرے میں نہ شامل ہو جاؤں۔" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سالم! یہ لوگ نماز و روزہ کے پابند ہوں گے لیکن جب انہیں کوئی حرام چیز میسر آئے گی تو (بغیر تحقیق کئے) اس پر ٹوٹ پڑیں گے پس اللہ رب العزت ان کے اعمال برباد فرمادے گا۔"[1]

(1) قال: سمعت عمرو بن دينار، وكيل، آل الزبير، يحدث، عن مالك بن دينار، قال: حدثني [ص:١٧٨] شيخ، من الأنصار يحدث، عن سالم، مولى أبي حذيفة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:ليجاءن بأقوام يوم القيامة معهم من الحسنات مثل جبال تهامة، حتى إذا جيء بهم جعل الله أعمالهم هباء، ثم قذفهم في النار، فقال سالم: يا رسول الله بأبي أنت وأمي حل لنا هؤلاء القوم حتى نعرفهم، فوالذي بعثك بالحق إني أتخوف أن أكون منهم، فقال: يا سالم أما إنهم كانوا يصومون ويصلون، ولكنهم إذا عرض لهم شيء من الحرام وثبوا عليه، فأدحض الله تعالى أعمالهم، فقال مالك بن دينار: هذا والله النفاق، فأخذ المعلى بن زياد بلحيته فقال: صدقت والله أبا يحيى" (حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (١/ ١٧٧).

باب چہارم

حرام کی مذمت و نحوست، اقوال صحابہؓ و سلف صالحینؒ کی روشنی میں

اس باب کے تحت دو فصلیں ہیں

فصل اول : حرام کی مذمت و نحوست، اقوال صحابہؓ تابعینؒ و تبع تابعین کی روشنی میں۔

فصل دوم : حرام کی مذمت و نحوست، اقوال سلفؒ و بزرگان دینؒ کی روشنی میں

فصل اول: حرام کی مذمت و نحوست، اقوال صحابہؓ تابعین و تبع تابعینؒ کی روشنی

سیدنا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ متوفی ۳۶ ہجری

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کاتبین وحی میں آپ شامل ہیں، فقہ و حدیث کے امام ہونے کے ساتھ ساتھ قیامت تک صادر ہونے والے انقلابات کے بھی عالم تھے۔

حضرت سیدنا ابو عمار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بے شک دِلوں پر فتنے چھا جائیں گے۔ جو انہیں اچھا سمجھے گا اس کے دل پر سیاہ دھبّہ لگا دیا جائے گا اور جو ان سے نفرت کرے گا اس کے دل پر سفید نکتہ لگا دیا جائے گا۔ پس تم میں سے جو یہ چاہتا ہے کہ اسے معلوم ہو جائے کہ وہ فتنوں میں مبتلا ہے یا نہیں؟ تو وہ غور کرے کہ اگر جسے وہ پہلے حلال سمجھتا تھا اب حرام جاننے لگا ہے یا جسے حرام جانتا تھا اب حلال سمجھنے لگا ہے تو بلا شبہ وہ فتنوں میں مبتلا ہے''[1]

---

(1) محمد بن عبيد، عن الأعمش، عن عمارة بن عمير، عن أبي عمار، قال: قال حذيفة:
=

حضرت حذیفہ کا فرمان کہ کسب کی دیکھ بھال کرو

حضرتِ سیدنا کردوس ؒ بیان کرتے ہیں: حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مدائن میں ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اپنے لڑکوں کی کمائی کی دیکھ بھال کیا کرو اگر وہ حلال کی ہو تو کھاؤ اور حلال کی نہ ہو تو چھوڑ دو کیونکہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: لَيْسَ يَنْبُتُ لَحْمٌ مِنْ سُحْتٍ فَيَدْخُلَ الْجَنَّةَ یعنی حرام سے پرورش پانے والا گوشت جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔(1)

سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ متوفی ۴۹ ہجری

سیدنا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ، آپ نواسۂ رسول ﷺ ہیں، نبی معظم ﷺ کے جگر گوشہ ہیں، سیدہ فاطمۃ الزہرا اور سیدنا علی المرتضیٰ کے چشم وچراغ ہیں، نبی معظم ﷺ نے آپ کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے: سید اشباب اهل الجنة الحسن والحسين.

=

إن الفتنة لتعرض على القلوب فأي قلب أشربها نقط على قلبه نقط سود وأي قلب أنكرها نقط على قلبه نقطة بيضاء فمن أحب منكم أن يعلم أصابته الفتنة أم لا فلينظر فإن رأى حراما ما كان يراه حلالا أو يرى حلالا ما كان يراه حراما فقد أصابته (المصنف لابن ابى شيبه،كتاب الفتن،باب من كره الخروج... (٧/ ٤٧٤).

* ابن أبي شيبة،أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد العبسي (**المتوفى: ٢٣٥هـ**) الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، الطبعة: الأولى، ١٤٠٩ الناشر: مكتبة الرشد – الرياض.

(1) حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٤/ ١٨١): ثنا محمد بن البزار، أخبرني كردوس، أن حذيفة خطبهم بالمدائن، قال: يا أيها الناس، تعاهدوا ضرائب غلمانكم، فإن كان ذلك من حلال فكلوه، وإن كان غير ذلك فارفضوه، فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:ليس ينبت لحم من سحت فيدخل الجنة.

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بخدا میں ایسے لوگوں سے بھی ملا ہوں کہ اگر ان میں سے کوئی دنیا کا حلال مال لینا چاہے تو لے سکتا ہے جس پر انہیں کہا جاتا ہے تم اس مال میں سے اپنا حصہ کیوں نہیں لیتے کہ حلال ہاتھ آسکے۔ تو پھر بھی وہ کہتے ہیں ہم نہیں لیں گے کیوں کہ ہمیں اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں یہ مال ہمارے دل میں خرابی پیدا نہ کرے۔[1]

دل کے بگڑنے کے خوف سے حلال سے بھی احتراز

سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن پر حلال مال پیش کیا جاتا تو بھی وہ کہتے دیتے کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ مجھے دل کے بگڑ جانے کا ڈر ہے۔ حالاں کہ وہ عادل ائمہ تھے، اور اُن کے سپاہی تقوی پر اُن کی مدد کرنے والے تھے“۔[2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا متوفی ۵۸ ہجری

ام المومنین سیدہ عائشہؓ بنت ابو بکرؓ، آپ کی کنیت ام عبداللہ ہے، فقاہت زہد تقویٰ میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اپنے وقت میں محور علم ہونے کے ساتھ ساتھ بحر علم بھی تھیں۔

---

(1) الزهد لأحمد بن حنبل (ص٣٣): عن الحسن قال: " والله لقد أدركت أقواما لو شاء أحدهم أن يأخذ هذا المال من حله أخذه، فيقال لهم: ألا تأتون نصيبكم من هذا المال فتأخذونه حلالا؟ فيقولون: لا، إنا نخشى أن يكون أخذه فسادا لقلوبنا ".

(2) وقال الحسن: أدركت من مضي يعرض على أحدهم المال الحلال فيقول: لا حاجة لي به، أخاف أن يفسد على قلبي، قد كانت الأئمة عدولاً فكانت الجنود معاونين لهم على التقوى يأخذون عطاءهم بحق. قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٣٤).

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: تم لوگ افضل ترین عبادت ورع سے غافل ہو جس کے معنی حرام سے بچنا ہے۔[1]

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ متوفی ۶۸ ہجری

سیدنا عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب الہاشمی، آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، صحابی رسول ﷺ ہیں، محدث ہیں، مفسر قرآن ہیں، مکہ میں آپ کی ولادت ہوئی، غزوات میں شریک رہے، ترجمان القرآن کے لقب سے آپ کو یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جس کے پیٹ میں حرام مال ہو"[2]

سیدنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ متوفی ۷۴ ہجری

سیدنا عبداللہ بن عمر فارق رضی اللہ عنہ، آپ خلیفہ راشد سیدنا عمر فاروقؓ کے بیٹے ہیں، اپنے والد کے ساتھ ہی مشرف بہ اسلام ہوئے اور انہیں کے ساتھ ہجرت بھی کی، زہد و تقویٰ، اور ورع میں اپنے والد کے مشابے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک قیمتی فرمان احیاء علوم میں ذکر ہے "اگر تم اتنی نمازیں پڑھو کہ کمان کی طرح تمہاری کمر جھک جائے، اور اتنے روزے رکھو کہ بانت کی طرح باریک کمزور ہو جاؤ تو تمہاری یہ نمازیں اور روزے قبول

---

(1) وقالت عائشة رضي الله عنها إنكم لتغفلون عن أفضل العبادة هو الورع(إحياء علوم الدين (٢/ ٩١).

(2) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (٥/ ١٧٣٦)وعن ابن عباس - رضي الله عنهما -: لا يقبل الله صلاة امرئ في جوفه حرام.فص الخواتم فيما قيل في الولائم (ص: ٧، بترقيم الشاملة آليا)

نہیں ہوں گے جب تک کہ تم حرام امور سے اجتناب نہ کرو“۔[1]

آپ ہی کے بارے میں وارد ہے،فرمانے لگے: میں نے حجاج کے دور حکومت میں ، دارالخلافہ لٹنے یعنی خلیفۂ سوم امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی کی شہادت کے بعد سے آج تک سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔[2]

مطلب یہ ہے کہ مشتبہات سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اس قدر مشقت اٹھائی۔

”الورع المروذی“ میں آپ کا یہ فرمان نقل ہے: ”میں پسند کرتا ہوں کہ اپنے اور حرام کے درمیان پردہ ڈال دوں اور اس پردہ کو نہ پھاڑوں“۔[3]

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ متوفی ۹۴ہجری

آپ سعید بن حزن القرشی المخزومی ہیں،تابعین کے سردار شمار کئے جاتے ہیں، اہل مدینہ کے عالم اور مرجع ہیں، علم اور عمل کے پیکر اور اعلم الناس بالحدیث ہیں۔

حضرت سیدنا بکر بن خنیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے عرض کی: ”اے ابو محمد !آپ ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جو نماز کے پابند اور خوب عبادت گزار ہیں آپ ان کے ساتھ عبادت کیوں نہیں کرتے ؟“آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اے بھتیجے !(جسے تم عبادت سمجھتے ہو) یہ عبادت

---

(1) وقال عبد الله بن عمر رضي الله عنه لو صليتم حتى تكونوا كالحنايا وصمتم حتى تكونوا كالأوتار لم يقبل ذلك منكم إلا بورع حاجز(إحياء علوم الدين (٢/ ٩١)

(2) إحياء علوم الدين (٢/ ١٣٨)وعن ابن عمر رضي الله عنهما أنه قال في أيام الحجاج ما شبعت من الطعام منذ انتهبت الدار إلى يومي هذا.

(3) الورع -المروذي- (١ / ٥٩) عن ابن عمر أنه قال إني لأحب أن أدع بيني وبين الحرام سترة من الحلال ولا أخرمها.

نہیں ہے۔ ‘‘میں نے عرض کی: ’’پھر عبادت کیا ہے؟ ‘‘فرمایا: ’’(حقیقی عبادت) اللہ کے احکامات میں غور وفکر کرنا، اس کی حرام کردہ اشیاء سے بچنا اور فرائض کو پابندی سے ادا کرنا ہے۔‘‘[1]

امام شعبی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۴ ہجری

آپ عامر بن شراحیل بن عبدالشعبی ہیں، بڑے محدثین میں آپ کا شمار ہوتا ہے، آپ نے جب آنکھ کھولی تب صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، علامہ ذہبی آپ کو امام، حافظ، فقیہ، متقی لکھتے ہیں، کمال درجے کے حافظے کے مالک تھے، حلال وحرام کے معاملے میں انتہائی محتاط اور حساس تھے۔

حضرت ابو زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام شعبی رحمہ اللہ سے ایک چیز کے بارے میں سوال کیا تو آپ غصہ میں آگئے اور مجھ سے بات نہ کرنے کی قسم کھالی، میں آپ کے دروازے پر جا بیٹھا۔ آپ نے فرمایا: اے ابو زید! میری قسم میری نیت کے مطابق ہے تم اپنا دل میری طرف سے صاف کرلو اور میری تین باتیں یاد رکھنا: (۱) اللہ کی کسی بھی تخلیق کے بارے میں یہ نہ کہنا کہ اسے کیوں اور کس مقصد کے لیے بنایا گیا ہے؟ (۲) جس چیز کے بارے میں تمہیں علم نہ ہو اس کے بارے میں یہ نہ کہنا کہ میں جانتا ہوں اور (۳) دین میں قیاس کرنے سے بچنا کہ تم

---

(1) قال: ثنا عبد المجيد يعني ابن أبي رواد، قال: ثنا معمر، عن بكر بن خنيس، قال: قلت لسعيد بن المسيب وقد رأيت أقواما يصلون ويتعبدون: يا أبا محمد ألا تتعبد مع هؤلاء القوم فقال لي: يا ابن أخي إنها [ص:١٦٢] ليست بعبادة قلت له: فما التعبد يا أبا محمد؟ قال: التفكر في أمر الله والورع عن محارم الله، وأداء فرائض الله تعالى» حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٢/ ١٦٢).

حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرادوگے اور ثابت قدمی کے بعد ہی قدم پھسلتا ہے،اے ابوزید! اب چلے جاؤ۔ (1)

سیدنا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ متوفیٰ ۱۱۰ ہجری

حضرت سیدنا عون بن موسیٰ رحمہ اللہ سے یہ مروی ہے کہ حضرت سیدنا معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی خدمت میں بیٹھے گفتگو کررہے تھے کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟لوگ رات کے قیام کے افضل ہونے پر متفق ہوگئے جبکہ میں نے کہا: ''حرام کردہ چیزوں کو ترک کرنا سب سے افضل ہے۔''حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے متوجہ ہوکر فرمایا:''معاملہ انجام کو پہنچ گیا، معاملہ انجام کو پہنچ گیا''۔ (2)

حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ متوفیٰ ۱۳۱ ہجری

ابو بکر، ایوب بن ابی تمیمہ آپ رحمہ اللہ کانام ہے، مشہور محدث ہیں، تابعین میں سے ہیں، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت آپؒ کونصیب ہوئی، طاعون کے مرض میں آپ دنیا سے رحلت فرماگئے ہیں۔

---

(1) حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٤/ ٣١٩) عن أبي زيد، قال: سألت الشعبي عن شيء، فغضب وحلف أن لا يحدثني، فذهبت فجلست على بابه، فقال: " يا أبا زيد، إن يميني إنما وقعت على نيتي، فرغ لي قلبك، واحفظ عني ثلاثا: لا تقولن لشيء خلقه الله لم خلق هذا، وما أراد به، ولا تقولن لشيء لا تعلمه إني أعلمه، وإياك والمقايسة في الدين، فإذا أنت قد أحللت حراما، أو حرمت حلالا، وتزل قدم بعد ثبوتها؛ قم عني يا أبا زيد ـ

(2) عون بن موسى قال: حدثنا معاوية بن قرة قال: كنا عند الحسن فتذاكرنا أي العمل أفضل؟ فكلهم اتفقوا على قيام الليل فقلت أنا: ترك المحارم فانتبه لها الحسن فقال: تم الأمر، تم الأمر.(صفة الصفوة (٢/ ١٥١).

حضرت ابو معایہ غلابیؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے رفیق حضرت سلام بن ابو حمزہ رحمہ اللہ نے بتایا کہ میں نے حضرت ایوب سختیانی کو فرماتے سنا کہ ”دُنیا میں زُہد تین چیزوں میں ہے۔جو اللہ کے ہاں زیادہ محبوب، زیادہ بلند اور ثواب کے اعتبار سے زیادہ بڑا ہے وہ یہ ہے: اللہ کے علاوہ ہر چیز کی عبادت سے بے رغبتی اختیار کرنا خواہ وہ بادشاہ ہو، یا عام پتھر کا بت ہو یا تراشے ہوئے پتھر کا بُت۔اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بے رغبتی اختیار کرنا۔“ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”اے علم والو! اللہ کی قسم! تمہارا یہ زہد اللہ کے نزدیک انتہائی کم درجہ رکھتا ہے، حقیقی زہد تو حلال چیزوں سے بے رغبتی اختیار کرنا ہے“۔ (1)

حضرت ابن شبرمہ رحمہ اللہ متوفی ۱۴۴ ہجری

عبداللہ بن شبرمہ الضبی،آپ رحمہ اللہ کوفہ کے قاضی تھے،آپ کی فقاہت زہد و تقویٰ اور اہتمام حلال معروف تھا۔

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس شخص پر تعجب ہے جو حلال چیز سے تو اس لئے احتراز کرتا ہے کہ وہ کہیں بیمار نہ ہو جائے لیکن دوزخ کی آگ کے خوف سے پرہیز نہیں کرتا۔ (2)

---

(1) ثنا أبو معاوية الغلابي، قال: بلغني عن سلام بن أبي حمزة، - وكان يجالسنا قال: سمعت أيوب، يقول: " الزهد في الدنيا ثلاثة أشياء أحبها إلى الله وأعلاها عند الله وأعظمها ثوابا عند الله تعالى الزهد في عبادة من عبد دون الله من كل ملك وصنم وحجر ووثن، ثم الزهد فيما حرم الله تعالى من الأخذ والإعطاء، ثم يقبل علينا فيقول: زهدكم هذا يا معشر القراء فهو والله أخسه عند الله، الزهد في حلال الله عز وجل"(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٣/ ٧).

(2) تنبيه الغافلين بأحاديث سيد الأنبياء والمرسلين للسمرقندي (ص: ٤٥٧)وعن =

وہب بن ورد رحمہ اللہ متوفیٰ ۱۵۳ ہجری

سیدنا وہب بن ورد رحمہ اللہ ۔آپ کا نام عبدالوہاب ہے ، امام ذہبی علیہ الرحمہ نے ''الکبائر'' میں آپ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے:

''اگر تم ستون کی طرح ہمیشہ قیام کرو تو تمہارے لئے تب نفع مند ہے کہ تو یہ دیکھے کہ تیرے پیٹ میں حلال داخل ہوتا ہے یا حرام''۔[1]

سیدنا وہب بن ورد رحمہ اللہ وہی کھاتے تھے جس کا علم ہوتا، یا دو قابل اعتماد گواہ گواہی دیتے تب کھاتے۔[2]

ثَور بن یزید رحمہ اللہ متوفیٰ ۱۵۳ ہجری

حلية الأولياء وطبقات الأصفياء میں سیدنا ثور بن یزید رحمہ اللہ کے بارے میں ذکر ہے: وہ فرماتے ہیں مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ شیر صرف حرام کے مرتکب کو کھاتا ہے۔[3]

=

ابن شبرمة رحمه الله تعالى قال: العجب ممن يحتمي من حلال مخافة الداء، فكيف لا يحتمي بالحرام مخافة النار).

(1) الكبائر للذهبي (ص: ١١٩)وقال وهب بن الورد لو قمت قيام السارية ما نفعك حتى تنظر ما يدخل بطنك أحلال أم حرام.

(2) وكان وهب بن الورد لا يأكل إلاّ من حيث يعلم أو يشهد عنده شاهدان بصحته، (قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٤).

(3) حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (٦/ ٩٥) عن سلمة بن خالد، قال: سمعت ثور بن يزيد يقول: بلغني أن الأسد لا يأكل إلا من أتى محرما.
حياة الحيوان الكبرى - (١ / ٢) عن سلمة بن خالد، قال: سمعت ثور بن يزيد يقول: بلغني أن الأسد لا يأكل إلا من أتى محرما.

=

سیدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ متوفیٰ ۱۶۱ ہجری

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کے راستے میں حرام مال خرچ کرنے والا ایسا ہی ہے، جیسے کوئی شخص کپڑے پر لگی نجاست کو پیشاب سے دھوئے۔ جس طرح کپڑے کی طہارت کے لئے پاک پانی ضروری ہے اسی طرح گناہوں کے کفارے کے لئے حلال مال ضرروری ہے۔[1]

حضرت بشر بن منصور رحمہ اللہ متوفی ۱۸۰ ہجری

"الزہد لابن حنبل" میں ہے: حضرت بشر بن منصورؒ فرماتے ہیں کہ ایمان کو کھانے پینے کی غرض سے بچا ہونا چاہیے اور کھانے میں حرام شامل نہیں ہونا چاہیے۔[2]

حضرت یوسف بن اسباط رحمہ اللہ متوفی ۱۹۵ ہجری

امام ذہبی نے الکبائر میں سیدنا یوسف بن اسباط کا یہ قول نقل فرمایا ہے:
"جب نوجوان عبادت کرتا ہے تو شیطان اپنے حمایتوں سے کہتا ہے: دیکھو اس کا کھانا کیسا ہے؟ اگر اس کا کھانا برا ہو تو وہ کہتا ہے اسے چھوڑ دو اسے مشقت و تھکاوٹ

=

* الدميري، محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري، (ت ٨٠٨هـ)، حياة الحيوان الكبرى، الطبعة: الثانية، ١٤٢٤ هـ، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت.

(1) وقال سفيان الثوري رضي الله عنه من أنفق من الحرام في طاعة الله كان كمن طهر الثوب النجس بالبول والثوب النجس لا يطهره إلا الماء والذنب لا يكفره إلا الحلال(الكبائر للذهبي (ص: ١٢٠).

(2) الزهد لأحمد بن حنبل (ص٣٣): حدثنا عبد الله، وجدت في كتاب أبي بخط يده، حدثنا أبو معاوية الغلابي، حدثني رجل، عن بشر بن منصور قال:إن الإيمان عفيف عن المطامع، والمطاعم عفيف عن المحارم.

برداشت کرنے دو، تمہارے لئے یہ خود ہی کافی ہے، کیوں کہ اس کا حرام کھا کر محنت وکوشش کرنا اس کے لئے نفع مند نہیں۔ اور آپ ﷺ کے فرمان سے اس کی تائید ہوتی ہے جس کا کھانا پینا اور لباس حرام تھا اس کو غذا حرام سے دی گئی ہو تو اس کی دعا کیسے قبول ہو[1]

(1) الكبائر للذهبي (ص: ١١٩) قد روي عن يوسف بن أسباط رحمه الله قال أن الشاب إذا تعبد قال الشيطان لأعوانه انظروا من أين مطعمه فإن كان مطعم سوء قال دعوه يتعب ويجتهد فقد كفاكم نفسه إن اجهاده مع أكل الحرام لا ينفعه ويؤيد ذلك ما ثبت في الصحيح من قوله صلى الله عليه وسلم عن الرجل الذي مطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذي بالحرام فأنى يستجاب لذلك.

فصل دوم : حرام کی نحوست ومذمت اقوال سلفؒ وبزرگان دین کی روشنی میں

حرام مال سے پرہیز اور امام بخاریؒ متوفیٰ ۲۵۶ ہجری

امام بخاریؒ (متوفی ۲۵۶ھ) کے زمانے میں احادیث مبارکہ کی سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں، کئی مصنفین و محدثین کا اس زمانے میں دور دورہ تھا، ایک ایک محدث کے سیکڑوں شاگرد ہوا کرتے تھے، ان سب کے باوجود جو قبولیت اللہ تعالیٰ نے امام بخاری اور ان کی کتاب کو نصیب فرمائی وہ دوسروں کے حصے میں نہیں آئی، اس کے اسباب ووجوہات پر نظر کرتے ہوئے علماء نے ارشاد فرمایا کہ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کے والد بزرگوار نے اپنے بچے کے لیے حلال اور پاکیزہ غذا کا اہتمام کیا تھا، حرام اور مشتبہ مال سے اپنے اہل وعیال کی حفاظت فرمائی تھی، جس حلال کی پہلے سے برکت اتنے بڑے علمی کارنامے کے ذریعہ ظاہر ہوئی، بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ (قرآن کریم کے بعد صحیح ترین کتاب) کا درجہ حاصل ہوا ہے،

انسان کے کارنامے کو یہ درجہ حاصل ہونا کوئی معمولی بات نہیں، علماء نے ارشاد فرمایا کہ اس درجے کے حاصل ہونے میں ان کے والد کا کھانے کے سلسلہ میں کمال احتیاط کو بڑا دخل ہے، جب کہ ان کے والد نے انتقال کے موقع پر اپنے کثیر مال کے تعلق سے ارشاد فرمایا تھا کہ "لاأعلم من مالي درهما من حرام ولا درهما من شبهة" (1) میرے مال میں کوئی درہم حرام تو در کنار شبہ کا بھی نہیں ہے، اسی لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر ایک اپنی آمدنی کے ذرائع پر نظر رکھے پاکیزہ اور طیب کی تلاش میں رہے اور حرام وناپاک مال سے اجتناب کرے۔ (2)

حضرت سہل تستری رحمہ اللہ متوفی ۲۸۳ ہجری

سیدنا حضرت سہل تستری فرماتے ہیں کہ جو شخص مال حرام کھاتا ہے اس کے اعضاء خواہ مخواہ نافرمان ہو جاتے ہیں اس کو خبر ہو یا نہ ہو اور جس کی غذا حلال ہوتی ہے اس کے اعضاء اطاعت کرتے ہیں اور اس کو خیرات کی توفیق ہوتی ہے۔ (3)

جس کا کھانا حلال نہ ہو اس کے قلب سے حجاب نہیں کھلتا

سیدنا حضرت سہل تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس کا کھانا حلال نہ ہو اس

---

(1) فتح الباري لابن حجر (١/ ٤٧٩).

❊ ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن العسقلاني (المتوفى: ٨٥٢هـ)، فتح الباري شرح صحيح البخاري، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩.

(2) امام بخاری چند امتیازی خصوصیات، از مفتی محمد مجیب الرحمن دیودرگی، ماہانامہ دارالعلوم دیوبند، شوال ۱۴۳۸ھ مطابق جولائی ۲۰۱۷ء۔

(3) وقال سهل رضي الله عنه من أكل الحرام عصت جوارحه شاء أم أبى علم أو لم يعلم ومن كانت طعمته حلالاً أطاعته جوارحه ووفقت للخيرات (إحياء علوم الدين (٢/ ٩١).

کے قلب سے حجاب نہیں کھلتا اور اس کے دل سے سزا نہیں ہٹتی، اور وہ نماز روزے کی پرواہ نہیں کرتا۔ البتہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے تو الگ بات ہے۔"[1]

برا کھانا مشاہدہ ملکوتی سے محرومی کا سبب ہے

سیدنا حضرت سہل تستری رحمہ اللہ فرمایا کرتے: دو چیزوں کی وجہ سے وہ مشاہدہ ملکوت سے محروم رہے اور رسائی میں حجاب آگیا:۔ برا کھانا۔ مخلوق کو ایذا دینا۔

کیا مشتبہ اور حرام سے صبر نہ کرنا توبہ میں رکاوٹ سبب ہے؟

حضرت سہل رحمہ اللہ فرمایا کرتے: تین صدیوں کے بعد کسی کی توبہ صحیح نہیں ہو گی۔ پوچھا گیا کیوں؟ فرمایا: روٹی خراب ہو جائے گی اور وہ مشتبہ یا حرام روٹی سے صبر نہیں کریں گے۔[2]

حضرت شیخ ابوالحسن بوشنجی رحمہ اللہ متوفی ۳۴۸ ہجری

شیخ ابوالحسن بوشنجی رحمہ اللہ، اپنے وقت کے امام فقیہ، زہد و ریاضت میں رسوخ آپ کا مشہور تھا۔

تذکرۃ الاولیاء میں ہے: آپ فرمایا کرتے تھے کہ حرام اشیاء سے احتراز کرنا

---

(1) «قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد» (٢/ ٤٧١): وقال: مَنْ لم يكن مطعمه من حلال لم يكشف الحجاب عن قلبه ولم ترفع العقوبة عن قلبه ولم يبالِ بصلاته وصيامه إلاّ أنْ يعفو الله عزّ وجلّ عنه.

(2) وكان يقول: إنما حرموا مشاهدة الملكوت، وحجبوا عن الوصول بشيئين سوء الطعمة وأذى الخلق، وكان يقول: بعد سنة ثلاثمائة لا تصح لأحد توبة، قيل: ولِمَ قال: يفسد الخبز وهم لا يصبرون عنه.(قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧١).

ہی نکیرین (کراماکاتبین والے دو فرشتے مراد ہیں، سورۃ الانفطار میں اس کا ذکر ہے۔) کے ساتھ شجاعت ہے اور عمل پر مداومت کا نام تصوف ہے۔ پھر فرمایا کہ نیکی اور نیک کام سے رغبت رکھنا اور مخالفت نفس کرنا بھی شجاعت ہے۔ فرمایا کہ اخلاص وہی ہے جس کو نہ نکیرین درج کر سکیں نہ ابلیس تباہ کر سکے اور نہ مخلوق کو اس سے واقفیت ہو۔[1]

خورد نوش کے معاملے میں محاسبہ نہ کرنا اس کی مثال جانور کی ہے

شیخ ابوالحسن بوشنجی کے ارشادات میں ہے: ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس پر حیرت ہوتی ہے جو اپنے پاکیزہ و حلال لباس کو حرام رنگ سے رنگ لیتے ہیں یعنی نیل سے رنگتے ہیں۔ حالاں کہ اس وقت آپ خود بھی نیلی چادر میں ملبوس تھے۔ لیکن فرمایا کہ یہ چادر حلال نیل سے رنگی ہوئی ہے۔ اور یہ میرے پاس کرمان سے آئی ہے۔ فرمایا کی خورد و نوش کے معاملے میں جو اپنا محاسبہ نہیں کرتا اس کی مثال جانوروں جیسی ہے۔[2]

جس کو حرام پر اللہ کا خوف نہ ہو جہنمی ہے

علامہ ابن ابی الدنیا نے ''الورع'' میں نقل فرمایا ہے: ''ابوالاشھب نے یزید بن عبداللہ بن الشہیر کے حوالے سے بیان کیا اور کہا: ہم سے یہ بیان کیا جاتا تھا کہ آگ میں اس شخص کو ڈالا جائے گا جس کو کسی حرام چیز سے اللہ کا خوف نہ روک سکے''۔ العیاذ باللہ[3]

---

(1) تذکرۃ الاولیاء، اردو، حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ، متوفّی 627ھ 1230ء/ص:۲۵۲ باب:۵۷۔
(2) تذکرۃ الاولیاء، اردو، حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ، متوفّی 627ھ 1230ء/ص:۳۰۵ باب:۷۶۔
(3) الورع ۔ لابن أبي الدنيا – (۱ / ۱۱۰) قال حدثنا أبو الأشهب عن يزيد بن عبد =

شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ متوفی ۳۸۶ ہجری

محمد بن علی بن عطیہ ابو طالب مکی رحمہ اللہ، ابن خلکانؒ لکھتے ہیں کہ آپؒ اہل جبل سے تھے اور پھر مکہ میں رہائش اختیار کرلی اور اس مقدس شہر کی طرف منسوب ہوگئے۔ یہ اپنے دور میں زہد و تقویٰ میں بلند مقام کے مالک تھے، آپؒ بغداد کی جامع مسجد میں وعظ وارشاد کی مجلس منعقد کیا کرتے تھے، ''قوت القلوب'' آپ کی مشہور تصنیف ہے جو کہ تصوف میں اولین کتاب شمار کی جاتی ہے، امام غزالیؒ کو حجۃ الاسلام بنانے میں شیخ ابو طالبؒ کے اس علمی شہ پارے ''قوت القلوب'' کا سب سے زیادہ حصہ ہے، جس کا اعتراف خود امام غزالیؒ نے اپنی ایک تصنیف ''المنقذ من الضلال'' میں صراحت کے ساتھ کیا ہے۔ حلال کی شدت سے اہتمام کرتے تھے چنانچہ اپنی کتاب کے آخری ابواب میں کسب یعنی کمائی کی چار اقسام ذکر فرمائی ہیں جن میں سے پہلی قسم حلال کو رکھا ہے۔

شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ قوت القلوب میں لکھتے ہیں: حرام چیز فاسقوں کی غذا ہے، اس کا کھانا ہی فسق ہے، اس کی تلاش فسق ہے اور اس کا کھلانا بھی فسق ہے اور اس پر تعاون کرنا بھی فسق ہے اور اس پر دوام کرنے والا بھی فاسق ہے اور یہ کبائر میں سے ہے۔ یہ اہل اسلام کی ضروریات میں سے نہیں اور نہ ہی انہیں غنا دے سکتا ہے۔[1]

=

الله بن الشخير قال : كنا نحدث أن صاحب النار الذي لا يمنعه مخافة الله من شيء خفي له.

(1) قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٦): «فأما الحرام فطعمة الفاسقين، أكله فسوق وطلبه فسوق وإطعامه فسوق، والمعاونة عليه فسوق والمدمن عليه فاسق، وهو من الكبائر وليس من حاجة المسلمين ولا يغنيهم.

امام غزالی رحمہ اللہ متوفی ۵۰۵ ہجری

امام غزالی رحمہ اللہ، آپ کی کنیت ابو حامد ہے، نام نامی اسم گرامی محمد ہے، آپ متکلم اسلام ہیں، اپنی پوری زندگی انسانیت کی اصلاح میں گزار دی، اپنا اکثر وقت مختلف علوم وفنون حاصل کرنے اور انہیں پھیلانے میں صرف کیا، امام ذہبیؒ لکھتے ہیں: غزالی بہت بڑے شیخ، بحر بے کنار، امام، اپنے وقت کے یگانہ روزگار گزرے ہیں، احیاء علوم الدین، الاربعین، کیمیائے سعادت، منہاج العابدین آپ کی مشہور تصانیف ہیں، آپؒ نے اپنی مشہور کتاب احیاء علوم الدین میں "کتاب الحلال والحرام" کا باب قائم فرماکر حلال وحرام اور مشتبہات کی تمام تفصیلات درج فرمائی ہیں، حلال وحرام اور مشتبہات کی تفصیل میں "کتاب الحلال والحرام" کا باب انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

امام غزالی "الاربعین فی اصول الدین" میں لکھتے ہیں کہ رزق حرام کھاکر عبادت کرنا ایسا بے کار ہے جیسا گوبر پر مکان تعمیر کرنا۔ یادرکھو رزق حلال کو قلب کی نورانیت میں بڑا اثر ہے لہذا، مال حرام سے بچنا اور تقویٰ اختیار کرنا نہایت ضروری ہے[1] آپ رحمہ اللہ سلف صالحین کا ایک قیمتی قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض سلف نے یہ ارشاد فرمایا: "بے شک انسان ایک ایسا لقمہ کھاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا دل بگڑ جاتا ہے جیسے کھال بگڑ جاتی ہے۔ پھر اپنی حالت پر کبھی نہیں آتا۔"[2]

---

(1) تبلیغ دین، ساتویں اصل طلب حلال کا بیان، ص: ۱۹،۲۰۔
* تبلیغ دین محشیٰ مترجمہ: مولانا عاشق الٰہی صاحب، پسندیدہ: حضرت حکیم الامت، شائع کردہ، خان بہادر حاجی محمد وجیہ الدین، آرمس اینڈ ایمونیشن امپوریم کراچی صدر ۱۹۵۳ء۔

(2) إحياء علوم الدين (۲/ ۹۱) وقال بعض السلف إن العبد يأكل أكله فيتقلب قلبه فينغل كما ينغل الأديم ولا يعود إلى حاله أبدا۔

آثار سلف ملاحظہ فرمائیں :

امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء میں لکھا ہے: سلف صالحین سے منقول ہے کہ علماء کرام نے فرمایا: ''جب کوئی مبلغ لوگوں کو سمجھانے بیٹھے تو اس میں تین باتوں کا جائزہ ضرور لو: (۱) اگر وہ کسی خلاف شرع بدعت کا عقیدہ رکھتا ہو تو اس کے پاس نہ بیٹھو کہ وہ شیطان کی زبان سے بولتا ہے (۲) اگر وہ حرام کھاتا ہو تو خواہشات نفسانی کی زبان سے بولتا ہے اور (۳) اگر وہ عقل مند نہیں ہے تو اس کی فضول گفتگو اچھی باتوں سے زیادہ ہوگی، لہٰذا ایسے کے پاس نہ بیٹھو۔ [1]

چالیس دن حرام غذا کھانا دل کی تاریکی کا سبب ہے

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء علوم الدین میں ایک بزرگ کا قول نقل فرمایا ہے کہ ''جو شخص چالیس دن تک حرام غذا کھاتا ہے اس کا دل تاریک ہو جاتا ہے۔ اور پھر مزید فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی اس آیت کا مفہوم بھی یہی ہے۔''كلا بل ران علي قلوبهم ما كانوا يكسبون'' (پارہ ۳آیت ١٤)

ترجمہ: ہرگز ایسا نہیں بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کے اعمالِ بد کا رنگ بیٹھ گیا ہے۔ [2]

---

(1) إحياء علوم الدين (٢/ ٩١)وروي في آثار السلف أن الواعظ كان إذا جلس للناس قال العلماء تفقدوا منه ثلاثا فإن كان معتقدا لبدعة فلا تجالسوه فإنه عن لسان الشيطان ينطق وإن كان سيء الطعمة فعن الهوى ينطق فإن لم يكن مكين العقل فإنه يفسد بكلامه أكثر مما يصلح فلا تجالسوه.

(2) ويقال من أكل الشبهة أربعين يوما أظلم قلبه وهو تأويل قوله تعالى ﴿كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون﴾ وقال ابن المبارك رد درهم من شبهة أحب إلي من =

حرام رزق کی تین سنگین آفات

منہاج العابدین ص:۷۳میں لکھا ہے کہ حرام اور مشتبہ رزق ومال میں تین بڑی آفات ہیں: اول: یہ کہ وہ دوزخ میں پہنچانے والا ہے۔دوم: یہ کہ حرام اور مشتبہ رزق ومال کھانے والا اللہ ورسول کے نزدیک مردود ہے اور وہ عبادت کی توفیق سے محروم ہوتا ہے کیوں کہ عبادت "خدمت اللہ" کا نام ہے اور "خدمت اللہ" کے قابل صرف وہ انسان ہے جو طاہر ومطہر (جو خود بھی پاک ہو اور دوسروں کو بھی پاک کر سکتا ہو۔) ہو۔ سوم: یہ کہ حرام اور مشتبہ رزق کھانے والا شخص نیک کام کرنے سے اور نیک اعمال اختیار کرنے سے عموماً محروم ہوتا ہے۔اگر اسے اتفاقاً کسی عمل خیر کی توفیق مل بھی جائے تو وہ عمل مردود اور غیر مقبول ہوتا ہے۔[1]

امام غزالی علیہ الرحمہ کے نقل کردہ "اقوال سلف" ہر مسلمان کے لئے دعوت فکر ہے کہ وہ آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کے خطرات سے اپنے آپ کو محفوظ کرلے، حرام مال ورزق سے بچے اور حلال مال ورزق کی تحصیل کی کوشش میں سر کھپائے رکھے۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ متوفیٰ ۵۹۷ ہجری

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ متوفیٰ ۵۹۷ھ اپنی کتاب بحر الدموع میں لکھتے ہیں: حرام غذا ایک ایسی آگ ہے جو فکر کی چربی پگھلا دیتی ہے اور حلاوتِ ذکر کی لذت

=

أن أتصدق بمائة ألف درهم ومائة ألف ومائة ألف حتى بلغ إلى ستمائة ألف(إحياء علوم الدين (٢/ ٩١).

(1) ترغیب المسلمین ص:۳۶۹۔

ختم کر دیتی ہے اور سچی نیتوں کے لباس جلا دیتی ہے اور حرام ہی سے بصیرت کا اندھا پن پیدا ہوتا ہے لہٰذا مال حلال جمع کرو اور اسے میانہ روی سے خرچ کرو، خود بھی حرام سے بچو اور اپنے گھر والوں کو بھی اس سے بچاؤ اور حرام خوروں کی صحبت میں نہ بیٹھو اور ان کا کھانا کھانے سے بچتے رہو اور جس کا ذریعہ معاش حرام ہو اس کی صحبت اختیار نہ کرو اگر تم اپنی پرہیزگاری میں سچے ہو تو نہ ہی کسی کی حرام پر رہنمائی کرو کہ اگر وہ اسے کھالے تو اس کا حساب تم سے لیا جائے اور نہ ہی حرام کے حصول میں کسی کی مدد کرو کیونکہ معاون بھی عمل میں شریک ہی ہوتا ہے۔ یاد رکھو! حلال کھانے ہی سے اعمال قبول ہوتے ہیں اور فاقہ و تنگدستی کو چھپانے اور تنہائی میں رو رو کر آہیں بھرنے کو اعمال کی قبولیت اور رزق حلال کمانے کے سلسلہ میں نہایت اہم مقام حاصل ہے [1]

حرام میں رغبت نہ کرنا محبت پیدا کرتا ہے

ابن جوزی علیہ الرحمہ کی کتاب ''بحر الدموع'' میں بعض حکماء کے حوالے سے منقول ہے ملاحظہ ہو: "فضول کلام چھوڑ دینا گفتگو میں حکمت پیدا کرتا ہے، پریشان نظری چھوڑ دینا خشوع اور خشیت (یعنی عاجزی اور خوف) پیدا کرتا ہے، فضول شے کھانے سے اجتناب کرنا عبادت میں مٹھاس پیدا کرتا ہے، زیادہ ہنسنے کو چھوڑنا رعب پیدا کرتا ہے اور حرام میں رغبت نہ کرنا محبت پیدا کرتا ہے، لوگوں کے عیوب

---

(1) فالحرام من القوت نار تذيب شحمة الفكر، وتذهب لذة حلاوة الذكر، وتحرّق ثياب إخلاص النيّات، ومن الحرام يتولد عمى البصيرة وظلام السريرة.فاكتسب مالا حلالا، وأنفقه في قصد، واجتنب الحرام وأهله، ولا تجالسهم، ولا تأكل طعامهم، ولا تصحب من كسبه من الحرام، إن كنت صادقا في ورعك، ولا تدلّن أحدا على الحرام فيأكله هو وتحاسب أنت عليه، ولا تعنه أيضا على طلبه، فان المعين شريك.واعلم أنه إنما تقبل الأعمال من آكل الحلال.(بحر الدموع (ص: ١٤٦).

کی جستجو چھوڑنا عیوب کی اصلاح کا سبب ہے اور اللہ عزوجل کے معاملہ میں وہم کو چھوڑ دینا شک، شرک اور نفاق کو ختم کر دیتا ہے۔[1]

علامہ ابن جوزی بعض اہل علم کے حوالے سے لکھتے ہیں

وقال بعض أهل العلم: الدنيا حلالها حساب، وحرامها عقاب، والحرام داء لا دواء له إلا الفرار للرحمن من أكله. وأنشدوا في المعنى:

أشبّه من يتوب على حرام   كبيض فاسد تحت الحمام

يطول عناؤه في غير شغل   وآخره يقوم بلا تمام

إذا كان المقام على حرام   فلا معنى لتطويل القيام[۲]

دنیا کی حلال چیزوں پر حساب ہے اور حرام پر عذاب ہے اور حرام ایک ایسی بیماری ہے جس کا علاج فقط یہی ہے کہ بندہ حرام کھانے سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پناہ چاہے۔"

اشعار کا ترجمہ:

(۱) جو شخص حرام کو ترک کئے بغیر توبہ کرے میں اسے کبوتری کے نیچے پڑے ہوئے خراب انڈے سے تشبیہ دیتا ہوں۔

---

(1) قال بعض الحكماء: ترك فضول الكلام يثمر النطق بالحكمة، وترك فضول النظر يثمر الخشوع والخشية، وترك فضول الطعام يثمر حلاوة العبادة، وترك الضحك يثمر حلاوة لهيبة، وترك الرغبة في الحرام يثمر المحبة، وترك التجسس عن عيوب الناس يثمر صلاح العيوب، وترك التوهم في الله ينفي الشك والشرك والنفاق.(بحر الدموع (ص: ١٢٦).

(2) بحر الدموع (ص: ١٤٥).

(۲) کہ اس (کبوتری) کی تھکن بے کار کام میں بڑھتی رہتی ہے اور آخر کار وہ ناکام ہو کر اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔

(۳) جب حرام پر ہی ڈٹے رہنا ہو تو لمبی لمبی عبادتوں کا کیا فائدہ۔

حرام کی نحوست حضرت مولانا یعقوبؒ کی زبانی حکایت

خطبات حکیم الامت میں مولانا یعقوب رحمہ اللہ کے بارے میں ہے، فرماتے ہیں کہ ایک (مرتبہ) ایک رئیس کے یہاں سے لڈو آئے تھے اس میں سے ایک میں نے کھالیا، ایک ماہ تک قلب کی یہ حالت تھی کہ گناہ کبیرہ کی جانب شدید رغبت ہوتی تھی۔ فرماتے تھے کہ خدا خدا کر کے ایک مہینہ کے بعد اس کا اثر زائل ہوا، اور میں سخت پریشان رہا۔(1)

حرام و مشتبہ سے نفرت

عام طور پر آدمی حرام کھانے سے تو احتیاط کرتا ہے، مگر دوسرے کے یہاں دعوت وغیرہ کھانے سے احتیاط نہیں کرتا، تاویل کرلیتا ہے کہ داعی کی کمائی حلال اور حرام دونوں ہے تو ہم حلال کو سوچ کر قبول کرتے ہیں، حضرت نانوتوی کا باطن اتنا صاف اور پاکیزہ تھا کہ حرام و مشتبہ کا احساس بھی ہو جاتا تھا تو طبیعت منقبض ہو جاتی تھی، ''سوانح قاسمی'' میں ہے: حضرت نانوتوی کو حرام کے بعام سے جیسی نفرت تھی ویسی ہی اس کا احساس بھی بہت جلد کرتے تھے۔ (۳۶۵/۱) اگر کسی آدمی کی دل شکنی سے بچنے کے لیے مجبوری میں دعوت قبول کرتے تو چند لقمے کھالیتے اور گھر پہنچ کر قے کرتے تھے۔''

---

(1) خطبات حکیم الامت، جلد ۱۷، ص: ۱۸۰۔

ملفوظات حکیم الامت جلد دوم میں ہے : (ملفوظ 586) ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ بزرگوں نے مال سے بچنے کا بھی بڑا اہتمام کیا ہے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کی ایک شخص نے دعوت کی کھانا مشتبہ تھا آپ نے اس کی دلجوئی کے لئے کھا تو لیا مگر گھر پر آکر قے کر کے نکال دیا۔ اس میں ایک طالب علمانہ شبہ ہو سکتا ہے وہ یہ کہ تناول کا ارتکاب تو ہو چکا تھا جو مذموم ہے پھر ایسا کرنے سے کیا نفع ہوا جواب یہ ہے کہ ایک تو فعل ہے یعنی کھانا وہ تو بے شک واقع ہو چکا مگر دوسری چیز ہے جزو بدن بنا جزو بدن بننے سے جو ظلمت ہوتی اس سے بچاؤ کیا جیسا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بے خبری میں اجرتِ کہانت کا دودھ پی لیا تھا جس پر کوئی مواخذہ نہ تھا مگر پھر بھی خبر ہونے کے بعد قے کر دی اس کا بھی یہی نفع تھا حدیث: "کل لحم نبت من السحت فالنار اولی به" میں اس طرف اشارہ بھی ہو سکتا ہے، باقی رہا شبہ مشتبہ کھانے کا تو وہ فتوی سے حرام نہ تھا دل جوئی کی مصلحت اور اس میں بھی کراہت پر راجح تھی۔ یہاں جزو بدن بننے کی ایک ضروری تنبیہ ہے کہ اگر حرام کا تناول بقصد نہ ہو تو محض جزو بدن بن جانا موجب نار نہیں، پھر اشارہ کی حقیقت یہ ہو گی کہ گو یہ خود معصیت نہ ہو گی مگر اس سے اب مادہ پیدا ہو گا کہ وہ معصیت کی طرف داعی ہو گا سو اگر کوئی مقاوم قوی نہ ہو، تو بواسطہ صدور اختیاری کے نار کے لئے موجب ہو جائے گا۔

حلال روزی کا کرشمہ دو بچوں کی حیرت انگیز فراست

حلال اور پاکیزہ کمائی کے لقموں میں اور ناپاک وحرام کے لقموں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ ایک ماں تھیں، بیوہ ان کے دو بچے تھے۔ اپنی محنت کرتی تھیں مزدوری

کرتی تھیں... بچوں کو پالتی تھیں، ان بچوں کو اللہ نے ماں کی برکت سے اتنی فراست دی تھی کہ اللہ اکبر! یہ بچے جب مسجد جاتے روزانہ تو لوگ جب نماز شروع کرتے، تو یہ بچے جوتوں کے پاس چلے جاتے اور جوتوں کی تقسیم کرتے کہ یہ جنتی کے، یہ دوزخی کے۔ یہ جنتی کے یہ دوزخی کے۔ لوگوں نے جب دیکھا تو ان کو ڈانٹا پھٹکارا۔ کہا کہ یہ بھی کوئی کھیل ہے۔ کسی کو جنتی اور کسی کو دوزخی بنانا۔ جاؤ بھاگ جاؤ۔ بھاگ گئے، اب لڑکے کہاں ماننے والے دوسری نماز میں پھر آئے جیسے ہی لوگوں نے نماز شروع کی پھر پوچھا کہ بھئی کس کے ہیں یہ بچے؟ معلوم ہوا کہ فلانی بیوہ عورت کے ہیں وہاں لوگ گئے اور کہا کہ بھئی اِن کو سنبھالو، ماں بے چاری بیوہ پردہ نشین کتنا سنبھال سکتی تھیں پھر بچے بھاگ کر گئے۔ تو مسجد کے مصلیوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ بھائی بچے ضدی ہوتے ہیں اگر مارو گے ڈانٹو گے پھٹکارو گے تو یہ اور زیادہ ضد پر آجائیں گے یہ کہہ کر وہ ان بچوں کو اپنے گھر لے گیا اور خوب اچھی طرح کھلا پلا کر بھیج دیا، اب اس کے بعد دیکھا کہ بچے مسجد میں آتے ہیں لیکن وہ کام نہیں کرتے۔ تو ان دونوں بچوں کو لے کر پھر ان کی والدہ کے پاس گئے کہ یہ کیا بات ہے پہلے ایسا کیوں کرتے تھے اور اب ایسا کیوں نہیں کرتے؟ تو ماں نے کہا کہ سچی بات یہ ہے کہ میرے پسینے کی کمائی اور میری حال کی کمائی کا جو لقمہ تھا اس سے اللہ نے ان کو ایمان کا اتنا نور دل میں دیا تھا کہ اس سے ان کو صاف نظر آتا تھا جنت و دوزخ کا فیصلہ۔ لیکن جب سے تمہارے گھر کے لقمے کھا کر آئے ہیں، اس وقت سے میرے بچوں کی ایمانی فراست کمزور پڑ گئی۔[1]

---

(1) (خطبات دعوت (جلد اوّل) ص: ۲۵۱، ۲۵۰۔

شیخ ابو محمد الجوینی "حرام لقمے کے اثرات"

شیخ ابو محمد الجوینی امام الحرمین کہلاتے ہیں فرمایا کرتے تھے کہ میرے والدین نے اس بات کا اتنا زیادہ خیال کیا تھا کہ میری پرورش میں ایک لقمۂ حرام بھی میرے پیٹ میں داخل نہیں ہونے دیا لیکن ایک بات ایسی ہوئی کہ میری والدہ جب کہ میں چھوٹا تھا وہ کہیں چلی گئی تھی اور میں بلبلا رہا تھا دودھ پینے کے مارے تڑپ رہا تھا تو قریب کی ایک عورت نے مجھ کو اٹھایا اور اس نے اٹھا کر اپنا دودھ مجھ کو پلایا اور اس کے یہاں حلال اور حرام کا فرق نہیں تھا وہ کہتے ہیں کہ اتنی مقدار جو اس عورت نے مجھے دودھ پلایا اس کا اثر یہ ہے کہ کبھی کبھی مناظرے میں ہار جاتا ہوں، کبھی کبھی مناظرے میں مجھے جو شکست ہو جاتی ہے، وہ اس لقمۂ حرام کے اثرات ہیں جو اس کے دودھ سے میرے اندر منتقل ہوئے، باقی میرے والدین نے کبھی بھی لقمۂ حرام میرے پیٹ میں داخل نہیں ہونے دیا۔[1]

حضرت مولانا سعید احمد پالنپوری رحمہ اللہ متوفیٰ ۱۴۴۱ ہجری

حضرت مولانا مفتی عبدالروف غزنوی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: احقر جس زمانے میں حضرت الاستاذ مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ کے پاس حفظِ قرآن کر رہا تھا، اس زمانے میں ان کے والدِ ماجد جناب یوسف پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی ۱۹/ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ) جو اپنے گاؤں میں قیام پذیر تھے، چند دن کے لیے دیوبند

(1) تحفہ مومن، ص: ۴۲۸، ۴۲۷، ۴۲۷۔
* قاسمی، مفتی خالد سیف اللہ قاسمی، تحفہ مومن، طبع اول ۱۴۲۹ھ، ناشر: مکتبہ شریفیہ گنگوہ سہارنپور یوپی انڈیا۔

تشریف لائے تھے اور اپنے صاحبزادے حضرت الاستاذ مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ کے ہاں مقیم تھے۔ احقر چونکہ روزانہ ان کے مکان پر قرآن سنانے کے لیے حاضری دیتا تھا، اس لیے ان کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے جب تک وہ حضرت الاستاذ کے پاس مقیم رہے، چند ملاقاتیں میسر ہوئیں اور ان سے واقفیت کا موقع نصیب ہوا۔ وہ باضابطہ عالمِ دین اگرچہ نہیں تھے، لیکن ایک صاف دل، متقی پرہیز گار اور سنتوں کے پابند ضرور تھے۔ انہوں نے نامساعد حالات کے باوجود اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت پر اتنی توجہ دی تھی کہ صرف ایک بیٹے کے علاوہ سب کو حافظ وعالم بنادیا تھا، ایک ملاقات کے دوران میں نے جناب یوسف صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ: آپ کتنے خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری استاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب مدرّسِ دارالعلوم دیوبند جیسے صاحبزادوں کی نعمت سے نوازا ہے، جب کہ آپ خود باضابطہ عالم بھی نہیں ہیں! آپ یہ تو بتادیجئے کہ آپ کے صاحبزادوں کی کامیابی کا اصل راز کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ: یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کا فضل و کرم ہے اور اللہ ہی اصل راز کو جانتا ہے، میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ الحمد للہ! میں نے اپنے علم کے مطابق اپنے بچوں کو ایک لقمہ بھی حرام یا مشکوک روزی کا نہیں کھلایا ہے اور پھر اپنا ایک قصہ سنایا جس کا خلاصہ یہ تھا:

”جس زمانے میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ، حضرت مولانا بدرِ عالم صاحب میرٹھیؒ اور حضرت علامہ سید محمد یوسف صاحب بنوریؒ جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل (گجرات) میں پڑھاتے تھے، اس وقت میں وہاں پڑھتا تھا اور حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کی خدمت کرتا تھا۔ ایک دفعہ مجھ سے حضرت مولانا بدر عالم صاحب نے فرمایا کہ: یوسف! تمہاری برادری کے لوگ بہت اچھے لوگ ہیں، لیکن

ان میں ایک خامی ایسی ہے جس کی بنیاد پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان میں کوئی اچھا عالم پیدا نہیں ہوگا، وہ سب کے سب بنیوں کے سود میں پھنسے ہوئے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی آمدنی حرام ہے، حرام اور ناجائز غذا کھا کر اچھا عالم پیدا نہیں ہو سکتا، لہذا اگر تم چاہتے ہو کہ آگے چل کر تمہارے بیٹے اچھے عالم بنیں تو حرام اور ناجائز مال سے خود بھی پرہیز کرنا اور اولاد کو بھی بچانا، میرے والد (حضرت مفتی صاحبؒ کے دادا) نے بھی چونکہ بنیوں سے سوودی قرضہ لیا تھا،اس لئے حضرت مولانا بدر عالم صاحبؒ کی بات سن کر میں نے ان سے اس سودی قرضے سے جان چھڑانے کا تقاضا کیا، لیکن وہ میری بات نہ مان سکے،اور مجھے الگ کر دیا، میں نے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ کر یہ تہیہ کر لیا کہ چاہے بھوکا رہوں، مگر حرام یا مشکوک مال کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا،اکہ میں نہیں پڑھ سکا، میری اولاد تو ان شاءاللہ پڑھ کر اچھے عالم بن سکیں گے۔ چنانچہ میں نے اپنی ہی محنت سے کمانا شروع کیا خود بھی حرام و مشکوک آمدنی سے بچنے کی کوشش کی اور اولاد کو بھی اس سے بچایا اور ان کی تعلیم پر توجہ دی، جس کے نتیجے میں ایک بیٹے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سب کو حافظ و عالم بنا دیا۔[1]

حرام کی نحوست ایک نظر میں

1- رزق حرام سے پیدا ہونے والی بدنی اور دماغی قوت نافرمانی کی طرف رغبت کرتی ہے اور وہ انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قدر مردو ہو جاتا ہے کہ اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔

2- رزق حرام کے لیے محنت کرنے والے افراد اور اور اقوام اپنا سارا وقت غیبت، غلط منصوبہ سازی وغیرہ میں صرف کر دیتے ہیں۔

3- رزق حرام کی متلاشی قوم اور افراد دوسروں کے محتاج رہتے ہیں۔

4- رزق حرام سے پیدا شدہ اولاد عموماً بداعمال اور والدین کی نافرمان ہوتی

(1) (ماخوذ از ماہنامہ بینات شمارہ ۱۴۴۱ھ، ذیقعدۃ، ذی الحجۃ)۔

ہے۔

5- رزق حرام کا طلبگار سود خوری، گرانفروشی بلکہ قتل تک کے گناہ کا مرتکب بن جاتا ہے، افسوس آج کے دور میں اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

6- اعمال صالحہ کی توفیق نہیں ملتی۔

7- اگر کرے بھی تو حلاوت نصیب نہیں ہوتی۔

8- دعا قبول نہیں ہوتی۔

9- مال میں برکت نہیں ہوتی۔

10- حرام سے بجائے اچھے اعمال کے برے اعمال کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔

11- حرام کھانے کا اولاد پر برا اثر ہوتا ہے۔

12- حرام جس رستے سے آتا ہے اسی رستے سے نکل جاتا ہے۔

13- حرام کھانے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

14- حرام کھانے والی کی زندگی باوجود کثرت مال ہونے کے بے چینی بے قراری اور بے سکونی میں گزرتی ہے۔

15- حرام سے پلنے والا گوشت (جسم) کے لیے جہنم ہی لائق و سزاوار ہے۔[1]

حاصل کلام

سرورِ کونین ﷺ کے ارشادات، صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین آئمہ مجتہدین، سلف صالحین، بزگان دین اور اولیاء امت، کے قیمتی اقوال کا حاصل اور لب لباب یہ ہے کہ لقمہ حرام انسان کے عمل کو مقبولیت سے محروم کر دیتا ہے اور انسان کے تمام نیک اعمال کو غارت کر دیتا ہے، انسان مال حرام سے سے بنا لباس پہن کر نماز

(1) حرام ذرائع امدن بحوالہ ارباب وعلم وکمال اور پیشہ رزق حلال، اسلام میں حلال و حرام، ص:۷ معارف القرآن: ۱-۴۶۲۹) نیز دیکھیے، حلال کی اہمیت ص:۲۸ عنوان: برکت حلال نحوست حرام۔

ادا کر کے سمجھتا ہے کہ میں نے اللہ کے حضور سجدہ ریزی کی اور بڑا کام کیا، حقیقت یہ ہے کہ ایسی عبادت قبولیت کو چھونے سے قاصر ہے۔ انسان مال حرام سے کچھ صدقہ کر کے یہ سمجھتا ہے کہ میرا مال پاک وصاف ہو گیا ہے، حقیقت میں مال حرام خرچ کر کے ایسا سمجھنا اور نیکی کا تصور کرنا بھی از روئے شرع درست نہیں۔ انسان مخلوق خدا پر ظلم ڈھا کے ان کا مال لے کر کچھ غرباء اور فقراء میں خرچ کر کے سمجھتا ہے کہ اللہ کا حصہ دے دیا بقیہ میرے لئے حلال ہے، یہ بس خیال تک ہے عمل کی دنیا میں اس کی نہ کوئی قیمت ہے اور نہ ہی کوئی حیثیت، یاد رہے کہ قیامت کے روز ایسے اشخاص کے نامہ اعمال عبادات سے خالی ہوں گے۔ اللہ ہم سب کو حرام سے محفوظ فرمائیں۔ آمین۔

حرام سے بچنے کی دعا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو مجھے جبرائیل علیہ السلام نے سکھائے ہیں؟'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ'' ارشاد فرمایا: ''اس طرح کہو:

«اللهم اغْفِرْ لِيْ خَطَايَايَ وَعَمْدِيْ وهزلي وَجَدِّيْ وَلَاتَحْرِمْنِيْ مِنْ بركة مَا اَعْطَيْتَنِيْ وَلَا تُفْتِنِّيْ فِيْمَاحَرَّمْتَنِيْ».

یااللہ! جو گناہ میں نے بھول کر یا جان بوجھ کر، مذاق میں یا سنجیدہ رہ کر کئے سب معاف فرما اور مجھے اپنی نعمتوں کی برکات سے محروم نہ فرما اور اپنی حرام کردہ چیزوں کے فتنوں سے بچا۔ ''(1)

(1) حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (١/ ٢٥٦):عن أبي بن كعب، قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ألا أعلمك كلمات مما علمني جبريل عليه السلام؟ قال: قلت: نعم يا رسول الله، قال: " قل: اللهم اغفر لي خطاياي، وعمدي، وهزلي، وجدي، ولا تحرمني بركة ما أعطيتني، ولا تفتني فيما حرمتني".

باب پنجم

اس باب میں ایک فصل ہے

حرام سے بچنے کے درجات

حرام سے بچنے کے درجات

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ نے ''احیاء علوم الدین'' میں حرام سے بچنے کے درج ذیل چار درجات ذکر کیے ہیں۔

(1) عادل لوگوں کا بچنا

(2) نیک لوگوں کا بچنا

(3) متقین کا بچنا

(4) صدیقین کا بچنا۔

اسی طرح حضرت العلام نے کیمیائے سعادت میں چوتھی اصل ''حلال وحرام اور شبہ کی پہچان'' کے تحت دوسرا باب اس عنوان سے قائم فرمایا ہے ''حلال وحرام میں ورع وپرہیزگاری کے درجات'' اس کی مزید تفصیل میں حضرت العلام یوں رقمطراز ہیں: اے عزیز یہ بات جان کہ حلال وحرام میں بہت درجے ہیں، سب کا ایک ہی درجہ نہیں، ایک چیز حلال ہوتی ہے اور ایک حلال بھی ہوتی ہے اور پاک بھی اور ایک چیز پاک تر، اسی طرح حرام میں بعض سخت حرام اور بہت پلید اور ایک چیز کم ناپاک ہوتی ہے۔ جس طرح وہ بیمار جسے گرمی نقصان دہ ہو تو جو چیز بہت زیادہ گرم ہو وہ اسے زیادہ نقصان دے گی اور گرم اشیاء کے بھی مختلف درجات ہیں، شہد کی گرمی شکر کی گرمی کی طرح نہیں۔ یہ ہی حال حرام کا ہے اور مسلمانوں کے طبقات و گروہ حرام وشبہ سے بچنے میں پانچ درجوں میں منقسم ہیں۔ پانچواں درجہ: مقرب وموحد لوگوں کا ورع وتقویٰ ذکر فرمایا ہے۔[1]

(1) کیمیائے سعادت ص: 273

عادل لوگوں کا بچنا

یہ وہ درجہ ہے کہ جس میں مبتلا ہونے کی وجہ سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اس کا عادل ہونا ختم ہو جاتا ہے۔ نیز اس کی وجہ سے عاصی (گناہ گار) کا نام پانے اور عذابِ نار میں جانے کا حقدار بن جاتا ہے۔ یہ ان امور سے بچنا ہے جن کے حرام ہونے کا فتویٰ فقہائے کرام نے دیا ہے۔[1]

امام غزالیؒ نے "الاربعین فی علوم الدین" میں ساتویں اصل "طلب حلال" کے تحت اس کو تقویٰ کا پہلا درجہ لکھا ہے شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں جن چیزوں یا جس مال کی حرمت پر علمائے دین اور فقہائے شریعت کا فتویٰ ہے ان کا استعمال نہ کرو کیونکہ ان کے استعمال سے آدمی فاسق بن جاتا ہے اور ثقاہت، (دین میں پختگی) جاتی رہتی ہے یہ تو عام مومنین کا تقویٰ کہلاتا ہے۔

"کیمیا" میں پہلا درجے کے تحت لکھتے ہیں: یہ پرہیز گاری کا سب سے نیچے درجہ ہے اور جو اس درجے کی پرہیز گاری بھی قائم نہ رکھے اس کی عدالت باطل ہے اور اسے فاسق و نافرمان کہیں گے۔[2]

نیک لوگوں کا بچنا

یہ وہ درجہ ہے جس میں ان چیزوں سے بھی بچا جاتا ہے جن میں حرام ہونے

---

(1) الورع عن الحرام على أربع درجات الأولى ورع العدول وهو الذي يجب الفسق باقتحامه وتسقط العدالة به ويثبت اسم العصيان والتعرض للنار بسببه وهو الورع عن كل ما تحرمه فتاوى الفقهاء (إحياء علوم الدين (٢/ ٩٤).

(2) کیمیائے سعادت مترجم اردو، ص:۲۶۷، ط: اشاعت اول جون ۱۹۹۹، پرنٹرز، حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز، باہتمام، چوہدری غلام رسول)۔

کا صرف احتمال ہوتا ہے لیکن مفتیان کرام نے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے اس کا کھانا جائز قرار دیا ہو۔ یہ صورت شبہ کا محل ہے، ایسی چیزوں سے بچنے کو ہم نیک لوگوں کا بچنا کہتے ہیں اور اس کا دوسرا درجہ ہے۔ مثال اس کی یہ ہے: ہر وہ شبہ جس سے بچنا واجب نہ ہو مگر اس سے بچنا مستحب ہو کیونکہ کچھ شبہات ایسے ہوتے ہیں جن سے بچنا واجب ہوتا ہے اور وہ حرام کے زُمرے میں آتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے بچنا مکروہ ہوتا ہے، لہٰذا ان سے بچنا وسوسہ میں پڑنے والوں کی پرہیزگاری ہے۔ بعض شبہات وہ ہیں جن سے بچنا واجب تو نہیں مگر مستحب ہے۔ یہ وہ ہیں جن کے متعلق حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”دَعْ مَایُرِیْبُکَ اِلٰی مَالَایُرِیْبُکَ یعنی اسے چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈالے اور اسے اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے۔(۱)

متقین کا بچنا

یہ وہ درجہ ہے جس کے حرام ہونے کا نہ تو فتویٰ دیا گیا ہو اور نہ ہی اس کے کھانے میں شبہ ہو لیکن اس کے ارتکاب سے حرام میں پڑ جانے کا خوف ہو۔ یہ حرج میں پڑ جانے کے خوف سے اس شے کو چھوڑنا ہے جس میں حرج نہیں ہوتا اور یہ متقی لوگوں کا بچنا ہے۔ سرکار دوجہاں کا ارشاد حقیقت بنیاد ہے: ”لَا یَبْلُغَ الْعَبْدُ دَرَجة

---

(1) إحياء علوم الدين (٢/ ٩٤) الثانية ورع الصالحين وهو الامتناع عما يتطرق إليه احتمال التحريم ولكن المفتي يرخص في التناول بناء على الظاهر فهو من مواقع الشبهة على الجملة فلنسم التحرج عن ذلك ورع الصالحين وهو في الدرجة الث---وأما الدرجة الثانية فأمثلتها كل شبهة لا توجب اجتنابها ولكن يستحب اجتنابها--- إذ من الشبهات ما يجب اجتنابها فتلحق بالحرام ومنها ما يكره اجتنابها فالورع عنها ورع الموسوسين---ما يستحب اجتنابها ولا يجب وهو الذي ينزل عليه قوله صلى الله عليه وسلم دع ما يريبك إلى مالا يريبك (١)

الْـمُتَّقِيْن حَتّٰى يَدَعَ مَالَا بَاْسَ به مَخَافة مَابه بَاْسَ یعنی بندہ اس وقت تک متقین کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا جب تک اسے نہ چھوڑ دے جس کے کرنے سے حرام میں پڑ جانے کا خوف ہے۔'' خلیفۂ دوم امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم حلال کے دس حصوں میں سے نو حصے اس خوف سے چھوڑ دیتے ہیں کہ کہیں حرام میں نہ پڑ جائیں۔'' یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے[1] اسی طرح ''کیمیائے سعادت'' میں سیدنا علی بن معبد رحمہ اللہ کا قول نقل ہے: فرماتے ہیں کہ کرایہ کے مکان میں رہتا تھا، ایک روز میں نے خط لکھا اور ارادہ کیا کہ دیوار سے مٹی لے کر اسے خشک کروں، پھر خیال آیا کہ دیوار میری ملک نہیں اس لیے مجھے ایسا نہ کرنا چاہیے، پھر دل میں کہا اتنی تھوڑی سے مٹی لینے سے کیا گناہ ہے۔ تو تھوڑی سی مٹی لے کر ڈال لی۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے کچھ کہہ رہا ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ خاک دیوار کی کوئی حیثیت نہیں، اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں انہیں کل قیامت کو اس کا انجام معلوم ہوگا، جو لوگ پرہیز گاری کے اس درجے میں ہوتے ہیں وہ تھوڑی اور معمولی چیز سے اس بنا پر پرہیز کرتے ہیں کہ ممکن ہے اگر ایسا کیا تو زیادہ کرنے کی

---

(1) الثالثة مالا تحرمه الفتوى ولا شبهة في حله ولكن يخاف منه أداؤه إلى محرم وهو ترك ما لا بأس به مخافة مما به باس وهذا ورع المتيقن -قال صلى الله عليه وسلم لا يبلغ العبد درجة المتقين حتى يدع مالا بأس به مخافة ما به بأس (١) ما الدرجة الثالثة وهي ورع المتقين فيشهد لها قوله صلى الله عليه وسلم لا يبلغ العبد درجة المتقين حتى يدع ما لا بأس به مخافة ما به بأس وقال عمر رضي الله عنه كنا ندع تسعة أعشار الحلال مخافة أن نقع في الحرام وقيل إن هذا عن ابن عباس رضي الله عنهما.

عادت پڑ جائے اور اسی احتیاط کی بناء پر یہ واقعہ پیش آیا کہ جب حضرت حسن بن علیؓ نے ایک دفعہ جب کہ آپ بچے تھے صدقے کے مال سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی تو حضور ﷺ نے فرمایا کخ کخ نکالو نکالو تھوکو[1]

صدیقین کا بچنا

یہ وہ درجہ ہے جس میں بالکل حرج نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ خوف ہوتا ہے کہ اس کا ارتکاب حرج کی طرف لے جائے گا لیکن یہ غیر اللہ کو شامل ہوتا ہے اور عبادت پر قوت پانے کی نیت کو شامل نہیں ہوتا یا اس کے حصول کے اسباب کی طرف کراہت یا گناہ راہ پاتے ہوں۔ اس سے بچنا صدیقین کا مرتبہ ہے۔ یہ صدیقین کی پرہیزگاری ہے۔ ان کے نزدیک حلال وہ ہے جس کے اسباب کو عمل میں لانے کے لئے کسی گناہ کا ارتکاب نہ کرنا پڑے، نہ اس سے گناہ پر مدد حاصل ہو سکے اور نہ ہی اس سے موجودہ وقت یا مستقبل میں کسی نفسانی خواہش کا قصد ہو بلکہ وہ محض اللہ کی عبادت پر قوت حاصل کرنے اور زندہ رہنے کے لئے ہو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ جو اللہ کے لئے نہیں وہ حرام ہے۔[2]

کیمیاء سعادت میں اس درجے کو یوں تعبیر کیا ہے: یہ صدیق لوگوں کا ورع

---

(1) کیمیائے سعادت ص:۲۶۸۔

(2) إحياء علوم الدين (٢/ ٩٤)الرابعة ما لا بأس به أصلا ولا يخاف منه أن يؤدي إلى ما به بأس ولكنه يتناول لغير الله وعلى غير نية التقوي به على عبادة الله أو تتطرق إلى أسبابه المسهلة له كراهية أو معصية والامتناع منه ورع الصديقين فهذه درجات الحلال جملة إلى أن نفصلها بالأمثلة والشواهد. إحياء علوم الدين (٢/ ٩٧) أما الدرجة الرابعة وهو ورع الصديقين فالحلال عندهم كل ما لا تتقدم في أسبابه معصية ولا يستعان به على معصية ولا يقصد منه في الحال والمال قضاء وطر بل يتناول لله تعالى فقد وللتقوي على عبادته واستبقاء الحياة لأجله وهؤلاء هم الذين يرون كل ما ليس لله حراما.

ہے، یہ لوگ اس حلال سے بھی پرہیز کرتے ہیں جو حرام تک پہنچانے کا ذریعہ ہو مگر اس کے ذرائع حصول میں سے کوئی ذریعہ حرام و معصیت پر مشتمل ہوتا ہے اس لیے ا س کے قریب بھی نہیں آتے۔ (1)

''الاربعین فی علوم الدین'' میں اس کے تحت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ نے حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ کا یہ واقعہ نقل فرمایا ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ ایک مرتبہ جیل خانے میں قید تھے کسی نیک بخت عورت نے ان کو بھوکا پاکر اپنی حلال معاش میں سے کچھ کھانا پکایا اور داروغہ جیل کے ہاتھ ان تک پہنچایا مگر شیخ نے قبول نہ کیا اور یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ کھانا اگرچہ حلال ہے لیکن طباق نجس ہے طباق سے مراد جیل خانے کے داروغہ کا ہاتھ ہے کہ وہ ظالم ہے اور ظالم کا ہاتھ پڑنے کی وجہ سے کھانا اس قابل نہ رہا کہ میں اس کو کھالوں۔ (2)

پانچواں درجہ: مقرب و موحد لوگوں کا ورع و تقویٰ

یہ ہے کہ جو چیز بھی خدا تعالیٰ کے لیے نہ ہو، چاہے وہ کھانے سے تعلق رکھتی ہو یا سونے اور گفتگو کرنے سے سب کچھ حرام تصور کرتے ہیں اور یہ وہ قوم ہے جو ایک ہی ہمت اور صفت کے مالک ہوتے ہیں اور حقیقت میں پکے توحید پرست یہ ہی لوگ ہیں (3)

---

(1) کیمیائے سعادت، ص: ۲۷۰۔

(2) الاربعین فی اصول الدین" مترجمہ تبلیغ دین ص: ۲۱۔
"تبلیغ دین" جس کا اصل نام "الاربعین فی اصول الدین" ہے۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی کا عظیم شاہکار ہے جو جمیع مسلمین اور بہ مصداق "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے نہ صرف یہ کہ اسے خانقاہ اشرفیہ تھانہ بھون میں سالکین کے نصاب میں شامل کیا بلکہ اس کی افادیت کے پیش نظر مولانا عاشق الٰہی میرٹھی سے کہہ کر اس کا اردو ترجمہ بھی کرایا تا کہ اردو قارئین کیلئے بھی اس سے استفادہ ممکن ہو،)۔

(3) کیمیائے سعادت ص: 273۔

باب ششم

خلفائے راشدینؓ اور حلال وحرام

یہ باب چار فصول پر مشتمل ہے

فصل اول : سیدنا صدیق اکبرؓ اور حلال وحرام

فصل دوم : سیدنا عمر فاروقؓ اور حلال وحرام

فصل سوم : سیدنا عثمان غنیؓ اور حلال وحرام

فصل چہارم : سیدنا علی المرتضیٰؓ اور حلال وحرام

فصل اول : سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،آپ کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ ہے ، واقعہ فیل کے تین سال بعد آپ کی ولادت ہوئی ہے ،مردوں میں سب سے پہلے اسلام میں داخل ہوئے ،دو سال تین ماہ اور دس دن آپؓ خلیفتہ المسلمین رہے ،سن ۱۳ ہجری میں آپ وصال فرماگئے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبرؓ اور حلال وحرام

بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول روایت ہے فرماتی ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک غلام تھا ،آپ کو خراج دیا کرتا تھا (یعنی اپنی کمائی میں سے ایک حصہ سیدنا صدیق اکبرؓ کو دیا کرتا تھا)(جیسا کہ اہل عرب کا معمول تھا کہ وہ اپنے غلاموں کو کمانے کی اجازت دیتے تھے البتہ اس اجازت کے عوض کچھ اجرت لیا کرتے تھے) چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس غلام کی لائی ہوئی چیز کو کھالیا کرتے تھے ۔ایک مرتبہ وہ غلام کوئی چیز لے کر آیا جس میں سے حضرت ابو بکرؓ نے بھی کھالیا،ان کے کھانے کے

بعد غلام نے کہا،آپ جانتے بھی ہیں یہ کیا چیز ہے ؟حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا(مجھے کیا معلوم)تم ہی بتاؤ یہ کیا چیز ہے ؟غلام نے کہا کہ میں ایام جاہلیت میں (یعنی حالت کفر میں)ایک شخص کے لیے کہانت (غیب کی خود ساختہ باتیں بتانا) کی تھی حالاں کہ میں کہانت کا فن اچھی طرح نہیں جانتا تھا، میں نے اس کو فریب دیا تھا(اتفاقاً آج) اس شخص سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے یہ چیز دی، یہ وہی چیز ہے جو آپ نے کھائی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ یہ (سنتے ہی)حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈالا اور جو کچھ پیٹ میں تھا، قے کر کے سب باہر کر دیا''(1)

امام غزالی رحمہ اللہ ''احیاء علوم'' میں مذکورہ روایت کے تحت راوی کا قول نقل کرتے ہیں: "فأدخل أصابعه في فيه وجعل يقيء حتى ظننت أن نفسه استخرج".

> ''راوی کہتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبرؓ دیر تک قے کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے محسوس ہوا کہ غالباً آپ کا دم نکل جائے گا۔(2)

---

(1) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: " كان لأبي بكر غلام يخرج له الخراج، وكان أبو بكر يأكل من خراجه، فجاء يوما بشيء فأكل منه أبو بكر، فقال له الغلام: أتدري ما هذا؟ فقال أبو بكر: وما هو؟ قال: كنت تكهنت لإنسان في الجاهلية، وما أحسن الكهانة، إلا أني خدعته، فلقيني فأعطاني بذلك، فهذا الذي أكلت منه، فأدخل أبو بكر يده، فقاء كل شيء في بَطْنِهِ.(صحيح البخارى،كتاب مناقب الانصار، باب ايام الجاهلية،٢/ ٥٧١،الحديث:٣٨٤٢).

* شعب الإيمان (٧/ ٥١٢) الفصل الثالث في طيب المطعم والملبس واجتناب الحرام، مكتبة الرشد).
* السنن الكبرى للبيهقي (٦/ ١٦١) حديث: ١١٥٢٧ الناشر: دار الكتب العلمية.
* الورع -لابن أبي الدنيا - (١ / ٨٤).

(2) إحياء علوم الدين - (٢ / ٩٠).

''میری جان بھی چلی جاتی تب بھی میں ضرور اس کو نکالتا''

علامہ جمال الدین ابوالفرج (متوفی: ۵۹۷ھ)'' صفة الصفوة ''میں'' باب ذكر المشهورين بالعلم والزهد والتعبد من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ''میں أبو بكر الصديق رضي الله عنه کے تحت لکھتے ہیں:

حضرت صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے کہا تجھ پر تف ہے! تو نے مجھے ہلاک کر دیا۔ پھر آپ نے منہ میں ہاتھ ڈال کر قے کرنا چاہا، مگر قے نہ ہوئی۔ لوگوں نے کہا پانی پینے سے قے ہوگی۔ آپ نے پانی منگوایا اور آپ پانی پیتے جاتے اور قے کرتے جاتے، یہاں تک کہ پورا کھانا نکل آیا۔ لوگوں نے کہا کہ اس ایک لقمے کے لیے آپ نے اتنی مشکل اٹھائی؟ فرمایا کہ اگر اس کے لیے میری جان بھی چلی جاتی تب بھی میں ضرور اس کو نکالتا، کیوں کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''جو جسم حرام سے پلا ہو وہ دوزخ کے زیادہ لائق ہے''[1] اسی کو علامہ محب الدین طبری ''متوفی ۶۹۴ھ'' نے ''الرياض النضرة في مناقب العشرة'' جلد ا ص ۱۹۸ میں نقل فرمایا ہے۔[2] اور علامہ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے شرح

---

(1) فقال أف لك كدت تهلكني فادخل يده في حلقه فجعل يتقيا وجعلت لا تخرج فقيل له إن هذا لا تخرج إلا بالماء فدعا بعس من ماء فجعل يشرب ويتقيا حتى رمى بها فقيل له يرحمك الله كل هذا من اجل هذه اللقمة فقال لو لم تخرج إلا مع نفسي لأخرجتها سمعت رسول الله. صلى الله عليه وسلم يقول: "كل جسد نبت من سحت فالنار أولى به" فخشيت أن ينبت شيء من جسدي من هذه اللقمة. (صفة الصفوة (١/ ٩٥).

(2) فقال: أف لك وكدت تهلكني فأدخل يده في حلقه وجعل يتقيأ وجعلت لا تخرج =

بخاری میں اس روایت کے تحت ایک اور روایت بھی نقل فرمائی ہے فتح الباري لابن حجر» (٧/ ١٥٤) .[1]

مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف میں اس کی وضاحت یوں ہے:

سیدنا صدیق اکبرؓ مسلسل قے کرکے اس ایک نوالے کو پیٹ سے خارج کرنے کے بعد اللہ کے حضور متوجہ ہو کر یہ ارشاد فرما رہے:

"اے اللہ! میری قدرت میں تو یہ تھا، باقی جو میری رگوں میں رہ گیا ہے ،اس کے معاملے میں تو ہی میرے لئے کافی ہے۔[2]

=

فقيل له: إن هذه لا تخرج إلا بالماءفدعا بعس ماء فجعل يشرب ويتقيأ حتى رمى بها فقيل له: يرحمك الله كل هذا من أجل هذه اللقمة؟ فقال: لو لم تخرج إلا مع نفسي لأخرجتهاسمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: "كل جسد نبت من سحت فالنار أولى به" فخشيت أن ينبت شيء من جسدي من هذه اللقمة (الرياض النضرة في مناقب العشرة (١/ ١٩٨)

* الطبري،أبو العباس، أحمد بن عبد الله بن محمد، محب الدين الطبري (ت ٦٩٤هـ)، الرياض النضرة في مناقب العشرة، الطبعة: الثانية، الناشر: دار الكتب العلمية.

(1) فتح الباري لابن حجر» (٧/ ١٥٤):«كان لأبي بكر غلام فكان يجيء بكسبه فلا يأكل منه حتى يسأله فأتاه ليلة بكسبه فأكل منه ولم يسأله ثم سأله قوله كنت تكهنت لإنسان في الجاهلية لم أعرف اسمه ويحتمل أن يكون المرأة المذكورة في حديث أبي سعيد قوله فأعطاني بذلك أي عوض تكهني له قال بن التين إنما استقاء أبو بكر تنزها لأن أمر الجاهلية وضع ولو كان في الإسلام لغرم مثل ما أكل أو قيمته ولم يكفه القيء كذا قال والذي يظهر أن أبا بكر إنما قاء لما ثبت عنده من النهي عن حلوان الكاهن وحلوان الكاهن ما يأخذه على كهانته والكاهن من يخبر بما سيكون عن غير دليل شرعي وكان ذلك قد كثر في الجاهلية خصوصا قبل ظهور».

(2) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (٥/ ١٩٠٦): «فقد روينا عن أبي بكر الصديق - رضي الله عنه - أن غلاما له أتاه بلبن فشربه، فقال الغلام: كنت إذا

=

قوت القلوب میں اس طرح بیان ہے: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (شبہ کی چیز سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے) منہ میں انگلی ڈال کر تے کر دی اور آخری لقمہ تک تے کر کے باہر نکال دیا۔ پھر فرمایا: اے اللہ! رگوں میں جو چلا گیا اور جو انتڑیوں میں پہنچ گیا میں اس کی معذرت چاہتا ہوں۔[1]

شارح مشکوۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ ذکر کردہ روایت کے تحت ابن الملک کا قول نقل فرماتے ہیں: کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی حرام چیز کھالی ہو یا لاعلمی میں کھائی ہو اور بعد میں اسے معلوم ہوا کہ وہ چیز حرام تھی تو اس پر لازم ہے کہ فوراً تے کر کے اس چیز کو پیٹ سے نکال دے۔[2]

=

جئتك بشيء تسألني عنه، ولم تسألني عن هذا اللبن؟ قال: وما قصته؟ قال: رقيت قوما رقى الجاهلية فأعطوني هذا، فتقيأ أبو بكر فقال: اللهم هذه مقدرتي فما بقي في العروق فأنت حسبه».

(1) وقد روى مرة الطيّب عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جسم غذي بحرام لا يدخل الجنة، النار أولى به، وفي الخبر... وفي لفظ آخر: تكهنت لهم فأدخل يده في فيه وجعل يقيء حتى استقاءَه عن آخر لقمة ثم قال: اللهم إني أعتذر إليك مما حملت العروق وخالط الإمعاء-(قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧١).

(2) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح» (٥/ ١٩٠٦): «وقال ابن الملك: أخذ منه الشافعي - رحمه الله - أن من أكل الحرام وهو عالم به أو جاهل، ثم علم لزمه أن يتقيأ جميع ما أكله فورا. اهـ.وقد جعله الغزالي في المنهاج من باب الورع حيث قال: وحكم الورع أن لا تأخذ شيئا من أحد حتى تبحث عنه غاية البحث، فتستيقن أنه لا شبهة فيه بحال،».

صدیق اپنے پیٹ میں پاک غذا ہی رکھتا ہے

امام غزالی رحمہ اللہ نے ''احیاء علوم الدین'' میں نقل کیا ہے: جب اس واقعے کی خبر رسول معظم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"قال أو ما علمتم أن الصديق لا يدخل جوفه إلا طيبا رواه البخاري من حديث عائشة"[1]

ترجمہ: ''کیا تم نہیں جانتے کہ صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ اپنے پیٹ میں پاک غذا کے علاوہ کچھ نہیں رکھتا''۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس حدیث مبارکہ کے تحت امام غزالی رحمہ اللہ کی '' منہاج العابدین'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو ''ورع ''قرار دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ ورع کا حکم یہ ہے کہ تم کسی سے کوئی چیز اس وقت تک نہ لو جب تک کہ اس کے بارے میں پوری تحقیق نہ کرلو، پھر تحقیق کے بعد یہ یقین بھی حاصل کرلو کہ اس چیز میں کسی درجے کا اشتباہ نہیں ہے، اگر اس چیز کے بارے میں پوری تحقیق نہ ہوسکے تو اس چیز کو نہ لو اور اگر لے لی ہے تو واپس کردو۔[2]

---

(1) إحياء علوم الدين - (٢ / ٩٠)

* وقد روي أنّ رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أخبر بذلك فقال: أو ما علمتم أنّ الصديق لا يدخل جوفه إلاّ طيّباً؟) قوت القلوب في معاملة المحبوب التوحيد (٢/ ٤٧١) الورع ـ لابن أبي الدنيا - (١ / ٨٤).

(2) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح» (٥/ ١٩٠٦):«وقد جعله الغزالي في المنهاج من باب الورع حيث قال: وحكم الورع أن لا تأخذ شيئا من أحد حتى تبحث عنه غاية البحث، فتستيقن أنه لا شبهة فيه بحال،».

عقل کی انتہاء حلال وحرام کی پہچان

حضرت ابو سوید غفلہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ ایک دن امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے تو حضور ﷺ سے ملاقات ہوئی، آپ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو کس چیز کے ساتھ مبعوث کیا گیا؟ "ارشاد فرمایا: عقل کے ساتھ۔ عرض کی: "ہم کس طرح عقل اختیار کر سکتے ہیں؟" ارشاد فرمایا: "بے شک عقل کی کوئی انتہا نہیں لیکن جس شخص نے اللہ جل جلالہ کے حلال کو حلال جانا اور اس کے حرام کو حرام سمجھا اسے عقلمند کہا جاتا ہے۔ اگر وہ اس کے بعد مزید راہِ خدا میں کوشش کرے تو اسے عابد کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد مزید کوشش کرے تو اسے جوّاد کہا جاتا ہے مگر جو شخص عبادت میں کوشش کرے اور نیکی کی راہ میں تکالیف پر صبر کرے لیکن عقل کا سہارا نہ لے جو اسے اللہ کے حکم کی اتباع کی طرف رہنمائی کرے اور اس کی منع کردہ اشیاء سے باز رکھے تو یہی لوگ ہیں جو بدترین اعمال والے ہیں جن کی دنیا میں کی گئی کوششیں بیکار گئیں، حالانکہ اپنے گمان میں وہ اچھے اعمال کرنے والے تھے۔ [1] "

امام ابو بکر احمد بن محمد بن الحجاج المرّوذي متوفی 275 ہجری نے اپنی کتاب

(1) مسند الحارث بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث» (٢/ ٨١٠):«عن سويد بن غفلة أن أبا بكر الصديق خرج ذات يوم فاستقبله النبي صلى الله عليه وسلم فقال له: " ما جئت به يا رسول الله؟ قال: «بالعقل» قال: فبم أمرت؟ قال: «بالعقل» قال: فبم يجازى الناس يوم القيامة؟ قال: «بالعقل» قال: فكيف لنا بالعقل؟ قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن العقل لا غاية له ولكن من أحل حلال الله عز وجل وحرم حرامه سمي عاقلا فإن اجتهد في العبادة بعد ذلك سمي عابدا فإن اجتهد بعد ذلك سمي جوادا فإن اجتهد في العبادة وسمح أو تسمح في مراتب المعروف ولا حظ له من عقل يدله على اتباع أمر الله واجتناب ما نهى عنه فأؤلئك هم الأخسرون أعمالا الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون أنهم يحسنون صنعا "».

''الورع''میں سیدنا صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ کے مشتبہ سے پرہیز کرنے پر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت نقل فرمائی ہے، ملاحظہ ہو:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں نکلے اور جماعت در جماعت ہو کر اترے، راوی کہتا ہے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جماعت میں تھا، ہمارے ساتھ ایک دیہاتی بدو بھی تھا، پس ہم بدؤوں کے ایک گھر میں ٹھہرے اور ان میں ایک حاملہ عورت بھی تھی۔ بدو نے اسے کہا: اگر تو مجھے بکری دیدے تو بچہ جنے گی۔ اس نے اسے بکری دے دی اور اس نے اس عورت کے لئے مقفیٰ (اشعار پڑھے) کلام کیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس نے بکری کو ذبح کیا اور جب لوگ کھانے بیٹھے تو اس نے کہا تمہیں معلوم ہے یہ بکری کہاں سے آئی ہے؟ اس نے انہیں بتایا تو میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قے کرتے دیکھا۔[1]

صدیق اکبرؓ کے سوا کسی کو کھانے کی قے کرتے نہیں دیکھا

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی کو کھانے کی قے کرتے نہیں دیکھا، آپ کے لئے کھانا لایا گیا، آپ نے کھایا پھر آپ کو بتایا گیا کہ اسے ابن النعیمان لایا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم

(1) الورع ـ المروذي – (١ / ٩٧) عن أبي سعيد الخدري أنهم خرجوا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فنزلوا رفقا رفقة مع فلان ورفقة مع فلان قال فنزلت في رفقة أبي بكر فكان معنا أعرابي من أهل البادية فنزلنا بأهل بيت من الأعراب وفيهم امرأة حامل فقال لها الأعرابي أيسرك أن تلدي غلاما إن أعطيتني شاة ولدت غلاما فأعطته شاة وسجع لها أساجيع قال فذبح الشاة فلما جلس القوم يأكلون قال أتدرون من أين هذه الشاة فأخبرهم فرأيت أبا بكر يتقيأ.

نے مجھے ابن النعیمان کی کہانت کھلائی ہے ! پھر آپ نے قے کر دی۔[1]

محمد بن المنکدر سے منقول روایت

محمد بن المنکدر سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ نے دودھ نوش فرمالیا، جب آپ کو یہ بتلایا گیا کہ یہ دودھ جو آپ نے نوش فرمایا ہے یہ تو صدقے کا دودھ تھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے قے کر دی۔[2]

الرسالة القشيرية میں عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمہ اللہ نے سیدنا صدیق اکبر کا یہ قیمتی قول نقل فرمایا ہے:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ ہم حرام کے ایک کام میں پھنس جانے کے خوف سے ستر قسم کے حلال کاموں کو چھوڑتے تھے۔[3]

سب سے بڑی عقل مندی تقویٰ اختیار کرنا ہے

حضرت حسنؓ کہتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں میں بیان فرمایا اور اللہ رب العزت کی حمد و ثناء کے بعد فرمانے لگے: سب سے بڑی عقل مندی تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ پھر ساتھ یہ حدیث ذکر فرمائی جس کا مضمون اس طرح ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ خلافت کے بعد اگلے روز بازار جانے لگے تو ان سے

---

(1) الورع ـ المروذي - (١ / ٩٦) عن محمد بن سيرين قال لم أر أحدا استقاء من طعام غيرالورع ـ المروذي - (١ / ٩٧) أبي بكر فإنه أتي له بطعام فأكل ثم قيل له جاء به ابن النعيمان قال فأطعمتموني كهانة ابن النعيمان ثم استقاء هذا أو نحوه.

(2) الورع ـ المروذي - (١ / ٩٧)عن محمد بن المنكدر أن أبا بكر رضي الله عنه شرب لبنا فأخبر أنه من الصدقة فتقيأ.

(3) الرسالة القشيرية (١/ ٢٣٣) وَقَالَ أَبُو بَكْر الصديق رضى الله عَنْهُ: كُنَّا ندع سبعين بابا من الحلال مخافة أَن نقع فِي بَاب من الحرام.

حضرت عمرؓ نے پوچھا: آپ کہاں جارہے ہیں؟ انہوں نے جواباً عرض کیا: بازار۔ سیدنا عمرؓ فرمانے لگے: اب آپ پر اتنا بڑی اور گراں ذمہ داری آگئی ہے جس کی وجہ سے اب آپ بازار نہیں جاسکتے۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا: سبحان اللہ! اتنا لگنا پڑے گا کہ اہل وعیال کے لئے کمانے کا وقت بھی نہ بچے؟ حضرت عمرؓ فرمانے لگے: ہم مناسب مقدار میں وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: عمرؓ کا ناس ہو! مجھے اس بات کا ڈر اور خوف ہے کہ کہیں مجھے اس مال میں سے لینے کی گنجائش نہ ہو۔ بہر صورت (باہمی مشاورت سے ان کا وظیفہ طے ہو گیا اور) انہوں نے دو سال سے زائد عرصہ (خلافت) میں آٹھ ہزار درہم لیے۔ جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو فرمایا: میں نے عمر سے کہا تھا مجھے ڈر ہے کہ مجھے اس مال میں سے لینے کی گنجائش بالکل نہیں ہے، لیکن عمرؓ اس وقت مجھ پر غالب آگئے اور مجھے ان کی بات مان کر بیت المال میں سے وظیفہ لینا پڑا، لہذا جب میں مر جاؤں میرے مال میں سے آٹھ ہزار لے کر بیت المال میں واپس کر دینا۔ چنانچہ جب وہ آٹھ ہزار (آپؓ) کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس لائے گئے تو آپ نے فرمایا: رب ذوالجلال سیدنا ابو بکرؓ پر رحم فرمائے! انہوں نے اپنے بعد والوں کو مشکل میں ڈال دیا۔[1]

---

(1) «السنن الكبرى - البيهقي» (٦/ ٥٧٤ ط العلمية): «ثنا المبارك بن فضالة ، عن الحسن ، أن أبا بكر الصديق رضي الله عنه خطب الناس فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: " إن أكيس الكيس التقوى، وأحمق الحمق الفجور»...فلما أصبح غدا إلى السوق فقال له عمر رضي الله عنه: " أين تريد؟ " قال: السوق. قال: " قد جاءك ما يشغلك عن السوق "، قال: سبحان الله يشغلني عن عيالي. قال: تعرض بالمعروف، قال: " ويح عمر إني أخاف أن لا يسعني أن آكل من هذا المال شيئا " قال: فأنفق في سنتين وبعض أخرى ثمانية آلاف درهم. فلما حضره الموت قال: قد كنت قلت لعمر: إني أخاف أن لا يسعني أن آكل من هذا المال شيئا، فغلبني فإذا أنا مت فخذوا من مالي ثمانية آلاف درهم وردوها في بيت المال. قال: فلما أتي بها عمر رضي الله عنه قال: " رحم الله أبا بكر، لقد أتعب من بعده تعبا شديدا ".

دوسری فصل : سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ نے آپ کو فاروق کا لقب دیا، آپ نبی معظم ﷺ کے داماد ہیں، آپ عدل وانصاف کے پیکر ہیں، اسلامی تاریخ کے اہم باب ہیں۔ آپ خلیفہ راشد ہیں، سن تیرہ ہجری میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ نے مسند خلافت سنبھال لی ہے، دس سال پانچ ماہ اور اکیس روز آپ کی خلافت رہی، سن ۲۳ ہجری میں جام شہادت پا کر اللہ کے حضور پیش ہو گئے۔

سیدنا عمر فاروقؓ اور کمال احتیاط

مؤطا امام مالک میں روایت ذکر ہے کہ "حضرت زید بن اسلم (جو کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کے آزاد کردہ غلام تھے) کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا اور اس کا ذائقہ انہیں کچھ عجیب معلوم ہوا، انہوں نے اس شخص سے دریافت فرمایا، کہ یہ دودھ تمہیں کہاں سے ملا؟ تو اس نے انہیں بتلایا کہ وہ پانی کے ایک چشمے یا کنویں میں گیا تھا، اس نے نام بھی بتایا، وہاں زکوۃ کے کچھ جانور تھے اور وہ ان کا دودھ نکال کر لوگوں کو پلا رہے تھے، چنانچہ انہوں نے میرے لئے

بھی دوھ دوہا۔ جسے میں نے لے کر اپنی مشک میں ڈال لیا، یہ وہی دودھ تھا، یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے حلق میں انگلی ڈال کر قے کردی[1]۔امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں یہ روایت نقل فرمائی ہے۔[2]اسی طرح ''احیاءعلوم'' میں ذکر ہے: "شرب عمر رضي الله عنه من لبن إبل الصدقة غلطا فأدخل أصبعه وتقيأ"

فاروق اعظمؓ اور حلال وحرام کی تمیز

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کی کتاب الورع باب الصلاة داخل المسجد الجامع وفضل الاتباع اور الجامع لعلوم الإمام أحمد، جلد ۹ ص ٥٤٥ میں یہ واقعہ ذکر ہے: راوی ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی خوشبو اپنی بیوی کو دیتے (تاکہ وہ فروخت کرے اور اس کی رقم بیت المال میں جمع کردی جائے) وہ اسے فروخت کیا کرتی تھیں،انہوں نے میرے پاس خوشبو فروخت کی اور تولتے وقت کم زیادہ کرتی رہیں (جیسے شیشی بھرنے کے لیے کم زیادہ کیا جاتا ہے)، گاہے دانتوں سے کاٹتی اور ان کی انگلیوں میں کچھ چیز لگی رہتی،اس طرح انگلی کے ساتھ، پھر انہوں نے اوڑھنی کے ساتھ رگڑ لیا تو (اتنے میں اچانک)حضرت

---

(1) حدثنا أبو مصعب، قال: حدثنا مالك، عن زيد بن أسلم أنه قال: شرب عمر بن الخطاب لبنا فأعجبه، فسأل الذي سقاه، من أين لك هذا اللبن؟ فأخبره أنه ورد على ماء، قد سماه، فإذا نعم من نعم الصدقة وهم يسقون، فحلبوا لي من ألبانها، في سقائي هذا، فأدخل عمر إصبعه فاستقاءه. (موطأ مالك رواية أبي مصعب الزهري (١/ ٢٧٧)

(2) شعب الإيمان (٧/ ٥١٢)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، فرمایا، یہ کیسا نفع یعنی زائد لیا جارہا؟ (گویا حضرت عمرؓ شیشی بھرنے کے دوران شیشی کا ڈکن لگانے بند کرنے اور اسے تیار کرکے گاہک کے حوالے کرنے کے دوران جو تھوڑی بہت خوشبو ان کے ہاتھوں کو لگ جایا کرتی تھی اس کے بارے میں فرمارہے کہ یہ کیسا نفع لیا جارہا) انہوں نے ساری بات بتائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو مسلمانوں کی خوشبو لیتی ہے، پھر اپنے کپڑے کے ساتھ لگا لیتی ہے؟ چنانچہ انہوں نے ان کے سر سے اوڑھنی اتاری اور پانی کا ایک گھڑا لیا اور اوڑھنی پر پانی ڈال کر مٹی میں اسے ملنے لگے ،اس طرح مل مل کر سونگھتے جاتے پھر پانی ڈالتے پھر مٹی میں رگڑ کر پھر سونگھتے کئی بار ایسے ہی کیا۔[1]

(1) وسليمان التيمي قال: حدثني نعيم عن العطارة قال: كان عمر يدفع إلى امرأته طيباً من طيب المسلمين قال: فتبيعه امرأته، فباعتني طيباً فجعلت تقوم وتزيد وتنقص وتكسره بأسنانها فيعلق بأصبعها شيء منه فقالت به: هكذا بأصبعها ثم مسحت به خمارها فدخل عمر فقال: ما هذه الريح؟ فأخبرته بالذي كان فقال: طيب المسلمين تأخذينه أنت فتتطيبين به؟ فانتزع الخمار من رأسها وأخذ جرّاً من ماء فجعل يصب على الخمار ثم يدلكه في التراب ثم يشمه، ثم يصب عليه الماء ثم يدلكه في التراب ثم يشمه ففعل ما شاء الله،(الورع لأحمد رواية المروزي (ص: ٤٦) الجامع لعلوم الإمام أحمد - الفقه (٩/ ٥٤٥)قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٦٠)محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب (٢/ ٦٠٩) باب: الباب الخامس والخمسون: ورعه.اتقاء الحرام والشبهات في طلب الرزق (ص: ١٢٥) باب: موقف المسلم من الشبهات.)

* ابن المِبْرَد، يوسف بن حسن بن أحمد بن حسن (ت ٩٠٩هـ)، محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب الطبعة: الأولى، ١٤٢٠هـ/ ٢٠٠٠ م، الناشر: عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامية، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية.

=

یہ خلیفۂ دوم امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کا تقویٰ تھا کیونکہ وہ ڈرتے تھے کہ اس میں بے احتیاطی کہیں اور نہ لے جائے، ورنہ دوپٹہ دھودینے سے خوشبو مسلمانوں تک نہیں پہنچ سکتی تھی مگر آپ نے سختی و تنبیہ کرتے ہوئے ان سے خوشبو کو ضائع فرمادیا تاکہ معاملہ حلال سے حرام کی طرف نہ چلا جائے۔[1]

حضرت عطارۃ فرماتی ہیں:

میں ایک بار دوبارہ آئی تو جب ان کی انگلی سے خوشبو لگی تو انگلی منہ میں ڈال کر زمین سے رگڑ دی۔[2]

حضرت عمر فاروقؓ کی بازار والوں پر سختی

تفسیر قرطبیؒ میں ہے: حضرت عمر فاروقؓ بازار والوں پر سخت کرتے اور فرماتے: ہمارے بازار میں صرف وہی کاروبار کریں جو علم تجارت سے آگاہ ہوں ورنہ وہ سود کھائے گا۔[3] مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی حلال وحرام کی بنیادی علم سے

=

* أحمد الطويل، أحمد بن أحمد محمد عبد الله الطويل، اتقاء الحرام والشبهات في طلب الرزق، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م، الناشر: دار كنوز إشبيليا للنشر والتوزيع، الرياض.

(1) إحياء علوم الدين (٢/ ٩٦)فهذا من عمر رضي الله عنه ورع التقوى لخوف أداء ذلك إلى غيره وإلا فغسل الخمار ما كان يعيد الطيب إلى المسلمين ولكن أتلفه عليها زجرا وردعا واتقاء من أن يتعدى الأمر إلى غيره.

(2) قالت العطارة: ثم أتيتها مرة أخرى فلما علق بأصبعها منه شيء فعمدت فأدخلت أصبعها في فيها، ثم مسحت بإصبعها التراب. (قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٦٠).

(3) وكان عمر رضي الله عنه يضرب أهل السوق بالدرة ويقول: لا يتّجر في سوقنا إلاّ من تفقّه وإلاّ أكل الربا:(قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٧٠).

* وقد قال عمر: لا يتجر في سوقنا إلا من فقه وإلا أكل الربا. (تفسير القرطبي (٣/ ٣٥٢).

بے بہرا ہو تو وہ بازار میں جا کر حرام اور مشتبہات میں مبتلاء ہو جائے گا،اس لئے کہ بازار میں حرام کی طرح طرح شکلیں پائی جاتی ہیں،جب تک حلال و حرام کا علم نہ ہو،یا پھر اہل علم سے مدد نہ لی جائے تو انسان بچ نہیں سکتا۔

سیدنا عمر فاروقؓ کے نزدیک حلال وحرام کے علم کا درجہ

جامع بيان العلم وفضله میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے کہ ”راتوں کو عبادت کرنے والے اور دن میں روزہ رکھنے والے ایک ہزار عبادت گزاروں کی موت ایک عالم کی موت سے آسان ہے جو اللہ جل شانہ کے حلال اور حرام کردہ امور کا علم رکھتا ہے“۔[1]

فاروق اعظمؓ کا اپنے بیٹے کو مشتبہ سے بچانا

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیت المال کی صفائی کی تو ایک درہم ملا۔قریب سے خلیفۂ دوم امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم کے ایک چھوٹے بیٹے گزر رہے تھے تو انہوں نے وہ درہم شہزادے کو دے دیا۔امیر المؤمنین نے بیٹے کے ہاتھ میں درہم دیکھا تو اس کے بارے میں پوچھا تو بیٹے نے عرض کی:”یہ مجھے حضرت ابو موسیٰ اشعری نے دیا ہے۔“امیر المؤمنین نے فرمایا:”اے ابو موسیٰ! مدینہ میں کوئی گھر عمر کے گھر سے حقیر نظر نہیں آیا،تم چاہتے ہو کہ اُمت محمدیہ سے کوئی ایسا بچ جائے جو ہم سے کسی حق کا مطالبہ کرے۔“یہ کہہ کر وہ درہم بیت

(1) جامع بيان العلم وفضله» (١/ ١٢٨):«وقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: «لموت ألف عابد قائم الليل صائم النهار أهون من موت العاقل البصير بحلال الله وحرامه» .

المال میں لوٹادیا۔ باوجود یہ کہ وہ مال حلال تھا مگر آپ کو خوف ہوا کہ کہیں اس قدر مال کے مستحق نہ ہوں،[(1)]

فاروق اعظمؓ کا اپنی بیٹی کو مشتبہ سے بچانا

خلیفۂ دوم امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ ایک دن بیت المال کا مال تقسیم فرمارہے تھے کہ آپ کی ننھی بیٹی آئی اور اس نے مال میں سے ایک درہم لے لیا تو آپ رضی اللہ عنہ اس تیزی کے ساتھ وہ درہم لینے کے لئے اٹھے کہ کاندھے سے چادر گر گئی۔ بچی روتی ہوئی گھر چلی گئی، درہم اس نے منہ میں ڈال لیا تھا۔ آپ نے انگلی ڈال کر اس کے منہ سے درہم نکالا اور بیت المال کے مال میں ڈالتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! عمر اور اس کی اولاد کے لئے اتنا ہی ہے جتنا قریب یا دُور کے مسلمانوں کے لئے ہے۔[(2)]

شہد کا برتن

سیدنا عمر فاروقؓ تقریباً گیارہ سال مسلمانوں کے خلیفہ رہے، آپ بہت امانت دار اور اللہ سے ڈرنے والے اور ہر طرح کے شبہ سے اجتناب کیا کرتے تھے،

(1) إحياء علوم الدين (٢/ ١٣٧) كسح أبو موسى الأشعري بيت المال فوجد درهما فمر بني لعمر رضي الله عنه فأعطاه إياه فرأى عمر ذلك في يد الغلام فسأله عنه فقال أعطانيه أبو موسى فقاليا أبا موسى ما كان في أهل المدينة بيت أهون عليك من آل عمر أردت أن لا يبقى من أمة محمد صلى الله عليه وسلم أحد إلا طلبنا بمظلمة ورد الدرهم إلى بيت المال.

(2) إحياء علوم الدين (٢/ ١٣٧)أن عمر رضي الله عنه كان يقسم مال بيت المال يوما فدخلت ابنة له وأخذت درهما من المال فنهض عمر في طلبها حتى سقطت الملحفة من أحد منكبيه ودخلت الصبية إلى بيت أهلها تبكي وجعلت الدرهم في فيها فأدخل عمر إصبعه فأخرجه من فيها وطرحه على الخراج وقال أيها الناس ليس لعمر ولا لآل عمر إلا ما للمسلمين قريبهم وبعيدهم.

اسی لئے آپ بیت المال (جہاں مسلمانوں کی ہر طرح کی مال و دولت جمع ہوتی تھی) میں جمع مال و دولت کو مسلمانوں کی امانت سمجھتے تھے اور خود کو اس کا نگراں خیال کرتے تھے۔ایک مرتبہ کی بات ہے کہ اخیر عمر میں آپ سخت بیمار ہو گئے، تو علاج کے طور پر آپ کو شہد کھانے کے لئے کہا گیا، اس وقت کہیں شہد مل نہیں رہا تھا، بہت تلاش کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ بیت المال میں شہد کا ایک چھوٹا سا پیالہ ہے، چوں کہ آپ بیت المال سے کوئی چیز استعمال کرنے میں بہت احتیاط کرتے تھے، اس لیے آپ لاٹھی پر سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ گیے، پھر لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا: لوگو! مجھے علاج کے طور پر شہد کھانے کے لیے کہا گیا ہے اور شہد بیت المال کے علاوہ کہیں نہیں مل رہا ہے، اگر آپ کی طرف سے اجازت ہو تو میں شہد کا وہ پیالہ لے لوں اور اگر تم لوگ اجازت نہیں دو گے تو نہیں لوں گا، کیوں کہ اجازت کے بغیر بیت المال سے کچھ لینا میرے لیے حرام اور ناجائز ہے۔اس کے بعد لوگوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو خوشی خوشی اجازت دے دی، پھر جا کر اس شہد کو آپ نے استعمال کیا۔[1]

(1) «موسوعة الأخلاق والزهد والرقائق» (١/ ١٤٦): «بكى الناس إشفاقامرض عمر بن الخطاب - رضي الله عنه - يوما فوصفوا له العسل دواء، وكان في بيت المال عسل» جاء من بعض البلاد المفتوحة، فلم يتداو عمر بالعسل كما نصحه الأطباء حتى جمع الناس، وصعد المنبر واستأذن الناس: إن أذنتم لي، وإلا فهو عليَّ حرام، فبكى الناس إشفاقا عليه وأذنوا له جميعا، ومضى بعضهم يقول لبعض: لله درك يا عمر! لقد أتعبت الخلفاء من بعدك. (مالی معاملات اور اخلاقی تعلیمات، ص:105).

* یاسر عبد الرحمن، موسوعة الأخلاق والزهد والرقائق، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م، الناشر: مؤسسة اقرأ للنشر والتوزيع والترجمة، القاهرة.

* مولانا منیر احمد حفظہ اللہ، مالی معاملات اور اخلاقی تعلیمات، ناشر: ادارۃ المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن کراچی۔

حرام سے بچیں گے تو رب کے حضور کھڑے ہو سکیں گے

یزید بن سنان ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں:
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں فرمایا: وہ کیا چیز ہے جس کے ہوتے ہوئے ہی ہم قیامت کے دن اللہ کے سامنے کھڑے ہو سکیں گے ؟ بعض لوگوں نے جواب دیا: "نماز" آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز تو اچھے لوگ بھی پڑھتے ہیں گناہ گار بھی، ساتھیوں نے جواب دیا: "روزہ" آپؓ نے فرمایا روزہ بھی اچھے برے سب ہی لوگ رکھتے ہیں۔ کسی نے جواب دیا "صدقہ" آپؓ نے فرمایا: صدقے میں بھی یہ ہی بات ہے۔، اچھے برے لوگ سب ہی کچھ نہ کچھ صدقہ کرتے ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا "حج" آپؓ نے فرمایا حج میں بھی اچھے برے سب ہی لوگ ہوتے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا: وہ چیز جس کے ہوتے ہوئے قیامت کے دن اللہ کے سامنے کھڑے ہو سکیں گے، وہ یہ ہیں کہ جو چیزیں ہم پر فرض کی گئی ہیں ان کو ادا کریں، جو ہم پر حرام کیا گیا ہے اس بچیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ موجود ہے اس کے بارے میں نیت اچھی رکھیں۔[1]

---

(1) الورع ـ لابن أبي الدنيا (١٠٩ / ١) - حدثنا أبو عبد الله العجلي حسين بن علي قال حدثنا أبو أسامة قال حدثنا يزيد بن سنان عن من حدثه قال: قال عمر بن الخطاب لجلسائه ما الذي نقيم به وجوهنا عند الله يوم القيامة فقال بعض القوم الصلاة فقال عمر قد يصلي البر والفاجر قالوا الصيام قال عمر قد يصوم البر والفاجر قالوا الصدقة قال عمر قد يتصدق البر والفاجر قالوا الحج قال عمر قد يحج البر والفاجر قال عمر الذي نقيم به وجوهنا عند الله أداء ما افترض علينا وتحريم ما حرم علينا وحسن النية فيما عند الله) (حسن التنبه لما ورد في التشبه (٣/ ٤٤١).

* الغزي، نجم الدين الغزي، محمد بن محمد العامري القرشي الغزي(١٠٦١ هـ)، حسن التنبه لما ورد في التشبه، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ - ٢٠١١ م، الناشر: دار النوادر، سوريا.

تیسری فصل : سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ،آپ تیسرے خلیفہ راشد ہیں ، حضور علیہ السلام کو آپ سے بے پناہ محبت تھی ،آپ سخاوت کے پیکر تھے ،آپ کے فضائل میں صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ مطہرہ کی روایت ہے : فرماتی ہیں : کہ (میرے والد حضرت) ابو بکرؓ نے (کسی ضرورت سے) حضور ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی ایسے حال میں کہ آپ ﷺ میرے بستر پر میری چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے ،آپ ﷺ نے ان کو اندر آنے کی اجازت دلوادی اور آپ ﷺ جس طرح لیٹے ہوئے تھے اسی طرح لیٹے رہے (ابو بکرؓ آئے) اور جو ضروری بات ان کو کرنا تھی کر کے چلے گئے ۔ پھر (حضرت) عمرؓ (کسی ضرورت سے) آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی ، ان کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دلوادی (وہ آئے) اور آپ اسی حالت میں رہے (یعنی جس طرح میرے بستر پر میری چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے اسی طرح لیٹے رہے) پھر وہ بھی اپنی ضرورت پوری کر کے چلے گئے پھر (حضرت) عثمانؓ نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنبھل کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں

کو اچھی طرح درست فرما لیا اور مجھ سے فرمایا کہ تم بھی اپنے کپڑے (چادر وغیرہ) پوری طرح اوڑھ لو، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آنے کی اجازت دلوا دی (وہ آپ کے پاس آگئے) اور جو ضروری بات کرنے کے لئے آئے تھے کر کے چلے گئے (حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے جانے کے بعد) میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے جیسا اہتمام (حضرت) عثمانؓ کے لئے کیا ویسا اہتمام ابو بکرؓ اور عمرؓ کے لئے کیا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عثمان ایسے آدمی ہیں کہ ان پر (فطری طور پر) صفتِ حیا کا غلبہ ہے مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے ان کو ایسی حالت میں بلا لیا جس میں میں تھا تو وہ (فرطِ حیا کی وجہ سے جلدی واپس چلے جائیں) اور وہ ضروری بات نہ کر سکیں جس کے لئے وہ آئے تھے (اس لئے میں نے ان کے لئے وہ اہتمام کیا جو تم نے دیکھا)۔[1]

عبادتِ الٰہی کا مزہ حرام چیزوں سے پرہیز کرنے میں ہے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے چار باتوں میں عبادت الٰہی کا مزہ آتا ہے:

(1) فرائض کی ادائیگی میں

---

(1) صحيح مسلم (٤/ ١٨٦٦) أن عائشة، قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مضطجعا في بيتي، كاشفا عن فخذيه، أو ساقيه، فاستأذن أبو بكر فأذن له، وهو على تلك الحال، فتحدث، ثم استأذن عمر، فأذن له، وهو كذلك، فتحدث، ثم استأذن عثمان، فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم، وسوى ثيابه - قال محمد: ولا أقول ذلك في يوم واحد - فدخل فتحدث، فلما خرج قالت عائشة: دخل أبو بكر فلم تهتش له ولم تباله، ثم دخل عمر فلم تهتش له ولم تباله، ثم دخل عثمان فجلست وسويت ثيابك فقال: «ألا أستحي من رجل تستحي منه الملائكة».

(2) حرام اشیاء سے پرہیز کرنے میں۔

(3) امید اجر پر نیک کام کرنے میں۔

(4) خوف الٰہی سے برائیوں سے بچنے میں۔

متقی اور نیک آدمی کی پانچ علامات

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ متقی اور نیک آدمی کی پانچ علامتیں ہیں

(1) ایسے شخص کی صحبت میں رہنا جس سے دین کی اصلاح ہو۔

(2) شرمگاہ اور زبان کو قابو میں رکھنا۔

(3) مسرتِ دنیا کو وبال خیال کرنا۔

(4) شبہات کے خوف سے حلال سے بھی پرہیز کرنا۔

(5) ایک حرام چیز میں بھی ہلاکت ہے۔

سیدنا عثمانؓ اور صحابی رسول کی معزولی

صحابہ کرام کے دور میں گورنر کو بھی بیت المال سے کچھ لینا ہوتا تو اسے نگران سے منظوری لینا پڑتی تھی۔ رقم کے لین دین کے سلسلے میں بڑی سی بڑی شخصیت سے رعایت نہیں کی جاتی تھی۔ ایک ایک درہم کا حساب ہوتا تھا تاکہ مسلمانوں سے سرکاری خزانے کا ایک ذرہ بھی ضائع نہ ہونے پائے۔ اگر غلطی سے بھی رقم آگے پیچھے ہو جاتی تو پوچھ گچھ ضرور ہوتی اور بعض اوقات خلیفہ تادیبی کارروائی بھی کرتے۔ سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس معاملے میں نرمی نہیں برتتے تھے (باوجودیکہ آپ نہایت رحم دل تھے) سیدنا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جو کوفہ کے عامل تھے، صوبائی نگران بیت المال حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھ

کر خزانے سے کچھ رقم قرض لی۔ بعد میں اپنے مالی حالت کی ناسازگاری کی وجہ سے وہ طے شدہ وقت پر یہ رقم بیت المال نہ لوٹا سکے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تقاضے کے باوجود گورنر ادائیگی نہ کر سکے تو خلیفہ کو اطلاع دے دی گئی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت سعدؓ کے مرتبے اور مقام کے باوجود اس موقع پر انہیں معزول کرنا ہی بہتر سمجھا تاکہ عوام میں یہ تاثر نہ پھیلے کہ حکام اپنے عہدے سے ناجائز مفادات حاصل کر رہے ہیں۔ اوپر کے یہ اثرات نیچے تک پڑتے تھے۔ اس لیے افسران اور ماتحتوں میں بھی دیانت داری مشتبہات سے اجتناب اور مالی احتیاط عام تھی۔ (1)

(1) (مالی معاملات اور اخلاقی تعلیمات ص: ۱۰۸ بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ)۔

چوتھی فصل : سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے بچپن میں ہی اسلام کی آغوش میں آئے اور اسلام کی خوشبو سے روشناس ہوئے، وحی کی سرسبز گزرگاہ میں سانس لی۔ان کے اخلاق نبی علیہ السلام کے اخلاق کے مانند تھے، جو رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں، چوتھے خلیفہ راشد اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔

سیدنا علیؓ اور حلال کی اہمیت

آپؓ حلال کے علاوہ پیٹ میں داخل کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کتاب ""الورع"" میں ذکر ہے: بنو ثقیف کے ایک شخص کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے ایک گاؤں ""عکبری"" کا گورنر بنایا، وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے مجھے حکم دیا کہ ظہر کی نماز میرے پاس پڑھو، میں حاضر ہوا اور کسی نے مجھے آپ تک جانے سے نہیں روکا، آپ کے پاس پانی کا ایک کوزہ اور ایک پیالہ رکھا تھا، آپ نے شیشہ کے برتن سے ستو نکال کر پیا، وہ شخص کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یاامیر المؤمنین! کیا عراق میں اس طرح کیا جاتا ہے؟ جب کہ عراق میں کھانے کی

بڑی فراوانی ہے۔آپ نے فرمایا کہ میں نے کنجوسی کی وجہ سے ایسا نہیں کیا ہے،بل کہ میں پیٹ میں حلال چیز کے علاوہ کسی چیز کو داخل کرنا،ناپسند کرتا ہوں“[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک مشہور روایت امام غزالی رحمہ اللہ احیاء علوم میں نقل فرماتے ہیں:

”دنیا کے حلال میں حساب ہےاور حرام میں عذاب ہے،اور مشتبہ چیزوں میں عتاب ہے“۔[2]

مشتبہات سے بچنے کے لئے سیدنا علیؓ کا کھانے پر مہر ثبت کرنا

ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:بنو فلاں نے ہمارے لیے کچھ حلال نہیں چھوڑا یعنی بادشاہوں اور حکام نے ایسا کیا ہے،اور بتاتے ہیں کہ حضرت علی

---

(1) «الورع — المروذي ،ص –٨٤ حدثنا عبد الملك بن عمير عن رجل من ثقيف أن عليا رضي الله عنه استعمله على عكبرى من سواد الكوفة) قال (ثم قال لي صل الظهر عندي فجئت فما حجبني عنه أحد وإذا عنده كوز من ماء وقدح فدعا ببطية فكسر خاتمها وشرب من السويق فقلت يا أمير المؤمنين «تفعل هذا بالعراق والعراق أكثر طعاما من ذلك فقال أما والله ما أختم عليه بخلا مني على الطعام وما أنا لشيء مني أحفظ مني لما ترى إني أكره أن يجعل فيه ليس منه وأكره أن يدخل بطني إلا طيب.

(2) وفي الأخبار المشهورة عن على وغيره إن الدنيا حلالها حساب وحرامها عذاب وزاد آخرون وشبهتها عتاب(إحياء علوم الدين (٢/ ٩١).

*وقال سيدنا علي– كرّم الله وجهه–: أول الدنيا عناء، وآخرها فناء، حلالها حساب، وحرامها عقاب، ومتشابهها عتاب (البحر المديد في تفسير القرآن المجيد (١/ ٢٧٨) تحت سورة البقرة آيت:٢٤٩).

* شعب الإيمان (١٣/ ١٧٨).

* الزهد لابن أبي الدنيا (ص: ٢٩).

رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور مکانات لٹنے کے بعد صرف وہی چیز کھائی جس پر مہر تھی یعنی حلال تھی اور اس میں لوٹ کا اختلاط نہ تھا۔[1]

ملاحظہ :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل موجودہ دور میں پروڈکٹ پر کسی معتبر ادارے کا حلال کا لوگو لگانے کی ضرورت اور اس کی اہمیت کی دلیل ہے جو اس بات کی تصدیق کر رہا ہوتا ہے کہ اس پروڈکٹ کے اجزاء ترکیبی حرام اور مشکوک اجزاء سے پاک ہیں۔

ستو کھانے میں احتیاط

امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس کھانے کے لئے بند برتن میں ستو دیکھ کر کسی نے عرض کی: عراق میں کثیر خوراک ہونے کے باوجود آپ ایسا کرتے ہیں؟ فرمایا: "کنجوسی کی وجہ سے اسے بند نہیں کیا بلکہ مجھے یہ پسند نہیں کہ اس میں وہ چیز ڈال دی جائے جو اس میں سے نہ ہو اور یہ بھی پسند نہیں کہ میرے پیٹ میں غیر طیب چیز جائے"۔[2]

---

(1) وقال إبراهيم بن أدهم رحمه الله: ما ترك لنا بنو فلان من الحلال شيئاً، يعني الملوك والأمراء، ويقال إن عليّاً رضي الله عنه، لم يأكل بعد قتل عثمان، ونهب الدار إلاّ طعاماً مختوماً عليه، قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٨٣).

(2) إحياء علوم الدين (٢/ ١٣٨)وروي عن علي رضي الله عنه أنه كان له سويق في إناء مختوم يشرب منه فقيل أتفعل هذا بالعراق مع كثرة طعامه فقال أما إني لا أختمه بخلابه ولكن أكره أن يجعل فيه ما ليس منه وأكره أن يدخل بطني غير طيب.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صدقات جمع کرنے پر ایک عامل کو مقرر کیا، بتاتا ہے کہ ایک مہر زدہ برتن لایا گیا۔ میں نے سمجھا اس میں کوئی جوہر یا سونے کا ٹکڑا ہے، انہوں نے اس کی مہر توڑ دی تو اس میں جو کے ستو تھے۔ وہ میرے سامنے بکھیر دیے اور فرمایا: ہمارے کھانے سے کھاؤ۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! ایسی چیز پر بھی آپ مہر لگاتے ہیں؟ فرمایا: میں نے یہ چیز اپنے لیے منتخب کر لی تھی اور مجھے خطرہ تھا کہ اس میں دوسرے کے مال کا اختلاط نہ ہو جائے۔[1]

ملاحظہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے دو چیزوں کا ثبوت ملتا ہے، ایک حلال لوگو، دوسرا، اختلاط سے محفوظ رکھنے کے لئے سیل لگانا جسے contamination اور Seal سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حضرت علیؓ کی خشک غذا اور نصائح

''الورع لابن أبي الدنيا'' میں ہے: میں نے سنا عبدالملک بن عمیر کہہ رہے تھے: مجھ سے بنو ثقیف کے ایک آدمی نے بیان کیا اور کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے عکبری نامی جگہ کا عامل بنایا، اس وقت وہاں کے لوگ نماز نہیں پڑھا کرتے

---

(1) وروي في الخبر العامل الذي أراد عليّ رضي الله عنه، أنْ يستعمله على صدقات قال: فدعا بطينة مختومة طننت أنّ فيها جوهراً أو تبراً ففض ختامها، فإذا فيها سويق شعير فنثره بين يدي وقال: كل من طعامنا، فقلت: أتختم عليه يا أمير المؤمنين؟ قال: نعم هذا شيء اصطفيته لنفسي، وأخاف أنْ يختلط فيه ما ليس منه، والحديث فيه طول فاختصرت هذا منه. (قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد (٢/ ٤٨٣).

تھے، آپؓ نے ان کے سامنے مجھ سے فرمایا: ان سے ان کا ''خراج'' پورا پورا وصول کرنا، یہ تم میں بالکل کمزوری اور ڈھیل محسوس نہ کریں۔ پھر فرمایا: ظہر کے بعد میرے پاس آنا۔ چنانچہ میں ظہر کے بعد حضرت علیؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، وہاں کوئی دربان تھا اور نہ چوکیدار، جو مجھے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہونے سے روکتا۔ جب میں حاضر ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس ایک بڑا پیالہ اور ایک چھوٹا پیالہ تھا جس میں پانی تھا، اتنے میں آپ رضی اللہ عنہ نے مٹی کا ایک برتن منگوایا۔ میں نے دل میں سوچا حضرت مجھے کچھ دے رہے ہیں تو یقیناً مجھے امانت دار سمجھ کر ہی دے رہے ہوں گے۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے برتن سے ستو نکالا اور پیالے میں ڈالا اور ستو کا شربت بنایا۔ خود بھی پیا اور مجھے بھی پلایا۔ یہ دیکھ کر میں رہ نہ سکا اور عرض کیا: اے امیر المومنین !آپ عراق میں رہتے ہوئے اتنی سادہ غذا استعمال فرماتے ہیں حالاں کہ عراق میں تو بہترین اور بہت کھانے ہیں۔ تو فرمایا: میں اتنی ہی چیز خریدتا ہوں جتنی میری ضروریات کے لئے کافی ہو، چیز کو ضائع کرنا مجھے پسند نہیں، اور میں نے اسے کنجوسی کی وجہ سے نہیں سنبھال کر رکھا بلکہ حفاظت کی غرض سے سنبھالا ہوا ہے، کیوں کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پیٹ میں صرف حلال اور پاکیزہ چیز ہی جائے۔

ان کے سامنے جو باتیں میں نے تم سے کی تھیں وہ اس لئے کی تھیں کیوں کہ وہ لوگ دھوکہ دہی کرتے ہیں، اب جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں وہ سنو! اگر تم نے ان کے ساتھ ٹھیک طرح سے معاملہ کیا تب تو ٹھیک ہے وگرنہ اللہ تعالیٰ تمہیں پکڑلیں گے اور اگر مجھے معلوم ہوا کہ تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی تو میں تمہیں معزول کردوں گا۔

یادرکھو! ان کو کوئی ایسی چیز نہ بیچنا جو وہ کھانے پینے میں استعمال کرتے ہوں اور نہ سردی گرمی کالباس، مال کی وصولی پر مقرر کرنا ہمیں ان باتوں کا حکم نہیں دیا گیا ،ان کے ایسے جانور مت فروخت کرنا جنہیں وہ کام کاج کے لئے استعمال کرتے ہیں، ہمیں (بطور زکوۃ وصدقہ وغیرہ) صرف وہ جانور لینے کا حکم ہے جو اضافی ہو۔ جس طرح میں گیا تھا اسی طرح (اچانک) (تیری نگرانی کے لئے) آؤں گا بھی[1] اگر تو نے صحیح طریقے سے کام کیا تو میں واپس آجاؤں گا۔ چنانچہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم پر عمل کرنے کی کوشش کی اور اس حال میں واپس آیا کہ میرے ذمہ ایک درہم بھی واجب الاداء نہیں تھا۔[2]

---

(1) حلال سرٹیفیکیشن کے نظام کو منظم ومربوط بنانے کے لیے ایسی ہی نگرانی کی جاتی ہے اور ایسی نگرانی کو سرپرائزآڈٹ سے تعبیر کرتے ہیں جس کاذکر حلال معیارات میں بھی ہے۔

(2) الورع لابن أبي الدنيا (ص: ٨٩)حدثنا خلف بن سالم قال: حدثنا أبو نعيم قال: حدثنا إسماعيل بن إبراهيم بن مهاجر قال: سمعت عبد الملك بن عمير قال: حدثني رجل من ثقيف قال: استعملني علي على عكبرا، ولم يكن السواد. . . المصلون، فقال لي بين أيديهم: «استوف منهم خراجهم ولا يجدوا فيك معفا ولا رخصة» ثم قال لي: «رح إلي عند الظهر» . فرحت إليه فلم أجد عنده حاجبا يحجبني دونه، ووجدته جالسا عنده قدح وكوز من ماء فدعا بطية، فقلت في نفسي لقد أمنني حين يخرج إلي جوهرا، فإذا عليها خاتم، فكسر الخاتم، فإذا فيها سويق، فصب في القدح، فشرب منه، وسقاني فلم أصبر. فقلت: يا أمير المؤمنين تصنع هذا بالعراق وطعام العراق أكثر من ذلك؟ قال: «إنما أشتري قدر ما يكفيني وأكره أن يفنى، فيصنع فيه من غيره، وإني لم أختم عليه بخلا عليه، وإنما حفظي لذلك وأنا أكره أن أدخل بطني إلا طيبا، ولئن قلت لك بين أيديهم الذي قلت لك؛ لأنهم قوم خدع وأنا آمرك بما آمرك به الآن، فإن أخذتهم به، وإلا أخذك الله به دوني، ولئن بلغني عنك خلاف ما آمرك به عزلتك لا تبيعن لهم رزقا يأكلونه، ولا كسوة شتاء ولا صيف، ولا تضرب رجلا منهم سوطا في طلب درهم، ولا تقمه في طلب درهم، فإنا لم نؤمر بذلك، ولا تبيعن لهم دابة يعملون عليها، إنما أمرنا أن نأخذ منهم العفو» قال: إذا جئتك كما ذهبت؟ قال: «فإن فعلت» قال: فذهبت فسعيت بما أمرني به، فرجعت إليه وما بقي علي درهم واحد إلا وفيته ".

''احیاء علوم''میں ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل اور دار الخلافت کی تباہی کے بعد معمول بنالیا تھا کہ کھانے سے پہلے یہ دیکھ لیا کرتے تھے کہ اس پر ان کی مہر لگی ہوئی ہے یا نہیں، اگر مہر لگی ہوئی ہوتی تو استعمال کرتے، یہ معمول انہوں نے اس لیے بنا رکھا تھا تا کہ شبہ سے محفوظ و مامون رہیں.[1]

(1) وعن علي رضي الله عنه أنه لم يأكل بعد قد قتل عثمان ونهب الدار طعاما إلا مختوما حذرا من الشبهة (إحياء علوم الدين (٢/ ٩١).

باب ہفتم

ائمہ اربعہ اور حلال و حرام

اس باب میں چار فصلیں ہیں

فصل اول : امام ابو حنیفہؒ اور حلال و حرام

فصل دوم : امام مالکؒ اور حلال و حرام

فصل سوم : امام احمد بن حنبلؒ اور حلال و حرام

فصل چہارم : امام شافعیؒ اور حلال و حرام

فصل اول : امام ابو حنیفہؒ اور حلال وحرام

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ فقہ اسلامی کے جلیل القدر، عظیم المرتب شخصیت ہیں،آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے،آپ کا اصل نام نعمان بن ثابت ہے،تاہم آپ ابو حنیفہ سے مشہور ہیں،آپ سن ۸۰ھ تا ۱۵۰ھ بقیدِ حیات رہے۔آپ کا مسلک، مسلک حنفی کے نام سے معروف اور دنیا بھر کے مسلمانوں میں سب مسالک سے زیادہ مقبول اور رائج العمل ہے۔آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں سے امام ابو یوسف،امام محمد بن شیبانی اور امام زفر رحمہم اللہ مشہور ہیں۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ جب میں کوفے آیا تو میں نے وہاں کے سب سے بڑے فقیہ کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے ابو حنیفہؒ کا نام لیا۔ پھر میں نے سب سے بڑے زاہد کا نام پوچھا تو لوگوں نے امام ابو حنیفہ کا نام لیا، پھر میں نے سب سے بڑے متقی ،پرہیز گار آدمی کا نام پوچھا تو پھر امام ابو حنیفہ کا ہی نام لیا گیا۔[1]

(1) (ما خوذ از، الذهاد مائة واعظمهم محمد صلي الله عليه وسلم).

تجارتی اُمور میں شرعی اعتبار سے باریک بینی

حضرت سفیان بن زیاد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خرید و فروخت کے معاملے میں سخت چھان بین اور باریک بینی سے کام لیتے تھے۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ سے ایک شخص اپنی ضرورت کا سامان لینے کے لئے کُوفہ آیا، اسے ایک خاص قسم کا کپڑا چاہیے تھا، اسے بتایا گیا کہ اس طرح کا کپڑا صرف امام ابو حنیفہ کے پاس ہی ملے گا اور لوگوں نے اسے بتایا کہ جب تم امام صاحب کی دکان پر جاؤ تو جس قیمت میں وہ کپڑا دیں لے لینا، کیونکہ ان کے ساتھ تمہیں بھاؤ تاؤ کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ وہ شخص آپ کی دکان پر پہنچا تو امام صاحب کے ایک شاگرد سے ملاقات ہوئی۔ اس نے خیال کیا شاید یہی امام ابو حنیفہ ہیں۔ اس نے کپڑا مانگا، شاگرد نے کپڑا سامنے لاکر رکھ دیا۔ اس نے قیمت پوچھی، شاگرد نے ایک ہزار درہم بتائی، اس شخص نے ایک ہزار درہم دے دیئے اور اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ واپس آگیا۔ کچھ دنوں کے بعد امام صاحب نے وہی کپڑا طلب فرمایا تو شاگرد نے بتایا: میں نے تو اسے فروخت کر دیا ہے۔ آپ نے پوچھا: کتنے میں فروخت کیا؟ اس نے کہا: ایک ہزار درہم میں، آپ نے شاگرد سے فرمایا: میری دکان میں میرے ساتھ رہتے ہوئے لوگوں کو دھوکا دیتے ہو! چنانچہ آپ نے اسے اپنی دکان سے الگ کر دیا اور خود ایک ہزار درہم لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے اور اس شخص کو تلاش کرنے پر اسے اُسی کپڑے کی چادر اوڑھے نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ آپ نے بھی نوافل پڑھنے شروع کر دیئے، وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ کپڑا جو تم نے اوڑھ رکھا ہے وہ میرا ہے، اس نے کہا: وہ کیسے؟ میں تو اسے کُوفہ میں امام ابو حنیفہ کی دکان سے ایک ہزار درہم میں خرید لایا ہوں۔ آپ نے پوچھا: تم ابو حنیفہ کو دیکھو گے

تو پہچان لو گے ؟اس نے کہا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: میں ہی ابو حنیفہ ہوں، کیا تم نے مجھ سے کپڑا خریدا تھا؟اس نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: تم اپنے پیسے لے لو اور میرا یہ کپڑا مجھے دے دو اور اسے سارا واقعہ کہہ سنایا۔اس نے کہا: میں تو اس کپڑے کو کئی مرتبہ پہن چکا ہوں اور مجھے اچھا نہیں لگ رہا کہ کپڑا واپس کروں۔اگر آپ چاہیں تو مزید اور پیسے لے لیں۔آپ نے اس سے فرمایا: میں زیادہ لینا نہیں چاہتا۔ کپڑے کی قیمت چار سو درہم ہے۔اگر تم چاہو تو چھ سو درہم واپس لے لو اور یہ کپڑا تمہارا رہے گا یا پھر تم اپنے ہزار لے لو اور کپڑا مجھے واپس کر دو اور جو تم نے اسے استعمال کیا تو تمہیں اس کی اجازت تھی مگر اس شخص نے کپڑا دینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا: میں اس کپڑے کو ہزار درہم میں لینے پر راضی ہوں۔لیکن اب آپ نے انکار کر دیا، بالآخر اس شخص نے کہا: اگر ایسا ہی ہے تو آپ چھ سو درہم مجھے دے دیجئے، چنانچہ آپ نے اسے چھ سو درہم دیئے اور کپڑا اس کے پاس چھوڑ کر کُوفہ واپس تشریف لے آئے[1]۔

---

(1) وبه الي سفيان بن زياد البغدادي قال كان الامام يبيع الخزفجاء مدني يشتري جهازا فوصف له الامام وقيل له الشتر بها قال ولا تماكس وكان اقعد بعض تلامذة فجاء المدني وطلب ثوبا فاخرج اليه ثوبا قومه بالف فاشتراه به وعاد الي المدينة فلما جاء الامام اخبره بالامر فقال غبنت الناس في دكاني فعزله وتوجه عقيبه الي المدينة فلما دخل مسجد المدينة وجد الرجل يصلي في ذلك االثوب فال الثوب لي لم ابعه فقال اشتريته بالكوفة من ابي حنيفة فقال انا هو ولم ابعه فقال الرضل اتركه وازيد لك في الثمن فلما راي الامام ان الرجل لايترك الثوب قال قيمته اربعمائة فان اردت الثوب ارد لك ستمائة فلما راي الامام ان الرجل لا يترك الثوب او ياخذ ستمائة اخذ ستمائة -وعد الامام الكوفة.(مناقب الامام الاعظم ابى حنيفة للموفق ص: ٢٣٨) مناقب الام الاعظم ابي حنيفة لامام اللموفق بن احمد المكي التوفي٥٧٦هـ، الجزء الاول، ناشر: دارالكتاب العربي – بيروت.

قرض دار کے مکان کے سائے سے احتراز کرنا

مشہور صوفی ابو قاسم قشیری رحمہ اللہ رسالہ قشیریہ میں لکھتے ہیں:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اپنی زندگی میں اتنے محتاط تھے کہ اپنے مقروض کے درخت کے سائے کے نیچے نہیں بیٹھتے تھے اور علت یہ بتلاتے حدیث شریف میں ہے ہر وہ قرض جو نفع کو کھینچے یعنی قرض سے زائد کسی قسم کا نفع حاصل کیا جائے تو وہ سود ہے"[1]

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایک جنازہ پڑھنے تشریف لے گئے، دھوپ کی بڑی شدت تھی اور وہاں کوئی سایہ نہ تھا، ساتھ ہی ایک شخص کا مکان تھا، جس کی دیوار کا سایہ دیکھ کر لوگوں نے امام اعظم ابو حنیفہ سے عرض کی حضرت! اس مکان کے سایہ میں کھڑے ہو جایئے۔ امام صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اس مکان کا مالک میرا مقروض ہے اور اگر میں نے اس کی دیوار سے کچھ نفع حاصل کیا تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ کے نزدیک کہیں سود لینے والوں میں شمار نہ ہو جاؤں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "جس قرض سے کچھ نفع لیا جائے وہ سود ہے۔" چنانچہ، آپ دھوپ ہی میں کھڑے رہے۔[2]

---

(1) الرسالة القشيرية (١/ ٢٣٠)ويحكى أَن أَبا حَنِيفَة كَانَ لا يجلس فِي ظل شجرة غريمه وَيَقُول فِي الْخَبَر كُل قرض جر نفعا فَهُوَ ربا-

(2) نقل انه كان لابي حنيفة رحمه الله دين علي شخص ،وتوفي احد من تلاميذه في محلة ذلك الشخص ،وحضر ابو حنيفه جنازته، واشتد الحر، لانه في ايام الصيف ،وتفيا الناس في ظل الجدران ،ولم يجد ابوحنيفه رضي الله عنه الا موضعا وراء جدار ذلك المديون ،فامتنع الامام ،ولم يتقرب الي لجدار ،والح الناس عليه ،ولم يقبل، وقال:لان لي علي صاحب الجدار دينا ،ولا يجوز ان انتفع بجداره ، (تذكرة الاولياء عربى، شيخ فريد الدين عطار نيشابورى، مصحح: احمد آرام، ص ٢٦٠ ابوحنفية).

دل میں شبہ پیدا ہونے پر سارا نفع صدقہ کردیا

امام صاحب کا ایک غلام آپ کے لئے تجارت کرتا تھا، آپ نے تجارت کے لئے اسے بہت سا مال دیا ہوا تھا، ایک مرتبہ 30 ہزار درہم کا نفع ہوا، چنانچہ غلام نے نفع کو الگ کیا اور اسے لے کر امام صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا، آپ نے اس سے ساری تفصیلات پوچھیں کہ تم نے کس کس طرح تجارت کی۔ اس نے تجارت کے مختلف طور طریقے بیان کئے، دورانِ گفتگو اس نے ایک ایسی صورت بتائی جو آپ کو ناگوار گزری اور آپ کے دل میں شبہ داخل ہو گیا، آپ نے اسے خوب ڈانٹا اور بہت ناراض ہوئے اور اس سے پوچھ گچھ کی کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور اس سے پوچھا کہ کیا تم نے اس صورت کا نفع بھی دیگر نفعوں کے ساتھ ملا دیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! آپ نے فرمایا: تم نے سارا نفع خراب کر دیا اور پھر فقراء کو بلوا کر 30 ہزار کا سارا نفع ان میں تقسیم کر دیا اور اپنے لئے اس میں سے کچھ بھی نہ رکھا۔[1]

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا کمال احتیاط

ایک دفعہ عصر کے وقت دکان بند کر کے آرہے ہیں، کسی نے کہا: نعمان آپ تو مغرب کے وقت دکان بند کرتے تھے، آج جلدی کیوں بند کر دی؟ کہنے لگے کہ آسمان پر بادل آگئے اور جب آسمان پہ بادل ہوں تو کپڑے کی کوالٹی کا ٹھیک اندازہ نہیں

---

(1) وذكر السمعاني عن عبد الحكم بن ميسرة قال كان له شريك دفع اليه مالا كثيرا للتجارة فسالة عن وجوه التجارة فذكر في جملتها وجها لم يرضه وكان ربح ثلاثين الفا فقال خلطت الارباح قال نعم فتصدق بالمال كلهَ(مناقب الامام الاعظم ابى حنيفة للموفق ص:٢٣٩).

ہوتا، میں نے دکان بند کردی کہ کوئی آدمی کم قیمت کپڑے کو قیمتی سمجھ کر مجھ سے دھوکہ نہ کھائے۔[1]

حضرت حفص بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ جو تیس سال تک آپ کی صحبت میں رہے، فرماتے ہیں: میں نے ایک طویل عرصہ امام صاحب کی صحبت میں گزارا، آپ کے ساتھ ملنا جلنا رہا، جیسے آپ سب کے سامنے ہوتے تھے ویسے ہی تنہائی میں بھی ہوتے تھے، جن معاملات میں (شرعی نقطۂ نظر سے) کوئی خطرہ نہیں ہوتا ان سے بھی ایسے ہی بچتے تھے جیسے خطرے والے معاملات سے بچتے تھے، اگر آپ کو کسی مال میں شُبہ ہو جاتا تو اسے صدقہ و خیرات کر کے اپنے سے دُور کر دیتے اگرچہ سارا ہی مال کیوں نہ نکالنا پڑے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہر اس چیز کے کھانے سے اجتناب فرماتے تھے جس کے حلال ہونے میں ادنٰی سا شبہ ہوتا تھا۔

مشہور زمانہ محدث عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوٹ کی کچھ بکریاں بعض مفسد لوگوں کے ذریعے کوفہ میں لائی گئیں۔وہ بکریاں اہل کوفہ کی بکریوں سے ایسی مخلوط ہو گئیں کہ امتیاز باقی نہ رہا۔اس سے یہ اندیشہ ہوا کہ ممکن ہے کہ کبھی کوئی قصاب لوٹ والی بکری کو خرید کر اس کا گوشت فروخت کردے۔اس طرح لوگوں کے لئے حرام گوشت کھانے سے خطرہ پیدا ہوا۔امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو حرام گوشت کے کھانے سے بچنے کی فکر دامن گیر ہوئی کہ کہیں نادانستہ طور پر لوٹ کی بکریوں کا حرام گوشت ان کے گھر تک نہ پہنچے۔امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ بکری کی کتنی عمر ہوتی ہے؟ لوگوں

---

(1) اکابر کے رزق حلال میں احتیاط۔خطابات فقیر ص:۱۹۵)۔

نے بتایا کہ سات سال۔ تو امام صاحب رحمہ اللہ نے سات سال تک بکری کا گوشت نہیں کھایا۔ پھر انہی دنوں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے دیکھا کہ بعض فوجیوں اور سرکاری ملازمین نے بکری کا گوشت کھا کر اس کے بچے ہوئے ٹکڑے اور انتڑیاں وغیرہ کوفہ کے دریا میں پھینک دیں تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے لوگوں سے پوچھا کہ مچھلی کتنے عرصے تک زندہ رہ سکتی ہے؟ لوگوں نے آپ کو اس کی عمر کے بارے میں بتایا۔ چنانچہ آپ اتنا عرصہ مچھلی کھانے سے رکے رہے۔"[1]

یحیٰ بن ابی زائدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں

میں ایک دن ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس سے گزرا، وہ ایک گھر کے قریب دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے، میں نے عرض کیا کہ اے ابو حنیفہ! آپ اس گھر کے سائے میں کیوں نہیں بیٹھتے، خدا کے لئے آپ بتلا دیجئے کہ آپ اس گھر کے سائے سے کیوں اجتناب فرما رہے ہیں۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ اس گھر کے مالک کے ذمے میرا کچھ قرض ہے، اس لئے مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ میں اس کے مکان کی دیوار کے سائے میں بیٹھ کر آرام حاصل کروں، کیوں کہ یہ قرض سے زائد نفع کا حصول ہے (اور قرض سے زائد نفع حاصل کرنے کو حدیث شریف میں سود کہا گیا ہے)" پھر امام صاحب نے یہ فرمایا میں اس بات کو لوگوں کے لئے واجب اور ضروری قرار دیتا ہوں (کہ وہ بھی میری طرح مقروض کے گھر کے سایہ وغیرہ میں نہ بیٹھیں) لیکن عالم (کے لئے ایسی احتیاط ضروری ہے کیوں کہ) وہ محتاج ہے اس بات کا کہ وہ لوگوں کے مقابلے میں اپنی ذات کے لئے (شدت احتیاط کے مقتضٰی کے مطابق) اپنے علم میں سے کئی زائد امور اختیار کرے۔"[2]

(1) ترغیب المسلمین ص:۴۰۸ بحوالہ عقود الجمان ص ۲۴۴۔
(2) رزق حلال وغیبی معاش اولیاء ص: 411 ناشر: ادارہ تصنیف وادب بحوالہ عقود الجمان ص: 224۔

فصل دوم : سیدنا امام مالک بن انسؒ اور حلال وحرام

ابوعبداللہ مالک بن انس بن مالک الاصبحی ،امام مالک علیہ الرحمہ ''امام دارالہجرۃ'' سے معروف تھے۔ یہ ائمہ اربعہ میں سے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بعد دوسرے نمبر کے امام اہل السنت والجماعت ہیں ، انہیں کی طرف مسلک مالکیہ کو منسوب کیا جاتا ہے، ان کی پیدائش اور وفات دونوں مدینہ منورہ میں ہوئی ہیں ، اور دین میں بہت سخت تصلب رکھتے تھے۔ان سے بڑے بڑے حفاظ حدیث نے حدیث کادرس حاصل کیا، جیساکہ حضرت امام سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ ، شعبہ بن حجاج، عبداللہ بن المبارک، امام اوزاعی وغیرہ۔

دنیامیں زہد تین چیزیں ہیں

امام مالک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیامیں زہد تین چیزیں ہیں : پاکیزہ کمائی کم امیدی اور اللہ کے ہاں موجود نعمتوں پر اعتماد اور بھروسہ۔

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ امام مالک علیہ الرحمہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ واللہ میں نے ان سے زیادہ جلدی صحیح جواب دینے اور مکمل زہد والا شخص نہیں

دیکھا۔ابن وہب کا قول ہے کہ ''میری آنکھ نے امام مالک جیسا متقی پرہیز گار شخص نہیں دیکھا''۔[1]

آپ رحمہ اللہ اور کمالِ احتیاط

آپ کے بارے میں ہے کہ اپنی زندگی شبہات سے بچتے اور ڈرتے گزاری ،لہذا وہ کسی بھی معاملے پر ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی رضا ان کا نصب العین ہوتی۔خود فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی فتویٰ دینا چاہا تو میں نے خود سے زیادہ بڑے عالم سے ضرور پوچھ لیا، شاید وہ میرے لئے اس میں کوئی دوسرا مقام سمجھتے ہوں۔اور جب کبھی فتویٰ دیتے تو ساتھ ہی قرآن مجید سورہ الجاثیہ کی آیت مبارکہ تلاوت فرماتے ''...ہم تو محض گمان کرتے ہیں اور ہمیں اس کا یقین نہیں ہے''۔آپ اپنی پوری زندگی میں کسی مکان کے مالک نہ ہوسکے ،بلکہ وہ تاحیات کرایہ کے گھر میں رہتے رہے ، یہ گھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا گھر تھا،اس کے دروازے پر ''ماشاء اللہ'' لکھ دیا تھا۔[2]

(1) (سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد ﷺ، ص:۳۶۸)۔
(2) سو بڑے زاہدین اور ان کے سردار حضرت محمد ﷺ، ص:۳۷۰۔

فصل سوم: امام احمد بن حنبلؒ اور حلال و حرام

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ، آپ کا اسم مبارک احمد اور آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک حنبل ہے، آپ رحمہ اللہ احمد بن حنبل کے نام سے معروف و مشہور ہیں۔ آپ سن ۱۶۴ ہجری سے ۲۴۱ ہجری تک، بقید حیات رہے۔ آپ کی مرتب فقہ کو فقہ حنبلی سے جانا جاتا ہے،۔ آج کل، نجد، خلیج عرب کے بعض ممالک اور مصر وغیرہ میں آپ کے مقلدین اور پیروکار پائے جاتے ہیں۔ آپ کے مشہور شاگردوں میں سے: صالح بن امام احمد، ابو بکر اثرم، امام مروزی، احمد بن محمد، ابراہیم حربی وغیرہ ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور حلال و حرام

کتب تاریخ میں منقول ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کا تقویٰ و احتیاط اس حد تک پہنچا ہوا تھا کہ جس چیز کی حلت میں ادنیٰ شبہ ہوتا وہ اس کے استعمال سے اور نفع اٹھانے سے پرہیز کرتے تھے۔ اگرچہ وہ نفع عام قوانین فتویٰ و ضوابط شرع کے لحاظ سے بالکل

جائزاور حلال ہوتااور فقہی اعتبار سے اس میں کوئی کراہت نہ ہوتی۔[1]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو ایسی مسجد میں ہو جہاں بادشاہ کے لئے انگیٹھی میں عود (خوشبودار سیاہ لکڑی) سلگائی جاتی ہے اور وہ مسجد میں پھیل جاتی ہے (تو وہ شخص کیا کرے؟)۔ توآپ نے فرمایا: ''اسے مسجد سے نکل جانا چاہئے کیونکہ عود سے صرف خوشبو ہی کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور یہ (یعنی غیر کی خوشبو کا نفع لینا) حرام سے قریب کرنے والا ہے کیونکہ وہ مقدار جو اس کے کپڑوں سے لگے گی اس کے بارے میں فیّاضی بھی کی جاسکتی ہے اور کنجوسی بھی اور اسے معلوم نہیں ہے کہ خوشبو کا مالک اُس سے صرفِ نظر کرے گا یا نہیں۔[2]

امام غزالیؒ نے احیاءعلوم میں نقل کیا ہے

حضرت امام احمد ابن حنبل سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کا کاغذ کہیں گر گیا جس میں کچھ احادیث تحریر تھیں، پھر وہ کاغذ کسی دوسرے شخص کو ملا تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس سے نقل کر کے لکھ لے ،پھر مالک کو واپس کردے؟ فرمایا: ''نہیں! بلکہ پہلے اس سے اجازت لے پھر لکھے۔'' کیونکہ کاغذ کے

---

(1) ترغيب المسلمين فى الرزق الحلال وطعمة الصالحين ،ص:٤١٧ط: اداره تصنيف وادب.

(2) إحياء علوم الدين (٢/ ٩٦) ومن ذلك ما سئل أحمد بن حنبل رحمة الله عن رجل يكون في المسجد يحمل مجمرة لبعض السلاطين ويبخر المسجد بالعود فقال ينبغي أن يخرج من المسجد فإنه لا ينتفع من العود إلا برائحته وهذا قد يقارب الحرام فإن القدر الذي يعبق بثوبه من رائحة الطيب قد يقصد وقد يبخل به فلان يدري أنه يتسامح به أم لا.

مالک کا اس پر راضی ہونا یا نہ ہونا مشکوک ہے۔ پس جو بات شک کی جگہ واقع ہو اور اس کی اصل حرام ہو تو وہ حرام ہے اور اس کا ترک کرنا پہلے درجے کا پرہیز ہے۔[1]

بشر حافی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ مجھ سے بدرجہا افضل ہیں، اس لیے کہ میں صرف اپنے لیے رزق حلال حاصل کرتا ہوں لیکن وہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے اہل وعیال کے لیے بھی رزقِ حلال حاصل کرتے ہیں۔[2]

تذکرۃ الاولیاء میں ہے

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت صالح، اصفہان کے قاضی تھے، ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے خادم نے حضرت صالح کے مطبخ میں سے خمیر لے کر روٹی تیار کی اور جب روٹی امام صاحب کے سامنے پہنچی تو آپ نے پوچھا کہ یہ اس قدر گداز کیوں ہے، خادم نے پوری کیفیت بتادی تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص اصفہان کا قاضی رہا ہو، اس کے یہاں سے خمیر کیوں لیا۔ لہذا یہ روٹی میرے کھانے کے لائق نہیں رہی اور یہ کسی فقیر کے سامنے پیش کر کے پوچھنا کہ اس روٹی میں خمیر تو صالح کا ہے اور آٹا احمد بن حنبل کا، اگر تمہاری طبیعت گوارا کرے تو لے لو، لیکن چالیس یوم تک کوئی سائل نہیں آیا۔ اور جب روٹیوں میں بدبو پیدا ہوئی تو خادم نے دریائے دجلہ میں پھینک دیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ورع اور احتیا

---

(1) إحياء علوم الدين (٢/ ٩٦) وسئل أحمد بن حنبل عمن سقطت منه ورقة فيها أحاديث فهل لمن وجدها أن يكتب منها ثم يردها فقال لا بل يستأذن ثم يكتب وهذا أيضا قد يشك في أن صاحبها هل يرضى به أم لا فما هو في محل الشك والأصل تحريمه فهو حرام وتركه من الدرجة الأولى.

(2) تذکرۃ الاولیاء مترجم اردو ص:146 باب2020 ناشر: الفاروق بک فاؤنڈیشن، سال اشاعت: مئی ۱۹۹۷ء طابع این اے پرنٹرز۔

ط اور شبہ سے بچنا دیکھیے آپ نے اس دن کے بعد دریائے دجلہ سے مچھلی نہیں کھائی اور آپ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ جس کے پاس چاندی کی سرمہ دانی ہو اس کے پاس بھی مت بیٹھو۔[1]

رسالہ قشیریہ میں ہے

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنا طباق بنئے کے یہاں رکھوا دیا اور جب چھڑانے پہنچے تو بنئے نے دو طباق آپ کے سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ ان میں سے جو آپ کا ہو لے لیجئے کیوں کہ میرے ذہن میں نہیں رہا کہ آپ کا طباق ان میں سے کونسا ہے؟ یہ سن کر آپ رحمہ اللہ خاموشی سے واپس ہوئے۔ یہ آپ کا احتیاط اور شبہ سے بچنا تھا۔[2]

طبقات الحنابلہ میں ہے

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے بیٹوں اور چچا کو خلیفہ کے ہدایا و تحائف قبول کرنے سے سختی سے منع فرمایا تھا۔ حالاں کہ شرعاً اس مال کے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ لیکن عام قوانین فتویٰ اور ضوابط شرعیہ کا مقام اور ہے اور شدت احتیاط کا مقام اور ہے۔[3]

---

(1) تذکرۃ الاولیاء اردو ص:147 باب:20۔

(2) الرسالة القشيرية« (١/ ٢٣٧):ورهن أحمد بن حنبل رحمه الله تعالى سطلا له عند بقال بمكة حرمها الله تعالى فلما أراد فكاكه أخرج البقال إليه سطلين وقال: خذ أيهما لك فقال أحمد: أشكل علي سطلي فهو لك والدراهم لك، فقال البقال: سطلك هذا وأنا أردت أن أجربك فقال: لا آخذه ومضى وترك السطل عنده.

(3) طبقات الحنابلة (١/ ١٠) ونهى ولديه وعمه عَنْ أخذ العطاء من مال الخليفة فاعتذروا بالحاجة فهجرهم شهراً لأخذ العطاء.

* ابن أبي يعلى، أبو الحسين محمد ابن أبي يعلى(ت: ٥٢٦ هـ)، طبقات الحنابلة، الناشر: مطبعة السنة المحمدية، القاهرة (وصورتها دار المعرفة، بيروت.

المقصد الارشد میں ہے

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے بیٹوں اور چچا اسحاق کو خلیفہ کی طرف سے مالی تحائف وہدایا لینے سے منع کیا۔انہوں نے اپنی ضرورت وحاجت کا عذر پیش کیا (کہ ہم بامر مجبوری ضرورت کی وجہ سے لیتے ہیں) تو امام احمد رحمہ اللہ نے وظائف لینے کی وجہ سے ایک ماہ تک ان کا بائیکاٹ کیا"۔(1)

تسهيل السابلة لمريد معرفة الحنابلة میں ہے

امام احمدؒ کی زوجہ ام عبداللہ کا بغداد میں گھر تھا۔ام عبداللہ کی وفات کے بعد وہ گھر کرایہ پر دیا گیا۔امام احمد رحمہ اللہ اس کے کرایہ میں سے بطور وراثت اپنا حصہ جو کہ صرف ایک درہم تھا، وصول کیا کرتے تھے اور اسی ایک درہم کو وہ اپنے کھانے پینے میں مہینے بھر خرچ کرتے تھے۔اس گھر میں کسی وقت تھوڑی سی مرمت اور اصلاح کی ضرورت پڑی، ان کے فرزند عبداللہ نے اپنے مال سے اس کی مرمت اور اصلاح کی تو امام احمد رحمہ اللہ نے اس کے کرایہ سے اپنے حصے کا درہم وصول کرنا چھوڑ دیا، کیوں کہ بیٹے کے مال کے اختلاط سے امام احمد کا بلند احتیاط کے پیشِ نظر اس مکان کا کرایہ مشتبہ ہو گیا تھا۔امام احمد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ بیٹے نے غلطی کی

---

(1) المقصد الارشد (١/ ٦٨) نهى ولديه وَعَمه عَن أَخذ الْعَطاء من مَال الْخَلِيفَة فاعتذروا بِالْحَاجةِفهجرهم شهرا لأخذ الْعَطاء.

* ابن مفلح، إبراهيم بن محمد بن عبد الله بن محمد ابن مفلح، (ت ٨٨٤هـ) ، المقصد الأرشد في ذكر أصحاب الإمام أحمد، الطبعة: الأولى، ١٤١٠هـ - ١٩٩٠م، الناشر: مكتبة الرشد - الرياض - السعودية.

اور اس درہم کو جو عالم اسباب میں میرے رزق کا ذریعہ تھا، فاسد کر دیا۔ [1]

امام احمدؒ اور کمال احتیاط

امام احمد رحمہ اللہ کی بیماری کے لئے حکماء اور اطباء نے یہ تجویز پیش کی کہ کدو کو بھنا جائے اور اس کا پانی نکال کر استعمال کیا جائے۔ چنانچہ کدو لایا گیا۔ حاضرین میں سے بعض نے کہا کہ یہ کدو صالح (امام احمد کے بیٹے) کے گھر میں لگے تنور میں بھون لیجئے، کیوں کہ انہوں نے ابھی ابھی تنور میں روٹی پکائی ہے (لہذا ابھی آگ موجود ہو گی) تو امام احمد رحمہ اللہ ہاتھ کے اشارے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ صالح کے گھر یہ کدو بھوننے کے لئے نہ لیجایا جائے"۔ [2]

ترغیب المسلمین میں ہے

امام احمد رحمہ اللہ خلیفہ وقت کے پر تکلف مختلف الانواع کھانوں کی طرف دیکھتے تک نہیں تھے۔ خلیفہ متوکل کی طرف سے صبح وشام مختلف الانواع کھانے اور

---

(1) تسهيل السابلة لمريد معرفة الحنابلة (١/ ٧٦) وكانت لأم عبد الله بن أحمد دار في الدرب يأخذ منها درهمًا بحق ميراثه، فاحتاجت إلى نفقة فأصلحها عبد الله، فترك أحمد الدرهم الذي كان يأخذه، وقال: قد أفسده عليّ.

* صالح بن عبد العزيز بن علي آل عثيمين الحنبلي مذهبا، النجدي القصيمي البُرَدِي (١٤١٠ هـ)، تسهيل السابلة لمريد معرفة الحنابلة ويليه «فائت التسهيل»، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠١ م، الناشر: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان.

(2) »المقصد الارشد» : (٦٨ / ١) «ووصف له في علته قرعة تشوى ويؤخذ ماؤها فلما جاءوا بالقرعة قال بعض الحاضرين اجعلوها في تنور صالح فإنهم قد خبزوا فقال بيده لا وأبى أن يوجه بها إلى منزل صالح.

پھل وغیرہ پہنچتے رہے جن پر روزانہ تقریباً ایک سو بیس درہم خرچ ہوتے تھے۔ خلیفہ کی طرف سے امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے دو تین ساتھیوں کے لئے اتنی خطیر رقم کا کھانا آنا بلند درجہ کی مہمان نوازی کا اظہار تھا۔ چوں کہ خلیفہ کے کھانوں کی حلت مشتبہ تھی، اس لئے امام احمد رحمہ اللہ نے ان کے کھانے سے اجتناب کیا۔ فما نظر الیها ابو عبدالله ولا ذاق شیئا۔ یعنی امام احمد رحمہ اللہ نے ان کھانوں کو دیکھا اور نہ ان میں سے کسی چیز کو چکھا"۔ (1)

امام احمدؒ کا حرام اور مشتبہات سے بچنے کا ایک روح پرور واقعہ

وقالت حسن خبزت يوما لمولاي وهو وجع فِي مرضه الذي توفي فيه فقال أين خبزتيه قلت فِي بيت عَبْد اللهِّ قَالَ ارفعيه ولم يأكل منه. (٢)

حسن نامی باندی کہتی ہے کہ امام احمدؒ جن دنوں مرض وفات کی تکلیف میں بستر پر تھے ان دنوں میں نے ان کے لئے روٹی پکا کر ان کی خدمت میں پیش کی۔ امام احمد رحمہ اللہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ یہ روٹی تم نے کہاں پکائی ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ (آپ کے بیٹے) عبداللہ کے گھر آگ جل رہی تھی۔ میں نے بھی وہیں جا کر روٹی پکالی۔ امام احمد رحمہ اللہ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس روٹی کو میرے سامنے سے

(1) ترغيب المسلمين فى الرزق الحلال وطعمة الصالحين ،ص:٤٢٣ط: اداره تصنيف وادب

(2) المنتقى لابن الجارود (ص: ١٤٤) سنن ابن ماجه (٢/ ٧٢٥) صحيح ابن حبان -محققا (٨/ ٣٢) (١) إسناده صحيح على شرط مسلم. وأخرجه الحاكم ٢/ ٤، والبيهقي ٥/ ٢٦٤-٢٦٥ من طريقين عن ابن وهب، بهذا الإسناد.

اٹھالو۔ اور آپ نے وہ روٹی تناول نہ فرمائی (کیوں کہ عبداللہ کو خلیفہ وقت کی طرف سے وظایف بھیجے جاتے تھے اس بناء پر امام احمد رحمہ اللہ نے ان کے گھر کی پکی ہوئی روٹی تناول نہ فرمائی، مشتبہات سے اجتناب کی خاطر۔)

اپنے اور دوسروں کے لئے طلب حلال کی محنت اٹھانا

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ذکر ہوا تو بشر بن حارث نے فرمایا:

انہیں مجھ پر تین فضیلتیں حاصل ہیں: انہوں نے اہل وعیال پر صبر کیا اور میں اس سے تنگی محسوس کرتا ہوں۔ وہ اپنے لیے اور دوسروں کے لیے طلب حلال کی محنت اٹھاتے ہیں۔ اور فرمایا کرتے: میں عمدہ اشیاء کو زہد کی خاطر نہیں چھوڑتا ہوں کہ میرے پاس ان کے لیے صاف درہم نہیں، اگر خریدنے کے لیے صاف درہم ہوتا تو میں انہیں کھاتا۔ (1)

امام احمد بن حنبل اور یحیٰ بن معین رحمہما اللہ

امام غزالیؒ نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور یحیٰ بن معین کے حوالے سے نقل کیا ہے: دونوں میں پائے کی دوستی تھی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ یحیٰ بن معین کی زبانی یہ بات سن کر دوستی ختم کردی کہ میں کسی کے

---

(1) «قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد» (٢/ ٤٧٣): وكان بشر بن الحارث إذا ذكر أحمد بن حنبل يقول: قد فضل عليّ بثلاث؛ صبره على العيال وأنا أضيق عن ذلك وهو يطلب الحلال لنفسه ولغيره وكان يقول: ما أترك الطيبات زهداً فيها وإنما أتركها لأنه لا يصفو لي درهمها، ولو صح لي الدرهم الذي اشتريها به لأكلتها».

سامنے دست سوال دراز نہیں کرتا لیکن بادشاہ اگر مجھے کچھ ہدیہ دیتے تو لینے سے انکار نہ کروں۔ بعد میں یحیٰ بن معین نے عذر کیا اور کہنے لگے کہ میں تو یہ بات از راہ مزاح کہہ رہا تھا، فرمایا کہ کیا دین ہی مزاح کے لئے رہ گیا ہے، کیا تم نہیں جانتے کہ کھانے پینے کے معاملات کا تعلق بھی دین سے ہے، اللہ تعالیٰ نے کلوا من الطیبات واعملوا صالحا میں کھانے کو عمل صالح پر مقدم کیا ہے۔[1]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا شبہ سے احتراز واحتیاط

امام احمد نے ایک مرتبہ اپنے شاگرد کو بھیجا کہ جاؤ اور دال لے کر آؤ۔ وہ گیا اور اس وقت کا جو سکہ تھا وہ اس کے پاس تھا اور کہا کہ بھئی دال دے دو۔ دکاندار آمنے سامنے تھے، دونوں کے پاس دال اچھی تھی۔ ایک نے کہا بھئی آپ مجھ سے دال لیں گے تو میں آپ کو ایک پیسے کے دو چمچ دوں گا جو کہ اصل قیمت بنتی تھی۔ دوسرے نے کہا کہ میں تین چمچ دوں گا۔ اب ان میں آپس میں کچھ مقابلہ بازی شروع ہو گئی حتی کہ پانچ سات چمچ تک بات پہنچ گئی۔ شاگرد نے اس دکاندار سے جس نے سات چمچ کہا تھا پورا پیالہ بھروالیا اور دال لے کر گھر آگیا۔ امام احمد نے جب دیکھا تو فوراً خیال آیا کہ پیسے تو تھوڑے لے کر گیا تھا اور دال کا پیالہ بھرا ہوا آیا ہے۔ پوچھا کہ بھئی یہ دال بھری ہوئی کیسے؟ شاگرد نے مقابلہ بازی کا قصہ سنا دیا۔ سننے کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس

---

(1) إحياء علوم الدين ومعه تخريج الحافظ العراقي - (٢ / ٤٠٦) وقد كان بين أحمد بن حنبل ويحيى بن معين صحبة طويلة فهجره أحمد إذ سمعه يقول إني لا أسال أحدا شيئا ولو أعطاني الشيطان شيئا لأكلته حتى اعتذر يحيى و قال كنت أمزح فقال تمزح بالدين أما علمت أن الأكل من الدين قدمه الله تعالى على العمل الصالح فقال كلوا من الطيبات واعملوا صالحا.

میں میرا تو ایک ہی چمچ ہے جو میرے پیسے کا ہے، باقی تو مقابلہ بازی کا ہے جو میرے لئے جائز نہیں ہے اس لیے اس کو لے جاؤ، میرے کام کی نہیں۔ اب وہ لے کر گیا تو دکاندار دکان بند کر کے جا چکے تھے۔ حضرت وہ تو جا چکے، فرمایا: اچھا دال خراب ہونے والی چیز ہے، اب تم بازار میں جاؤ اور اگر تم سے کوئی خرید لیتا ہے تو تم کسی کو بیچ دو اور جو پیسے مل جائیں وہ کل اس کو واپس کر دینا۔ وہ شاگرد دال کا پیالہ لے کر بھرے بازار میں گیا کہ یہ دال ہے اور ایک چمچ امام احمد بن حنبل کا ہے اور باقی جو ہے وہ مقابلے کی وجہ سے ملی ہے، یہ خرید لو۔ پورے شہر میں ایک آدمی بھی یہ دال کے خریدنے والا نہیں تھا کہ یہ شبہ والی دال ہے، ہم اسے کیوں خریدیں؟ کیسا وہ زمانہ ہو گا جب مسلمانوں کی زندگی میں اتنی احتیاط تھی کہ شبہ والی اس دال کو خریدنے والا پورے شہر میں کوئی بندہ نہ تھا۔[1]

(1) (ص۱۹۹۔۲۰۰ خطابات فقیر)۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ اور حلال وحرام

امام شافعی علیہ الرحمہ آپ کا اسم مبارک محمد بن ادریس ہے، آپ سن ۱۵۰ھ سے ۲۰۴ھ تک بقید حیات رہے۔آپ کی مرتب فقہ، فقہ شافعی سے مشہور ہے، فقہ شافعی کے مقلد اور پیروکار آج کل مصر، عراق، شام، انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں پائے جاتے ہیں۔آپ کے مشہور شاگردوں میں سے امام یوسف بن یحی بویطی، امام اسماعیل مزنی، امام ربیع بن سلیمان مرادی، حرملہ ابن یحیؒ ہیں۔

حضرت امام شافعی اور کمال احتیاط

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں تذکرۃ الاولیاء میں ذکر ہے کہ آپ بیت اللہ کے اندر چاند کی روشنی میں مصروفِ مطالعہ تھے۔لوگوں نے کہا کہ اندر شمع کی روشنی میں مطالعہ کیجئے آپ نے اس موقع پر جواباعرض کیا کہ وہ روشنی بیت اللہ کے لیے مخصوص ہے، اس میں مطالعہ کرنا میرے لیے جائز نہیں ہے۔[1]

---

(1) نقل ان رضي الله عنه بمكة شرفها الله تعالىٰ ، وكان فى المسجد يطالع كراسا فى ليلة قمراء وفي قرب البيت شمع مشعول ،قيل :له : لم لا تمشيى الي الشمع وتطالع =

امام نووی رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قیمتی اور حکیمانہ قول ذکر کیا ہے چنانچہ وہ بستان العارفین میں رقمطراز ہیں:

دنیاوآخرت کی بہتری وبھلائی پانچ خصلتیں اختیار کرنے میں ہے۔

اول نفس کا استغناء (یعنی دنیاوی مال ومتاع کم ہونے کے باوجود نفس غنی ہو)۔

دوم لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانے سے اپنے آپ کو روکنا۔

سوم کسبِ مالِ حلال۔

چہارم لباسِ تقویٰ (یعنی تقویٰ اختیار کرنا اور نہایت محتاط ہو کر مشتبہات سے بچ کر زندگی گزارنا)

پنجم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ پختہ اعتماد ہونا۔ان پانچ میں سے ایک کسبِ حلال ہے۔ یہ تقویٰ اور پرہیز گاری کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔(1)

=

في ضوئة؟ قال: لان الشمع انما هو من اموال بيت المال، ولم يشعل لاجليَ (تذكرة الاولياء عربى، شيخ فريد الدين عطار نيشابورى، مصحح: احمد آرام، (ص:٢٧٠، ٢٧١) الام الشافعى).

(1) بستان العارفين للنووي (ص: ٢٧) وقال إمامنا أبو عبد الله محمد بن إدريس الشافعي رضي الله تعالى عنه: خير الدنيا والآخرة في خمس خصال:...غنى النفس، (٢)... وكف الأذى، (٣)...كسب الحلال،(٤)...ولباس التقوى، (٥)...والثقة بالله عز وجل على كل حال) المجموع شرح المهذب (١/ ١٣) المجموع لمحي الدين النووي (١/ ١٣).

باب : ہشتم

اس باب میں ایک فصل ہے

حلال و حرام اور کمال احتیاط

سرورِ کونین ﷺ کا تقویٰ اور کمال احتیاط

حضرت شعیبؒ کے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ) فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو رات کے وقت اپنے پہلو میں پڑی ہوئی کھجور ملی۔ آپ نے اسے نوش فرمالیا، لیکن پھر آپ کو نیند نہ آئی۔ ازواجِ مطہراتؓ میں سے کسی نے حضور ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! آج رات آپ کو نیند نہیں آئی؟ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے پہلو کے نیچے پڑی ہوئی کھجور ملی میں نے اسے کھالیا، لیکن بعد میں مجھے خیال آیا کہ ہمارے ہاں تو صدقہ کی کھجوریں بھی تھیں کہیں یہ ان میں سے نہ ہو (اس خیال کی وجہ سے مجھے نیند نہ آئی)۔[1]

ایک مرتبہ نواسہ رسول ﷺ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے بچپن میں صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا لی تو آپ ﷺ نے ارشا فرمایا: "کَخْ کَخْ یعنی اسے پھینک دو۔"[2]

اس میں پوری امت کے لئے ترغیب ہے کہ اپنی اولاد کو طفولیت کے زمانے

---

(1) «حياة الصحابة» (٣/ ٤٠٦): الورع-ورع سيدنا محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم أخرج أحمد عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم وجد تحت جنبه تمرة من الليل فأكلها، فلم ينم تلك الليلة، فقال بعض نسائه: يا رسول الله أرقتَ الليلة، قال: «إني وجدت تحت جنبي تمرة فأكلتها، وكان عندنا تمر من تمر الصدقة، فخشيت أن تكون منه».

(2) إحياء علوم الدين (٢/ ٩٦) وأخذ الحسن رضي الله عنه تمرة من تمر الصدقة وكان صغيرا فقال النبي صلى الله عليه وسلم كخ كخ // حديث أخذ الحسن بن علي تمرة من الصدقة وكان ضغيرا فقال النبي صلى الله عليه وسلم كخ كخ ألقها أخرجه البخاري من حديث أبي هريرة.

سے ہی حلال و حرام کی پہچان کرائی جائے اور انہیں حرام اور مشتبہ کھلانے سے پرہیز کرایا جائے۔

سیدنا عمر فاروق اور کمال احتیاط

حضرت حسنؒ کہتے ہیں: حضرت عمرؓ کے پاس ایک مرتبہ کہیں سے مال آیا تو ان کی صاحب زادی اُمّ المؤمنین حضرت حفصہؓ کو اس کی اطلاع پہنچی۔ انھوں نے آکر حضرت عمر سے کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے، اس لیے اس مال میں آپ کے رشتہ داروں کا بھی حق ہے۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا: اے میری بِٹیا! میرے رشتہ داروں کا حق میرے مال میں ہے اور یہ مسلمانوں کا مالِ غنیمت ہے۔ تم اپنے باپ کو دھوکہ دینا چاہتی ہو؟ جاؤ تشریف لے جاؤ! چناں چہ حضرت حفصہؓ کھڑی ہوئیں اور چادر کا دامن گھسیٹتی ہوئی واپس چلی گئیں۔ (1)

حضرت مالک بن اَوس بن حَدَثانؓ کہتے ہیں: حضرت عمر بن خطّابؓ کے پاس روم کے بادشاہ کا قاصد آیا۔ حضرت عمر کی بیوی نے ایک دینار اُدھار لے کر عطر خریدا اور شیشیوں میں ڈال کر وہ عطر اس قاصد کے ہاتھ روم کے بادشاہ کی بیوی کو ہدیہ میں بھیج دیا۔ جب یہ قاصد بادشاہ کی بیوی کے پاس پہنچا اور اسے وہ عطر دیا تو اس نے وہ

---

(1) «حياة الصحابة» (٢/ ٥٠٧): «ما وقع بين عمر وابنته حفصة في شأن مال المسلمين وأخرج أحمد في الزهد عن الحسن قال: جيء إلى عمر رضي الله عنه بمال، فبلغ ذلك حفصة إبنة عمر رضي الله عنهما، فجاءت فقالت: يا حقُّ أقربائك من هذا المال، قد أوصى الله عزّ وجلّ بالأقربين، فقال لها: يا بنيَّة حقُّ أقربائي في مالي، فأما هذا ففيء المسلمين، غَشَشْتِ أباك، قومي، فقامت تجرُّ ذَيلَها. كذا في منتخب الكنز».

شیشیاں خالی کر کے جواہرات سے بھر دیں اور قاصد سے کہا: جاؤ یہ حضرت عمر بن خطّاب کی بیوی کو دے آؤ۔ جب یہ شیشیاں حضرت عمر کی بیوی کے پاس پہنچیں تو انھوں نے شیشیوں سے وہ جواہرات نکال کر ایک بچھونے پر رکھ دیے۔ اتنے میں حضرت عمر بن خطّاب گھر آگئے اور انھوں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ان کی بیوی نے ان کو سارا قصہ سنایا۔ حضرت عمر نے وہ تمام جواہرات لے کر بیچ دیے اور ان کی قیمت میں سے صرف ایک دینار اپنی بیوی کو دیا اور باقی ساری رقم مسلمانوں کے لیے بیت المال میں جمع کرا دی۔ [1]

حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے کچھ اُونٹ خریدے اور ان کو بیت المال کی چراگاہ میں چھوڑ آیا۔ جب وہ خوب موٹے ہو گئے تو میں انھیں (بیچنے کے لیے بازار) لے آیا۔ اتنے میں حضرت عمرؓ بھی بازار تشریف لے آئے اور انھیں موٹے موٹے اُونٹ نظر آئے تو انھوں نے پوچھا: یہ اُونٹ کس کے ہیں؟ لوگوں نے انھیں بتایا کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر کے ہیں۔ تو فرمانے لگے! اے عبداللہ بن عمر! واہ واہ! امیر المؤمنین کے بیٹے کے کیا کہنے! میں دوڑتا ہوا آیا اور میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ اونٹ کیسے ہیں؟ میں نے عرض کیا: میں نے یہ اونٹ خریدے تھے اور بیت المال کی چراگاہ میں چرنے کے لیے بھیجے

---

(1) «حياة الصحابة» (٢/ ٥٠٩): «وأخرج الدِّينوَري في المجالسة عن مالك بن أوس بن الحَدَثان قال: قدم بريد ملك الروم على عمر بن الخطاب رضي الله عنه، فاستقرضت إمرأة عمر بن الخطاب ديناراً، فاشترت به عطراً، وجعلته في قوارير، وبعثت به مع البريد إلى إمرأة ملك الروم. فلما أتاها فرَّغتهن وملأتهن جواهر، وقالت: إذهب إلى إمرأة عمر بن الخطاب. فلما أتاها فرغتهن على البساط، فدخل عمر بن الخطاب فقال: ما هذا؟ فأخبرته بالخبر، فأخذ عمر الجواهر فباعه، ودفع إلى» إمرأته ديناراً، وجعل ما بقي من ذلك في بيت المال للمسلمين. كذا في منتخب الكنز.

تھے (اب میں ان کو بازار لے آیا ہوں) تاکہ میں دوسرے مسلمانوں کی طرح انھیں بیچ کر نفع حاصل کروں۔ حضرت عمر نے فرمایا: ہاں، بیت المال کی چراگاہ میں! لوگ ایک دوسرے کو کہتے ہوں گے: امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹوں کو چراؤ! اور امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹوں کو پانی پلاؤ! (میرا بیٹا ہونے کی وجہ سے تمہارے اونٹوں کی زیادہ رعایت کی ہوگی۔ اس لیے) اے عبد اللہ بن عمر! ان اونٹوں کو بیچو اور تم نے جتنی رقم میں خریدے تھے وہ تو تم لے لو اور باقی زائد رقم مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرادو۔ (1)

حضرت مِسْوَر بن مخرمہؓ فرماتے ہیں: تقویٰ اور احتیاط سیکھنے کے لیے ہم لوگ ہر وقت حضرت عمرؓ کے ساتھ لگے رہتے تھے۔ (2)

حضرت امام نخعی رحمہ اللہ اور کمال احتیاط

سیدنا امام نخعی علیہ الرحمہ کے بارے میں رسالہ قشیریہ میں وارد ہے کہ

---

(1) «حياة الصحابة» (٢/ ٥١٠): «قصة إبل بن عمر مع والده عمر في ذلكوأخرج سعيد بن منصور، وابن أبي شيبة، والبيهقي عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: إشتريت إبلاً وارتجعتها إلى الحِمَى، فلمّا سمنت قدمت بها، فدخل عمر السوق فرأى إبلاً سماناً، فقال: لمن هذه الإِبل؟ فقيل: لعبد الله بن عمر، فجعل يقول: يا عبد الله بن عر، بَخٍ بخٍ، ابن أمير المؤمنين، فجئت أسعى فقلت: ما لك يا أمير المؤمنين؟ قال: ما هذه الإِبل؟ قلت: بل اشتريتها وبعثت بها إلى الحِمَى أبتغي ما يبتغي المسلمون، فقال: أرعوا إبل ابن أمير المؤمنين أسقوا إبل ابن أمير المؤمنين يا عبد الله بن عمر أُغْدُ على رأس مالك واجعل الفَضْل في بيت مال المسلمين. كذا في المنتخب».

(2) «حياة الصحابة» (٣/ ٤٠٩):«وأخرج ابن سعد عن المِسْوعر بن مَخْرمة رضي الله عنه قال: كنا نلزم عمر بن الخطاب نتعلم منه الورع».

انہوں نے ایک جانور کرائے پر لیا۔آپ کی لاٹھی آپ کے ہاتھ سے گر گئی۔آپ نیچے اترے اور جانور کو باندھ دیا۔ عرض کیا گیا اگر آپ جانور کو واپس اس جگہ لے جاتے جہاں لاٹھی گری تھی اور لاٹھی اٹھا لیتے تو اس میں آپ کے لئے آسانی تھی۔انہوں نے فرمایا: میں نے جانور اس شرط پر کرایہ پر لیا تھا کہ اس طرف جاؤں گا دوسری طرف نہیں۔[1]

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت شعبیؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ ایک دن کوفہ میں باہر نکلے اور ایک دروازے پر کھڑے ہو کر انھوں نے پانی مانگا تو اندر سے ایک لڑکی لوٹا اور رومال لے کر نکلی۔ آپ نے اس سے پوچھا: اے لڑکی! یہ گھر کس کا ہے؟ اس نے کہا: فلاں درہم پرکھنے والے کا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ درہم پرکھنے والے کے کنوئیں سے پانی نہ پینا اور ٹیکس وصول کرنے والے کے سایہ میں ہرگز نہ بیٹھنا۔[2]

---

(1) الرسالة القشيرية (١/ ٢٣٧)واستأجر النخعي دابة فسقط سوطه من يده فنزل وربط الدابة ورجع فأخذ السوط فقيل لَهُ: لو حولت الدابة عَلَى الموضع الَّذِي فِيهِ سقط السوط فأخذته فَقَالَ: إِنَّمَا استأجرتها لأمضي هكذا لا هكذا.

(2) «حياة الصحابة» (٣/ ٤٠٩):وأخرج ابن عساكر عن الشَّعْبي قال: خرج علي بن أبي طالب رضي الله عنه يوماً بالكوفة فوقف على باب فاستسقى ماء، فخرجت إليه جارية بإبريق ومنديل فقال لها: يا جارية لمن هذه الدار؟ قالت: لفلان القسطال، فقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «لا تشرب من بئر قسطال ولا تستظلن في ظل عشار» . كذا في الكنز وقال: ولم أرَ في رجاله من تُكلم فيه.

سیدنا عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا کمال احتیاط

فاطمہ بنت عبدالملک سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہے ایک روز حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے شہد کی خواہش کی وہ ہمارے پاس نہ تھا تو ہم نے ایک شخص کو ایک دینار دے کر ڈاک کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑے پر بعلبک بھیجا تو وہ شہد لے آیا میں نے کہا: آپ نے شہد کا ذکر کیا ہے اور شہد ہمارے پاس ہے ہم اسے آپ کے پاس لائیں تو آپ نے شہد (منگوا کر) پیا پھر آپ نے دریافت کیا تمہیں یہ شہد کہاں سے ملا ہے وہ کہنے لگیں: ہم نے ایک شخص کو ایک دینار دے کر ڈاک کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑے پر بعلبک بھیجا تو اس نے ہمارے لیے شہد خریدا، آپ نے اس شخص کو پیغام بھیجا اس شہد کو لے کر بازار جاؤ اسے فروخت کرو اور ہمیں ہمارا راس المال واپس کر دو اور زائد مال ڈاک کے گھوڑوں کے چارے میں شامل کر دو اور اگر قے مسلمانوں کو فائدہ دیتی تو میں قے کر دیتا۔ (1)

سیدنا حضرت کہمس رحمہ اللہ متوفیٰ ۱۴۹ ہجری

یہ سیدنا کھمس ہیں، انہوں نے اپنی زندگی کی کہانی تقویٰ کے قلم، زہد کی

---

(1) الورع ـ المروذي – (١ / ٩٨)عن فاطمة ابنة عبد الملك قالت اشتهى عمر بن عبد العزيز يوما عسلا فلم يكن عندنا فوجهنا رجلا على دابة من دواب البريد إلى بعلبك بدينار فأتى بعسل فقلت إنك ذكرت عسلا وعندنا عسل فهل لك فيه قالت فأتيناه بن فشرب ثم قال من أين لكم هذا العسل قالت وجهنا رجلا على دابة من دواب البريد بدينار إلى بعلبك فاشترى لنا عسلا فأرسل إلى الرجل فقال انطلق بهذا العسل إلى السوق فبعه واردد إلينا رأس مالنا وانظر إلى الفضل فاجعله في علف دواب البريد ولو كان ينفع المسلمين قيء لتقيأت(موسوعة الأخلاق والزهد والرقائق (١/ ١٥٠) الجامع لعلوم الإمام أحمد – الأدب والزهد (٢٠/ ٣٣٦).

روشنائی اور نور کے الفاظ سے والدین کی خدمت سے نئے اوراق پر لکھی، شبہ سے حد درجہ پرہیز کرنے والے یہ حضرت کھمس بن حسن قیسی تمیمی ،بصری، ہیں ، یہ گارا لپائی کا کام کیا کرتے تھے اور دو دانق اجرت لیتے تھے، جب کام سے واپس آتے تو والدہ کے لئے ان سے پھل وغیرہ خرید لاتے۔

حضرت کہمس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ایک گناہ کیا تو چالیس سال سے اب تک اس پر رو رہا ہوں وہ (گناہ) یہ تھا کہ میرے ایک بھائی سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ایک دانگ (سکہ) سے اس کے لئے تلی ہوئی مچھلی خریدی۔ جب وہ مچھلی کھا چکے تو میں نے اپنے پڑوسی کی دیوار سے مٹی کا ٹکڑا لیا تاکہ وہ اس کے ساتھ اپنے ہاتھ دھوئیں اور میں اس پڑوسی سے اجازت نہیں لی تھی۔ [1]

حضرت سفیان ثوری کی پانی پینے میں احتیاط

اسماعیل الارقط نے ایک ایسے صاحب سے روایت بیان کی جو حضرت سفیان کی صحبت میں رہے تھے،(انہوں نے کہا) ایک مرتبہ ہم سخت گرمی کے دن میں ایک آدمی کے پاس سے گزرے اس کے پاس ایک بڑا مٹکا تھا اور وہ لوگوں کو پانی پلا رہا تھا، ہم اس کے بنائے ہوئے سائے میں آبیٹھے اور اس سے پانی لے کر پیا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے اس سے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا: یہ لوگ مجھے اس کا معاوضہ دیتے ہیں۔ یہ سنتے ہی سفیان ثوری رحمہ اللہ کھڑے ہوگیے ،اور سختی سے

---

(1) الرسالة القشيرية (١/ ٢٣٧)وَقَالَ كهمس: أذنبت ذنبا أبكى عَلَيْهِ منذ أربعين سنة وَذَلِكَ أَنَّهُ زارني أخ لي فاشتريت بدانق سمكة مشوية فلما فرغ أخذت قطعة طين من جدار جار لي حَتَّى غسل يده وَلَمْ أستحله.

قے کرنے لگے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے جان ہی نکل جائے گی، پھر اس کا سایہ چھوڑ کر دھوپ میں آبیٹھے اور سائے سے انکار کر دیا ہم نے اونٹ والے سے کہا: بھئی! چل پڑو کہیں حضرت کی جان ہی نہ نکل جائے۔ چنانچہ ہم وہاں سے روانہ ہو گیے۔(سفیان رحمہ اللہ نے وہ پانی بغیر اجازت پینے کی وجہ سے قے کی)[1]

سیدنا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ متوفیٰ ۱۸۱ ہجری

سیدنا عبداللہ بن مبارک بن واضح تمیمی مروزی، اہل مشرق کے سب سے بڑے عالم اور اہل اسلام اور مسلمانوں کے امام تھے، تجارت سے وابستہ تھے، فقیہ اور محدث تھے، یحیٰ بن معین کہتے ہیں کہ ابن مبارک مسلمانوں کے سردار تھے، ہارون رشید کو جب ان کی وفات کی خبر ملی تو انہوں نے کہا: علماء کا سردار وفات پا گیا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے ایک قیمتی جانور کھلا چھوڑ دیا اور خود نماز ظہر پڑھنے لگے۔ جانور شاہی بستی کی کھیتی میں چرنے لگا تو حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس پر سوار نہ ہوئے۔[2]

---

(1) الورع لابن أبي الدنيا (ص: ٨٧) دثني محمد بن عباد بن موسى قال: حدثنا إسماعيل الأرقط، عن رجل، صحبت الثوري إلى مكة قال: " فمررنا برجل في بعض المنعشيان في يوم شديد الحر عنده حباب يسقي الماء، فاستظللنا بظله وشربنا من مائه، فسأله سفيان عن أمره؟ فقال: إن هؤلاء القوم يجرون علي رزقا لهذا، فقام سفيان فتنحى، ثم تقيأ حتى كادت نفسه تخرج، ثم قعد في الشمس وامتنع أن يستظل " قال: فقلنا للجمال: ارحل لا يموت الشيخ، فرحلنا.

(2) الرسالة القشيرية (١/ ٢٣٧)وَقَالَ سيب ابْن المبارك: دابة قيمتها كثيرة وصلى صلاة الظهر فرتعت الدابة فِي زرع قرية سلطانية فترك ابْن المبارك الدابة وَلَمْ يركبها.

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ

سیدنا یحیٰ بن معاذر حمہ اللہ نے سیدنا حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کو ایک راز بتانا چاہتا ہوں لیکن اس وقت بتاوں گا جب ہم دونوں شجر طوبٰی کے نیچے کھڑے ہوں گے اور قاصد کو ایک ٹکیہ روٹی دے کر یہ ہدایت بھی کردی کہ حضرت بایز بسطامی رحمہ اللہ سے کہنا کہ اس کو کھالیں یہ آب زمزم سے گوندھی گئی ہے۔اس کے بعد حضرت بایزید نے لکھا کہ جس جگہ خدا کو یاد کیا جاتا ہے وہاں جنت اور طوبٰی دونوں موجود ہوتے ہیں اور ٹکیہ اس لیے واپس کررہا ہوں کہ آب زمزم سے گوندھنے کی فضیلت اپنی جگہ مسلم لیکن یہ کسے معلوم کہ جو بیج بویا گیا تھا وہ کسب حلال تھا یا کسب حرام کا اس لیے کہ اس کے اکل حلال ہونے میں مجھے شک ہے۔[1]

ایک مرتبہ آپ راستے سے گزر رہے تھے،آپ کا دینار گر گیا،چنانچہ لوٹ کر گئے اور اسے ڈھونڈنے لگے ،دینار مل بھی گیا،آپ رحمہ اللہ نے اس دینار کو اٹھالیا اور خود سے یہ کہتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا کہ کیا پتہ کہ یہ میرا ہی ہے یا کسی اور کا، شبہات سے بچنے کوانہوں نے لازم پکڑ لیا تھا۔[2]

ایک بزرگ کا کمال احتیاط :

ایک بزرگ رحمہ اللہ نے انگوروں کی حلال بیل سے حلال انگور کھانے سے منع فرمادیا اور انگور کی بیل کے مالک سے فرمایا: ’’تم نے اسے ظالموں کی کھودی

---

(1) تذكرة الاولياء عربی، شيخ فريد الدين عطار نيشا بوری، مصحح: احمد آرام ص:١٩٦ ابو يزيد البسطامی)

(2) سو بڑے زاہدین اور ان کے امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۳۲۷۔

ہوئی نہروں سے پانی دے کر خراب کر دیا۔‘‘[1]

ایک اللہ والی ہستی کا کمال احتیاط :

احیاء علوم میں ایک بزرگ کے بابت منقول ہے: کہ انہوں نے چراغ کو اس لئے بجھادیا کہ غلام نے اسے ایسے لوگوں کے چراغ سے جلایا تھا جن کا مال مکروہ تھا اور انہوں نے روٹی لگانے کے لئے اس تنّور کو روشن کرنے سے منع فرمادیا جس میں مکروہ لکڑی کی چنگاری باقی تھی۔[2]

ورثاء کا حق مل گیا : کمال احتیاط

ایک بزرگ کسی قریب المرگ شخص کے پاس موجود تھے۔رات میں جس وقت وہ فوت ہوا تو انہوں نے فرمایا: ’’چراغ بجھادو کہ اب اس کے تیل میں وَرَثاء کا حق شامل ہو گیا ہے۔‘‘[3]

حضرت مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ

آپ کے بارے میں یہ ذکر ہے کہ جب آپ سواری پر سوار ہو جاتے تو پھر کسی کا خط تک نہیں لیتے تھے اور یہ فرمادیتے تھے کہ بھائی اس یعنی گاڑی والے سے اجازت لے لو کیوں کہ یہ خط میرے سامان سے زائد ہے۔[4]

---

(1) امتنع بعضهم من العنب الحلال من كرم حلال وقال لصاحبهبالمصنع الذي عمل به بمال حرام فكأنه انتفاع به(إحياء علوم الدين (٢/ ٩٧).

(2) وأطفأ بعضهم سراجا أسرجه غلامه من قوم يكره ما لهم وامتنع من تسجير تنور للخبز وقد بقي فيه جمر من حطب مكروه (إحياء علوم الدين (٢/ ٩٨).

(3) إحياء علوم الدين (٢/ ٩٦)ومن ذلك ما روي بعضهم أنه كان عند محتضر فمات ليلا فقال أطفئوا السراج قد حدث للورثة حق في الدهن.

(4) ایک ہزار انمول موتی ص:104 بحوالہ قصص الاکابر۔

تراجم الاعيان والاعلام الواردة في الكتاب

اسماء گرامی	ہجری	حالات
سيدناابوبكر رضي الله عنه	١٣	الطبقات الكبرى ط العلمية(٣/ ١٢٥): أبوبكر الصديق.. واسمه عبد الله بن أبي قحافة... أَوَّلُ مَنْ أسلم أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ..... قَالَ أبو بكر: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَنَحْنُ فِي الْغَارِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَنْظُرُ إِلَى قَدَمَيْهِ لأَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ. قَالَ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا؟]…. وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ وُلِدَ بَعْدَ الْفِيلِ بِثَلاثِ سِنِينَ... وَتُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ. رَحِمَهُ اللهُ. مَسَاءَ لَيْلَةِ الثُّلاثَاءِ لِثَمَانِي لَيَالٍ بَقِينَ مِنْ جُمَادَى الآخِرَةِ سَنَةَ ثَلاثَ عَشْرَةَ مِنْ مُهَاجِرِ النَّبِيّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَكَانَتْ خِلافَتُهُ سَنَتَيْنِ وَثَلاثَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرَ لَيَالٍ. وَتُوُفِّيَ. رَحِمَهُ اللهُ. وَهُوَ ابْنُ ثَلاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً. مُجْمَعٌ عَلَى ذَلِكَ فِي الرِّوَايَاتِ كُلِّهَا. اسْتَوْفَى سِنَّ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
سيدنا عمر فاروق رضي الله عنه	٢٣	الطبقات الكبرى ط العلمية (٣/ ٢٠١): ومن بني عدي بن كعب بن لؤي:٥٦- عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ. ابن نُفَيْلَ...عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ -[قَالَ: اللهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلامَ بِأَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ. بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هاشم. قَالَ فَكَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ]...عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: أَسْلَمَ عُمَرُ بَعْدَ أَرْبَعِينَ رَجُلا وعشر نِسْوَةٍ. فَمَا هُوَ إِلا أَنْ أسلم عُمَرُ فَظَهَرَ الإِسْلامُ بِمَكَّةَ.... وَأَسْلَمَ فِي ذِي الْحِجَّةِ السَّنَةِ السَّادِسَةِ مِنَ النُّبُوَّةِ وَهُوَ ابْنُ سِتٍّ وَعِشْرِينَ سَنَةً....عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: إِنِّي أَنْزَلْتُ مَالَ اللهَّ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ مَالِ الْيَتِيمِ. مَنْ كانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كانَ فَقِيراً فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ....عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَزَالُوا مُسْتَقِيمِينَ مَا اسْتَقَامَتْ لَهُمْ أَئِمَّتُهُمْ وَهُدَاتُهُمْ... تُوُفِّيَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَخَمْسِينَ سَنَةً.		
«تاريخ الإسلام - ت بشار» (٢/ ٢٠٥): عبد الله بن مسعود بن غافل بْن حبيب، أَبُو عبد الرحمن الهُذَليّ، [المتوفى: ٣٢ هـ] حليف بني زهرة، وأمه أم عبد هذيلة أيضًا.كان من السابقين الأوَّلين، شهد بدْرًا والمشاهد كلها.... وَقَالَ رَسُولُ اللهَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ فَلْيَقْرَأْ	٣٢	**سيدنا عبد الله بن مسعود رضي الله عنه**

		قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ... وَقَالَ مسروق: انتهى عِلْم الصَّحابة إلى عليّ وابن مسعود... تُوُفيّ عبد الله بالمدينة، وكان قدِمَها فمرِض أيّامًا ودُفِن بالبَقِيع، وله ثلاثٌ وستّون سنة، في أواخر السن
سيدنا ابوذر غفاري رضي الله عنه	٣٢	«تاريخ الإسلام - ت بشار» (٢/ ٢١٨): «أَبُو ذَرّ الغِفَاريّ، اسمه جُنْدُب بْن جُنَادَةَ على الصَّحيح، وقيل: جُنْدُب بْن سَكَن، وقيل: بُرَيْرُ بْن عبد الله، أو ابن جُنَادة. [المتوفى: ٣٢ هـ] أحد السّابقين الأوّلين، يقال: كان خامسًا في الإسلام، ثمّ انصرف إلى بلاد قومه، وأقام بها بأمر النّبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثمّ لمّا هاجر النّبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هاجر أَبُو ذر إلى المدينة. وروي أنه كان آدم جسيمًا، كثّ اللّحْية. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَشْهَدْ أَبُو ذَرٍّ بَدْرًا، وَإِنَّمَا أَلْحَقَهُ عُمَرُ مَعَ الْقُرَّاءِ، وَكَانَ يُوَازِي ابْنَ مَسْعُودٍ فِي الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ، وَكَانَ زَاهِدًا أَمَّارًا بِالْمَعْرُوفِ»
سيدنا عثمان غني رضي الله عنه	٣٥	ومن بَنِي عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ / ١٤ - عثمان بن عفان رحمه الله ابن أبي العاص بْن أمية.... وكان عثمان في الجاهلية يكنى أبا عمرو. فلما كان الإسلام ولد له من رقية بنت رسول الله - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - غلام سماه عَبْد الله واكتنى به فكناه المسلمون أَبَا عَبْد

		اللهِ.. لَمَّا أَسْلَمَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَخَذَهُ عَمُّهُ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ فَأَوْثَقَهُ رِبَاطًا وَقَالَ: أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ آبَائِكَ إِلَى دِينٍ مُحْدَثٍ؟ وَاللهِ لا أَحُلُّكَ أَبَدًا حَتَّى تَدَعَ مَا أَنْتَ عَلَيْهِ مِنْ هَذَا الدِّينِ. فَقَالَ عُثْمَانُ: وَاللهِ لا أَدَعُهُ أَبَدًا وَلا أُفَارِقُهُ. فَلَمَّا رَأَى الْحَكَمُ صَلابَتَهُ فِي دِينِهِ تَرَكَهُ.قَالُوا: فَكَانَ عُثْمَانُ مِمَّنْ هَاجَرَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ الْهِجْرَةَ الأُولَى وَالْهِجْرَةَ الثَّانِيَةَ. وَمَعَهُ فِيهِمَا جَمِيعًا امْرَأَتُهُ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْحَجِّ فِي السَّنَةِ الَّتِي قُتِلَ فِيهَا سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلاثِينَ. فَخَرَجَ فَحَجَّ بِالنَّاسِ بِأَمْرِ عُثْمَانَ.وفي سير أعلام النبلاء ط الحديث (٢/ ٤٥٨): قتل لثماني عشرة خلت من ذي الحجة، يوم الجمعة. زاد غيره فقال: بعد العصر، ودفن بالبقيع بين العشاءين، وهو ابن اثنتين وثمانين سنة وهو الصحيح.
سيدنا علي المرتضى رضي الله عنه	٤٠	عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ عَبْدِ مَنَافٍ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بنِ هَاشِمِ بنِ عَبْدِ مَنَافٍ.. وكان من السابقين الأولين، شهد بدرا وما بعدها، وكان يكنى أباتراب أيضا.... عن البراء، وزيد بنِ أَرْقَمَ، أَنَّ رَسُوْلَ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال لعلي: "انت

		مني كهارون من موسى غير أنك لست بنبي" .. عَنْ زَيْدِ بنِ أَرْقَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ". هَذَا حَدِيْثٌ صحيح. وفي الطبقات الكبرى ط العلمية» (٣/ ٢٧): وَتُوُفِّيَ علي رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَبَرَكَاتُهُ. لَيْلَةَ الأَحَدِ لإِحْدَى عَشْرَةَ لَيْلَةً بَقِيَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ أَرْبَعِينَ.
سیدنا ابودرداء رضي الله عنه	٣٢	«الثقات لابن حبان» (٣/ ٢٨٥): «أَبُو الدَّرْدَاء الْأَنْصَارِيّ وَقد قيل إِن اسْمه عَامر وعويمر تصغيره انْتقل إِلَى الشَّام وَمَات بهَا سنة اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثِينَ فِي خلَافَة عُثْمَان وقبره بِدِمَشْق مَشْهُور يزار قد زرته فِي مَقْبرَة بَاب الصَّغِير وَله بِالشَّام عقب وَأم أبي الدَّرْدَاء اسْمهَا محبَّة.
سیدنا حضرت حذیفه رضي الله عنه	٣٦	«الطبقات الكبرى ط العلمية» (٦/ ٩٤): «حذيفة بن اليمان.وهو حسيل بن جابر من بني عبس حلفاء بني عبد الأشهل ويكنى أبا عبد الله. شهد أحدا وما بعد ذلك من المشاهد وتوفي بالمدائن سنة ست وثلاثين...
سیدنا حسن بن علي رضي الله عنه	٤٩	«سير أعلام النبلاء- ط الرسالة» (٣/ ٢٤٥): الحَسَنُ بنُ عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبِ بنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ ابْنِ هَاشِمِ بنِ عَبْدِ مَنَافٍ، الإِمَامُ السَّيِّدُ، رَيْحَانَةُ

		رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَسِبْطُهُ، وَسَيِّدُ شَبَابِ أَهْلِ الجَنَّةِ، أَبُو مُحَمَّدٍ القُرَشِيُّ، الهَاشِمِيُّ، المَدَنِيُّ، الشَّهِيْدُ.مَوْلِدُهُ: فِي شَعْبَانَ، سَنَةَ ثَلاَثٍ مِنَ الهِجْرَةِ. وَحَفِظَ عَنْ جَدِّهِ أَحَادِيْثَ، وَعَنْ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ... فَبَعَثَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ بِرَقٍّ أَبْيَضَ، وَقَالَ: اكتُبْ مَا شِئْتَ فِيْهِ، وَأَنَا أَلتَزِمُهُ. فَاصْطَلَحَا عَلَى ذَلِكَ.وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِ الحَسَنُ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ الأَمْرُ مِنْ بَعْدِهِ، فَالْتَزَمَ ذَلِكَ كُلَّهُ مُعَاوِيَةُ.... قَالَ أَبُو عُمَرَ: وَسَلَّمَ فِي نِصْفِ جُمَادَى الأَوَّلِ الأَمْرَ إِلَى مُعَاوِيَةَ، سَنَةَ إِحْدَى وَأَرْبَعِيْنَ. قَالَ: وَمَاتَ -فِيْمَا قِيْلَ- سَنَةَ تِسْعٍ وَأَرْبَعِيْنَ. وَقِيْلَ: فِي رَبِيْعٍ الأَوَّلِ، سَنَةَ خَمْسِيْنَ.
سیدہ عائشہ صدیقہ رضي الله تعالی عنها	٥٨	«الطبقات الكبرى ط العلمية» (٨/ ٤٦): «٤١٢٨- عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ... عَائِشَةَ تَقُولُ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ الله -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي شَوَّالٍ سَنَةَ عَشْرٍ مِنَ النُّبُوَّةِ قَبْلَ الْهِجْرَةِ لِثَلاثِ سِنِينَ وَأَنَا ابْنَةُ سِتِّ سِنِينَ... تُوُفِّيَتْ عَائِشَةُ لَيْلَةَ الثُّلاثَاءِ لِتِسْعَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ ثَمَانٍ وَخَمْسِينَ وَصَلَّى عَلَيْهَا أَبُو هُرَيْرَةَ.
سیدنا حضرت عبد الله بن عباس رضي الله عنه	٦٨	الطبقات الكبرى ط العلمية (٥/ ٧٦): سَنَةَ ثَمَانٍ وَسِتِّينَ وصلى عليه محمد ابن الْحَنَفِيَّةِ. (٤/ ٤): وَعَبْدُ الله وَهُوَ الْحَبْرُ دَعَا لَهُ رَسُولُ

اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَمَاتَ بِالطَّائِفِ وَلَهُ عَقِبٌ.		
«الطبقات الكبرى ط العلمية» (٤/ ١٠٥): عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلَ»...وكان إسلامه بمكّة مع الإسلام أبيه عُمَر بْن الخطاب ولم يكن بلغ يومئذٍ. وهاجر مع أَبِيهِ إِلَى المدينة... وَمَاتَ بِمَكَّةَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَسَبْعِينَ.	٧٤	سيدنا عبد الله بن عمر رضي الله عنه
«سيرأعلام النبلاء- ط الرسالة» (٤/ ٢١٧): سَعِيْدُ بنُ المُسَيِّبِ بنِ حَزْنٍ القُرَشِيُّ المَخْزُوْمِيُّ ... عَالِمُ أَهْلِ المَدِيْنَةِ...وَسَيِّدُ التَّابِعِيْنَ فِي زَمَانِهِ. وُلِدَ: لِسَنَتَيْنِ مَضَتَا مِنْ خِلاَفَةِ عُمَرَ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ-...وَكَانَ زَوْجَ بِنْتِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَعْلَمَ النَّاسِ بِحَدِيْثِهِ.... وَكَانَ مِمَّنْ بَرَّزَ فِي العِلْمِ وَالعَمَلِ... تُوُفِّيَ سَنَةَ ثَلاَثٍ وَتِسْعِيْنَ.	٩٤	سعيد بن مسيب رحمه الله
سير أعلام النبلاء - ط الرسالة (٤/ ٥٢٠): إِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ أَبُو عِمْرَانَ بنُ يَزِيْدَ بنِ قَيْسٍ الإِمَامُ، الحَافِظُ، فَقِيْهُ العِرَاقِ»..رَوَى عَنْ: خَالِهِ، وَمَسْرُوْقٍ... وَكَانَ مُفْتِيَ أَهْلِ الكُوْفَةِ هُوَ وَالشَّعْبِيُّ فِي زَمَانِهِمَا، وَكَانَ رَجُلاً صَالِحاً، فَقِيْهاً، مُتَوَقِّياً، قَلِيْلَ التَّكَلُّفِ وَهُوَ مُخْتَفٍ مِنَ الحَجَّاجِ... فِي سِنِّ إِبْرَاهِيْمَ قَوْلاَنِ: أَحَدُهُمَا: عَاشَ تِسْعاً وَأَرْبَعِيْنَ سَنَةً، الثَّانِي: أَنَّهُ عَاشَ ثَمَانِياً وَخَمْسِيْنَ سَنَةً.مَاتَ: سَنَةَ سِتٍّ وَتِسْعِيْنَ.	٩٦	ابراهيم نخعي رحمه الله

سیدنا ابوحازم رحمہ اللہ	۱۰۰	أبوحازم الأشجعي: صاحب أبي هريرة، ت ۱۰۰هـ (الوفيات والأحداث (ص: ٤٠، بترقيم الشاملة آلي. «سير أعلام النبلاء - ط الرسالة» (٥/ ٨): ... صَاحِبُ أَبِي هُرَيْرَةَ، مُحَدِّثٌ، ثِقَةٌ.وَاسْمُهُ: سَلْمَانُ الكُوْفِيُّ، مَوْلَى عَزَّةَ. حَدَّثَ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ فَأَكْثَرَ، وَعَنِ: ابْنِ عُمَرَ، وَالحُسَيْنِ بنِ عَلِيٍّ«مَاتَ: فِي خِلاَفَةِ عُمَرَ بنِ عَبْدِ العَزِيْزِ، قَرِيْباً مِنْ سَنَةِ مائَةٍ»
عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ	۱۰۱	عمر بن عبد العزيز (٩٩ - ١٠١هـ):هو «عمر بن عبد العزيز بن مروان بن الحكم»، وأمه «أم عاصم بنتعاصم بن عمر بن الخطاب». وُلد فى «المدينة المنورة» سنة (٢٦هـ) على الأرجح، ونشأ بها بناءً على رغبة أبيه، الذى تولَّى إمارة «مصر» بعد ولادة «عمر» بثلاث سنوات سنة (٦٥هـ)، فنشأ بين أخواله من أسرة «عمر بن الخطاب»، ونهل من علم علمائها من بقية الصحابة، وكبار التابعين، حتى صار من كبار الفقهاء علمًا وعملا. عمر بن عبد العزيز بن مروان بن الحكم بن أبي العاص ابن أمية الأموي: مات سنة إحدى ومائة، وكانت خلافته سنتين وأشهراً.(طبقات الفقهاء (ص: ٦٤)
سیدنا امام مجاہد رحمہ اللہ	۱۰۳	«طبقات المفسرين للداوودي» (٢/ ٣٠٥): مجاهد بن جبر- بفتح الجيم وسكون الموحدة- أبو الحجاج المكيّ (٣).المقرئ،

		المفسّر، الإمام» ... وقال سلمة بن كهيل: ما رأيت أحدا أراد بهذا العلم وجه الله إلا عطاء، وطاوسا، ومجاهدا «الطبقات الكبرى ط دار صادر» (٥/ ٤٦٧): «حدثني سيف بن سليمان، قال: توفي مجاهد بمكة سنة ثلاث ومائة... أخبرني ابن جريج، قال: بلغ مجاهد يوم مات ثلاثا وثمانين سنة قال: أخبرنا الفضل بن دكين، قال: توفي مجاهد سنة اثنتين ومائة وهو ساجد قال: وقال يحيى بن سعيد القطان: مات مجاهد سنة أربع ومائة وكان فقيها عالما ...«الطبقات الكبرى ط العلمية» (٦/ ٢٠):«أخبرنا وكيع بن الجراح عن بعض أصحابه أن مجاهدا مات وهو ساجد... وقال يحيى بن سعيد القطان: مات مجاهد سنة أربع ومائة. وكان فقيها عالما ثقة كثير الحديث...
امام شعبي رحمه الله	١٠٤	«الطبقات الكبرى ط العلمية» (٦/ ٢٥٩): عَامِرُ بْنُ شَرَاحِيلَ بْنِ عَبْدٍ الشَّعْبِيُّ... عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ: أَحِبَّ صَالِحَ الْمُؤْمِنِينَ وَصَالِحَ بَنِي هَاشِمٍ. وَلا تَكُنْ شِيعِيًّا. وَارْجُ مَا لَمْ تَعْلَمْ. وَلا تَكُنْ مُرْجِئًا. وَاعْلَمْ أَنَّ الْحَسَنَةَ مِنَ اللَّهِ وَالسَّيِّئَةَ مِنْ نَفْسِكَ. وَلا تَكُنْ قَدَرِيًّا. وَأَحِبَّ مَنْ رَأَيْتَهُ يَعْمَلُ بِالْخَيْرِ وَإِنْ كَانَ أَخْرَمَ

		سِنْدِيًّا... مَاتَ الشَّعْبِيُّ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَمِائَةٍ. سير أعلام النبلاء ط الرسالة (٤/ ٢٩٤): الشعبي عامر بن شراحيل بن عبد بن ذي كبار اليمن، الإمام، علامة العصر، أبو عمرو الهمداني، ثم الشعبي. ويقال: هو عامر بن عبد الله، وكانت أمه من سبي جلولاء (١) انظر أخبار القضاة ٢/ ٤٢٥ وتاريخ بغداد ١٢ / ٢٢٧ وجلولاء: قرية بناحية فارس كانت بها مولده: في إمرة عمر بن الخطاب، لست سنين خلت منها، فهذه رواية.وقيل: ولد سنة إحدى وعشرين، قاله شباب (٢) هو خليفة بن خياط في تاريخه ص ١٤٩ . وكانت جلولاء في سنة سبع عشرة (٣) في الطبري وابن الأثير ومعجم البلدان سنة ١٦ هـ، وفي تاريخ خليفة: ومعجم ما استعجم سنة ١٧ كما هنا وقيل: سنة تسع عشرة.
سيدنا بكر بن عبد الله المزني رحمه الله	١٠٨	«أنساب الأشراف للبلاذري» (١١/ ٣٥١): «ومن مزينة: بكر بن عبد الله المزني [٣] مات بالبصرة سنة ثماني ومائة.حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ محمد، ثنا معاوية بن عمر»۔
محمد بن سيرين رحمه الله	١١٠	«الطبقات الكبرى ط العلمية» (٧/ ١٤٣): مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ.ويكنى أبا بكر مولى أنس بن

		مالك. وكان ثقة مأمونًا عاليًا رفيعًا فقيهًا إمامًا كثير العلم ورعًا.وكان به صمم» وُلِدَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ لِسَنَتَيْنِ بَقِيَتَا مِنْ خِلافَةِ عُثْمَانَ،أُمَّ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ صَفِيَّةَ مَوْلاةَ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ... تُوُفِّيَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ وَقَدْ بَلَغَ نَيِّفًا وَثَمَانِينَ سَنَةً.
سیدنا حسن البصري رحمه الله	۱۱۰	...«مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار» (١/ ٢٠٧): «الحسن بن يسار: وهو الحسن بن أبى الحسن البصرى أبو سعيد مولى زيد ابن ثابت»«مات فى رجب سنة عشر ومائة وهو ابن تسع وثمانين سنة»
وهب بن منبه رحمه الله	۱۱۰	«الطبقات الكبرى ط العلمية» (٦/ ٧٠):«١٧٥٥- وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ... عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: [سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ: يَكُونُ فِي أُمَّتِي رَجُلانِ أَحَدُهُمَا وَهْبٌ يَهَبُ اللَّهُ لَهُ الْحِكْمَةَ. وَالآخَرُ غَيْلانُ فِتْنَتُهُ عَلَى هَذِهِ الأمة أشر من فتنة الشيطان... وَهْبَ بْنَ مُنَبِّهٍ يَقُولُ: لَقَدْ قَرَأْتُ اثْنَيْنِ وَتِسْعِينَ كِتَابًا كُلُّهَا أُنْزِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ. اثْنَانِ وَسَبْعُونَ مِنْهَا فِي الْكَنَائِسِ وَفِي أَيْدِي النَّاسِ.وَعِشْرُونَ لا يَعْلَمُهَا إِلا قَلِيلٌ. وَجَدْتُ فِي كُلِّهَا: إِنَّ مَنْ أَضَافَ إِلَى نَفْسِهِ شَيْئًا

		مِنَ المشية فقد كفر... مَاتَ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ بِصَنْعَاءَ سَنَةَ عَشْرٍ وَمِائَةٍ فِي أَوَّلِ خِلافَةِ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ.
شهر ابن حوشب رحمه الله	۱۱۲	شهر بن حوشب أبو سعيد الأشعري الشامي، من كبار علماء التابعين المتوفی۱۱۱ھ (كتاب المنامات ،ابن ابی الدنيا ص:۲۸) ... «الطبقات الكبرى ط العلمية» (۷/ ۳۱۲): «أخبرنا محمد بن عمر قال: مات شهر بن حوشب سنة اثنتي عشرة ومائة»
معاويه بن قرة رحمه الله	۱۱۳	«سيرأعلام النبلاء- ط الرسالة» (۵/ ۱۵۳): «۵۵ - مُعَاوِيَةُ بنُ قُرَّةَ بنِ إِيَاسِ بنِ هِلاَلٍ المُزَنِيُّ ابْنِ رِئَابٍ، الإِمَامُ، العَالِمُ، الثَّبْتُ، أَبُو إِيَاسٍ المُزَنِيُّ، البَصْرِيُّ، وَالِدُ القَاضِي إِيَاسٍ. حَدَّثَ عَنْ: وَالِدِهِ.وَعَنْ: عَبْدِ اللهِ بنِ مُغَفَّلٍ، وَعَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ - إِنْ صَحَّ إِسْنَادُهُ - وَابْنِ عُمَرَ، وَمَعْقِلِ بنِ يَسَارٍ، وَأَبِي أَيُّوْبَ الأَنْصَارِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِذِ بنِ عَمْرٍو المُزَنِيِّ، وَالحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ، وَأَنَسِ بنِ مَالِكٍ، وَغَيْرِهِم ... عَنْ مُعَاوِيَةَ بنِ قُرَّةَ، قَالَ: أَدْرَكْتُ سَبْعِيْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ، لَوْ خَرَجُوا فِيْكُمُ اليَوْمَ، مَا عَرَفُوا شَيْئاً مِمَّا أَنْتُم فِيْهِ إِلاَّ الأَذَانَ... قِيْلَ: مَوْلِدُ مُعَاوِيَةَ يَوْمَ الجَمَلِ... مَاتَ سَنَةَ ثَلاَثَ عَشْرَةَ وَمائَةٍ.

عطاءبن ابي رباح رحمه الله	١١٥	«مرآة الزمان في تواريخ الأعيان»(١١/ ٣٨): واسم أبي رباح أسلم] كان [عطاء] من موالي الجُند من مخاليف اليمن، ونشأ بمكة [وهو مولى آل أبي مرة بن أبي خُثيم الطبري، ذكره ابن سعد في] الطبقة الثانية من التابعين ... ثقةً فقيهًا ... وقال أبو نُعيم: كانت حلقة الفُتيا بمكّة في المسجد الحرام لابن عباس، وبعده لعطاء بن أبي رباح ...«مرآة الزمان في تواريخ الأعيان» (١١/ ٤١):«واختلفوا في وفاته، فحكى ابن سعد عن الواقدي قال: مات عطاء بمكة سنة خمس عشرة ومئة وهو ابن ثمانٍ وثمانين سنة، وقيل: ثمان وتسعين سنة. وقيل: عاش مئة سنة»
سيدنا ميمون رحمه الله	١١٧	«الطبقات الكبرى ط العلمية» (٧/ ٣٣٢): «٣٩٤٨- مَيْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ.ويكنى أبا أيوب. كان ثقة كثير الحديث... قَالُوا: وَكَانَ مَيْمُونٌ وَالِيًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَلَى خَرَاجِ الْجَزِيرَةِ وَابْنُهُ عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ عَلَى الدِّيوَانِ... مَاتَ مَيْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ سَنَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ وَمِائَةٍ. «مرآة الزمان في تواريخ الأعيان» (١١/ ٥٠)«ميمون بن مِهْرانابن أيوب (٤)، أبو أيوب الجزري [فقيه أهل الجزيرة.ذكره ابن

		سعد في] الطبقة الأولى (٥) من التابعين [الذين نزلوا الجزيرة..... وتوفي ميمون بالرقة سنة ست عشرة -وقيل: سنة سبع عشرة- ومئة. وقيل: سنة ثمان عشرة.
امام زهري رحمه الله	١٢٤	«الطبقات الكبرى ط العلمية» (٢/ ٢٨٩): «ذكر من كان يفتي بالمدينة بَعْدَ أَصْحَابِ رَسُول الله - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - من أبناء المهاجرين وأبناء الأنصار وغيرهم، ومنهم: ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ. «سير أعلام النبلاء - ط الرسالة» (٥/ ٣٢٦): «١٦٠ - أَخْبَارُ الزُّهْرِيِّ مُحَمَّدُ بنُ مُسْلِمِ بنِ عُبَيْدِ اللهِ.. الإِمَامُ، العَلَمُ، حَافِظُ زَمَانِه، أَبُو بَكْرٍ القُرَشِيُّ، الزُّهْرِيُّ، المَدَنِيُّ، نَزِيلُ الشَّامِ.... وُلِدَ سَنَةَ سِتٍّ وَخَمْسِيْنَ..... تُوُفِّيَ الزُّهْرِيُّ سَنَةَ أَرْبَعٍ، أَوْ ثَلاَثٍ وَعِشْرِيْنَ وَمائَةٍ.... عَنِ اللَّيْثِ بنِ سَعْدٍ، قَالَ:مَا رَأَيْتُ عَالِماً قَطُّ أَجْمَعَ مِنِ ابْنِ شِهَابٍ، يُحَدِّثُ فِي التَّرغِيبِ، فَتَقُوْلُ: لَا يُحسنُ إِلاَّ هَذَا، وَإِنْ حَدَّثَ عَنِ العَرَبِ وَالأَنسَابِ، قُلْتَ: لَا يُحسنُ إِلاَّ هَذَا، وَإِنْ حَدَّثَ عَنِ القُرْآنِ وَالسُّنَّةِ، كَانَ حَدِيْثَه.
محمد بن واسع رحمه الله	١٢٧	«سيرأعلام النبلاء- ط الرسالة» (٦/ ١١٩): مُحَمَّدُ بنُ وَاسِعِ بنِ جَابِرِ بنِ الأَخْنَسِ الأَزْدِيُّ الإِمَامُ، الرَّبَّانِيُّ، القُدْوَةُ، أَبُو بَكْرٍ.وَيُقَالُ: أَبُو عَبْدِ

		اللهِ الأَزْدِيُّ، البَصْرِيُّ، أَحَدُ الأَعْلاَمِ.حَدَّثَ عَنْ: أَنَسِ بنِ مَالِكٍ وَمُحَمَّدِ بنِ سِيْرِيْنَ، وَغَيْرِهم... مَاتَ سَنَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ وَمائَةٍ.
ايوب السختياني رحمه الله	۱۳۱	«المعارف» (۱/ ٤٧١):أيوب السّختيانى هو: أيوب بن أبى تميمة. واسم «أبى تميمة» : كيسان. وكان «أيوب» يكنى: أبا بكر. وهو مولى «بنى عمّار بن شدّاد». وكان «عمّار» مولى «لعنزة» . فهو مولى مولى. وكان يحلق شعره في السنة [١] مرة، فإذا طال فرقه... وقد رأى «أنس بن مالك» . ومات ب «البصرة» في الطاعون سنة إحدى وثلاثين ومائة. وله- يوم مات- ثلاث وستون سنة. وله عقب
ربيعه الرائي رحمه الله	۱۳٦	تاريخ الإسلام - ط التوفيقية (٨/ ٢٨٠): ربيعة الرائي٢ -ع- هُوَ أَبُو عُثْمَانَ رَبِيعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرحمن فروخ التيمي الْفَقِيهُ الْعَلَمُ مَوْلَى آلِ الْمُنْكَدِرِ مُفْتِي أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَشَيْخُهُمْ... وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ: كَانَ رَبِيعَةُ ثِقَةً وكانوا يتقونه للرأي... قَالَ مُطَرِّفٌ: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: ذَهَبَتْ حَلاوَةُ الْفِقْهِ مُنْذُ مَاتَ رَبِيعَةَ... قَالَ ابْنُ مَعِينٍ: مَاتَ رَبِيعَةُ بِالأَنْبَارِ فِي مَدِينَةِ السَّفَّاحِ وَكَانَ جَاءَ بِهِ لِلْقَضَاءِ.قَالَ خَلِيفَةُ وجماعة: مات سنة وست وَثَلاثِينَ وَمِائَةٍ رَحِمَهُ اللهُ.

یونس بن عبید اللہ رحمہ اللہ	۱۳۹	«الطبقات الكبرى ط العلمية» (٧/ ١٩٢): «٣٢٢٧- يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ. ويكنى أبا عبد الله مولى لعبد القيس. وكان ثقة كثير الحديث. وقال يونس: ما كتبت شيئًا قط.أَخْبَرَنَا عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: كَانَ يُونُسُ يُحَدِّثُ ثُمَّ يَقُولُ: أَسْتَغْفِرُ اللهَّ أَسْتَغْفِرُ اللهَّ. ثَلاثًا. وَأَخْبَرَنَا فَهْدُ بْنُ حَيَّانَ وَغَيْرُهُ قَالُوا: مَاتَ يُونُسُ سَنَةَ تِسْعٍ وَثَلاثِينَ وَمِائَةٍ.
سیدنا ابو حازم رحمہ اللہ	۱٤۱	«الطبقات الكبرى ط العلمية» (٥/ ٤٢١): «١٢٣٤- أبو حازم واسمه سلمة بن دينار مولى لبني شجع من بني لَيْثِ بْنِ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ مَنَاةَ بْنِ كنانة. وكان أعرج. وكان عابدا زاهدا. وكان يقص بعد الفجر وبعد العصر في مسجد المدينة. وقدم سليمان بن هشام بن عبد الملك المدينة فأتاه الناس. وبعث إلى أبي حازم فأتاه. وساء له عن أمره وعن حاله. وقال له: يا أبا حازم ما مالك؟ قَالَ: لي مالان. قَالَ: ما هما؟ قَالَ: الثقة بالله. واليأس مما في أيدي الناس.قَالَ: وقال عبد الله بن صالح. وعن ليث بن سعد. عن أبي حازم. قَالَ: إني لأدعو الله في صلاتي حتى بالملح»... وكان لأبي حازم حمار. فكان يركبه إِلَى مَسْجِدِ رَسُولِ الله -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

		لشهود الصلوات. وتوفي أبو حازم في خلافة أبي جعفر بعد سنة أربعين ومائة. وكان ثقة كثير الحديث.
سلیمان تیمي رحمه الله	١٤٣	«سير أعلام النبلاء- ط الرسالة» (٦/ ١٩٥): «٩٢ - سُلَيْمَانُ بنُ طَرْخَانَ أَبُو المُعْتَمِرِ التَّيْمِيُّ ، الإِمَامُ، شَيْخُ الإِسْلاَمِ، أَبُو المُعْتَمِرِ التَّيْمِيُّ، البَصْرِيُّ.». رَوَى عَنْ: أَنَسِ بنِ مَالِكٍ.... وَكَانَ مُقَدَّماً فِي العِلْمِ وَالعَمَلِ.... قَالَ:مَا رَأَيْتُ أَحَداً أَصدَقَ مِنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ -رَحِمَهُ اللهُ- كَانَ إِذَا حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- تَغَيَّرَ لَوْنُهُ.... تُوُفِّيَ سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ بِالبَصْرَةِ، فِي ذِي القَعْدَةِ، سنَةَ ثَلاَثٍ وَأَرْبَعِيْنَ وَمائَةٍ.
سیدنا ابن شبرمه رحمه الله	١٤٤	الكاشف:(٥٦٠ / ١) «عبد الله بن شبرمة الضبي قاضي الكوفة وفقيهها عن أنس بن مالك وأبي الطفيل وأبي وائل وعنه عبد الله بن المبارك وعبد الوارث التنوري وطائفة وثقه أحمد وأبو حاتم توفي ١٤٤ خت م د س ق»
سیدنا کهمس رحمه الله	١٤٩	«سير أعلام النبلاء – ط الرسالة»(٦/ ٣١٦): «١٣٤ - كَهْمَسُ بنُ الحَسَنِ التَّمِيْمِيُّ الحَنَفِيُّ البَصْرِيُّ،العَابِدُ، أَبُو الحَسَنِ، مِنْ كِبَارِ الثِّقَاتِ... حَدَّثَ عَنْ: أَبِي الطُّفَيْلِ... وَالحَسَنِ

		البَصْرِيِّ، وَجَمَاعَةٍ.حَدَّثَ عَنْهُ: ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَمُعْتَمِرٌ، وَيَحْيَى بنُ سَعِيْدٍ القَطَّانُ، وَوَكِيْعٌ
امام ابوحنیفه رحمه الله	١٥٠	سير أعلام النبلاء - ط الرسالة (٦/ ٣٩٠): «١٦٣ - أَبُو حَنِيْفَةَ النُّعْمَانُ بنُ ثَابِتٍ التَّيْمِيُّ، الإِمَامُ، فَقِيْهُ المِلَّةِ، عَالِمُ العِرَاقِ، أَبُو حَنِيْفَةَ النُّعْمَانُ بنُ ثَابِتِ بنِ زُوْطَى التَّيْمِيُّ، كُوْفِيٌّ... وُلِدَ: سَنَةَ ثَمَانِيْنَ، فِي حَيَاةِ صِغَارِ الصَّحَابَةِ.وَرَأَى: أَنَسَ بنَ مَالِكٍ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِمُ الكُوْفَةَ... وَرَوَى عَنْ: عَطَاءِ بنِ أَبِي رَبَاحٍ، وَهُوَ أَكْبَرُ شَيْخٍ لَهُ، وَأَفْضَلُهُم -عَلَى مَا قَالَ- وَعَنِ: الشَّعْبِيِّ.... وَعُنِيَ بِطَلَبِ الآثَارِ، وَارْتَحَلَ فِي ذَلِكَ، وَأَمَّا الفِقْهُ وَالتَّدْقِيْقُ فِي الرَّأْيِ وَغوَامِضِهِ، فَإِلَيْهِ المُنْتَهَى، وَالنَّاسُ عَلَيْهِ عِيَالٌ فِي ذَلِكَ.... حَدَّثَ عَنْهُ: خَلْقٌ كَثِيْرٌ... سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بنَ المُبَارَكِ يَقُوْلُ:لَوْلاَ أَنَّ اللهَ أَعَانَنِي بِأَبِي حَنِيْفَةَ وَسُفْيَانَ، كُنْتُ كَسَائِرِ النَّاسِ... سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ قَالَ:قِيْلَ لِمَالِكٍ: هَلْ رَأَيْتَ أَبَا حَنِيْفَةَ؟قَالَ: نَعَمْ، رَأَيْتُ رَجُلاً لَوْ كَلَّمَكَ فِي هَذِهِ السَّارِيَةِ أَنْ يَجْعَلَهَا ذَهَباً، لَقَامَ بِحُجَّتِه.وَعَنْ أَسَدِ بنِ عَمْرٍو: أَنَّ أَبَا حَنِيْفَةَ -رَحِمَهُ اللهُ- صَلَّى العِشَاءَ وَالصُّبْحَ بِوُضُوْءٍ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً.... تُوُفِّيَ: شَهِيْداً، مَسْقِيّاً، فِي سَنَةِ خَمْسِيْنَ وَمائَةٍ، وَلَهُ

		سَبْعُوْنَ سَنَةً، وَعَلَيْهِ قُبَّةٌ عَظِيْمَةٌ، وَمَشْهَدٌ فَاخِرٌ بِبَغْدَادَ.
وهيب بن ورد رحمه الله	۱۵۳	«سيرأعلام النبلاء- ط الرسالة» (۷/ ۱۹۸): «۷۵ - وُهَيْبُ بنُ الوَرْدِ المَكِّيُّ *أَخُو عَبْدِ الجَبَّارِ بنِ الوَرْدِ، العَابِدُ، الرَّبَّانِيُّ، أَبُو أُمَيَّةَ.وَيُقَالُ: أَبُو عُثْمَانَ المَكِّيُّ، مَوْلَى بَنِي مَخْزُوْمٍ.وَيُقَالُ: اسْمُهُ: عَبْدُ الوَهَّابِ.لَهُ عَنْ: تَابِعِيٍّ لَقِيَ عَائِشَةَ.... وَعَنْهُ: بِشْرُ بنُ مَنْصُوْرٍ السُّلَمِيُّ، وَابْنُ المُبَارَكِ... مَاتَ سَنَةَ ثَلاَثٍ وَخَمْسِيْنَ وَمائَةٍ.
سفيان ثوري رحمه الله	۱۶۱	ولدسفيان الثوري سنة سبعٍ وتسعين في خلافة سليمان بن عبدالملك؛ (الطبقات الكبرى لابن سعد جـ ٦ صـ ۳۷۱).توفي سُفْيان الثَّوري (رحمه الله) بالبصرة في شعبان سنة إحدى وستين ومائةٍ؛ (الطبقات الكبرى لابن سعد جـ ٦ صـ ۳۷۱).
ابراهيم بن ادهم رحمه الله	۱۶۲	«سير أعلام النبلاء ط الحديث» (۷/ ۷۰): إبراهيم بن أدهم:ابن منصور بن يزيد بن جابر، القُدْوَةُ، الإِمَامُ، العَارِفُ، سَيِّدُ الزُّهَّادِ، أَبُو إِسْحَاقَ العِجْلِيُّ -وَقِيْلَ: التَّمِيْمِيُّ- الخُرَاسَانِيُّ، البَلْخي، نَزِيْلُ الشَّامِ. مولده فِي حُدُوْدِ المائَةِ.... وَعَنْ يُوْنُسَ البَلْخي، قَالَ:

		كَانَ إِبْرَاهِيْمُ بنُ أَدْهَمَ مِنَ الأَشْرَافِ، وَكَانَ أَبُوْهُ كَثِيْرَ المَالِ وَالخَدَمِ، وَالمَرَاكِبِ وَالجنَائِبِ وَالبُزَاةِ، فَبَيْنَا إِبْرَاهِيْمُ فِي الصَّيْدِ عَلَى فَرَسِه يُرْكِضُه، إِذَا هُوَ بِصَوْتٍ مِنْ فَوْقِه: يَا إِبْرَاهِيْمُ! مَا هَذَا العَبَثُ؟ ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾ [المؤمنون: ١١٥]... اتَّقِ اللهَ، عَلَيْكَ بِالزَّادِ لِيَوْمِ الفَاقَةِ. فَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِه، وَرَفَضَ الدُّنْيَا. وَفِي "رِسَالَةِ" القُشَيرِي، قَالَ: هُوَ مِنْ كُورة بَلْخ، مِنْ أَبْنَاءِ المُلُوْكِ، أَثَارَ ثَعْلَباً أَوْ أَرْنَباً، فَهَتَفَ بِهِ هاتف: أَلهذا خُلِقتَ؟ أَمْ بِهَذَا أُمِرتَ؟ فَنَزَلَ، وَصَادفَ رَاعِياً لأَبِيْهِ، فَأَخَذَ عَبَاءتَه وَأَعْطَاهُ فَرَسَه، وَمَا مَعَهُ، وَدَخَلَ البَادِيَةَ، وَصَحِبَ الثَّوْرِيَّ، وَالفُضَيْلَ بنَ عِيَاضٍ، وَدَخَلَ الشَّامَ، وَكَانَ يَأْكُلُ مِنَ الحَصَادِ وَحِفْظِ البَسَاتِيْنِ، وَرَأَى فِي البَادِيَةِ رَجُلاً، عَلَّمَهُ الاسْمَ الأَعْظَمَ فَدَعَا بِهِ، فَرَأَى الخَضِرَ، وَقَالَ: إِنَّمَا عَلَّمَكَ أَخِي دَاوُدُ. وَتُوُفِّيَ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَسِتِّيْنَ وَمائَةٍ، وَقَبْرُهُ يُزَار. وَتَرْجَمَتُه فِي "تَارِيْخِ دِمَشْقَ" في ثلاثة وثلاثين ورقة.
امام مالك رحمه الله	١٧٩	سير أعلام النبلاء ط الحديث(٧/ ١٥٠): ١١٨٠- مالك الإمام-هُوَ شَيْخُ الإِسْلَامِ، حُجَّةُ الأُمَّةِ، إِمَامُ دَارِ الهِجْرَةِ، أَبُو عَبْدِ اللهِ

		مَالِكُ بنُ أَنَسِ بنِ مَالِك... مَوْلِدُ مَالِكٍ عَلَى الأَصَحِّ فِي سَنَةِ ثَلَاثٍ وَتِسْعِيْنَ، عَامَ مَوْتِ أَنَسٍ خَادِمِ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... وَطَلَبَ مَالِكٌ العِلْمَ وَهُوَ ابْنُ بِضْعَ عَشْرَةَ سَنَةً، وَتَأَهَّل لِلْفُتْيَا، وَجَلَسَ لِلإِفَادَةِ، وَلَهُ إِحْدَى وَعِشْرُوْنَ سَنَةً، وَحَدَّثَ عَنْهُ جَمَاعَةٌ وَهُوَ حَيٌّ شَابٌّ طَرِيٌّ، وَقَصَدَهُ طَلَبَةُ العِلْمِ مِنَ الآفَاقِ فِي آخِرِ دَوْلَةِ أَبِي جَعْفَرٍ المَنْصُوْرِ، وَمَا بَعْدَ ذَلِكَ، وَازْدَحَمُوا عَلَيْهِ فِي خِلَافَةِ الرَّشِيْدِ، وَإِلَى أَنْ مَاتَ.... وَشَذَّ أَيُّوْبُ بنُ صَالِحٍ، فقال: عَاشَ اثْنَتَيْنِ وَتِسْعِيْنَ سَنَةً. قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الضَّرَّابُ: هَذَا خَطَأٌ، الصَّوَابُ سِتٌّ وَثَمَانُوْنَ.
بشر بن المنصور رحمه الله	۱۸۰	«سير أعلام النبلاء ط الحديث» (۷/ ۳۵۲): بشر بن منصور"الإِمَامُ، المُحَدِّثُ، الرَّبَّانِيُّ، القُدْوَةُ، أَبُو مُحَمَّدٍ الأَزْدِيُّ، السَّلِيْمِيُّ، البَصْرِيُّ، الزَّاهِدُ. رَوَى عَنْ: أَيُّوْبَ السِّخْتِيَانِيِّ، وَشُعَيْبِ بنِ الحَبْحَابِ، وَعَاصِمٍ الأَحْوَلِ، وَسَعِيْدٍ الجُرَيْرِيِّ، وَطَبَقَتِهِم...قَالَ ابْنُ مَهْدِيٍّ: مَا رَأَيْتُ أَحَداً أُقَدِّمُهُ عَلَيْهِ فِي الوَرَعِ وَالرِّقَّةِ. قَالَ عَلِيُّ بنُ المَدِيْنِيِّ: مَا رَأَيْتُ أَخْوَفَ للهِ مِنْهُ، كَانَ يُصَلِّي كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مائَةِ رَكْعَةٍ. وَقَالَ القَوَارِيْرِيُّ: هُوَ أَفْضَلُ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ المَشَايِخِ.وَقَالَ الإِمَامُ

أَحْمَدُ: هُوَ ثِقَةٌ وَزِيَادَةٌ.قَالَ ابْنُ المَدِيْنِيِّ: حَفَرَ قَبْرَهُ، وَخَتَمَ فِيْهِ القُرْآنَ، وَكَانَ وِرْدُهُ ثُلُثَ القُرْآنِ.»... تُوُفِّيَ هَذَا الإِمَامُ -رَحْمَةُ الله عَلَيْهِ- فِي سَنَةِ ثَمَانِيْنَ وَمائَةٍ، وَلَهُ نَيِّفٌ وَسَبْعُوْنَ سَنَةً.		
«سير أعلام النبلاء ط الحديث» (٧/ ٣٦٥): «١٢٨٣- عَبد الله بن المُبارك ١: "ع"ابن واضح، الإِمَامُ شَيْخُ الإِسْلَامِ عَالِمُ زَمَانِهِ، وَأَمِيْرُ الأَتْقِيَاءِ فِي وقته، أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الحَنْظَلِيُّ، مَوْلَاهُم التُّرْكِيُّ، ثُمَّ المَرْوَزِيُّ، الحَافِظُ، الغَازِي، أَحَدُ الأَعْلَامِ وَكَانَتْ أُمُّهُ خُوَارِزْمِيَّةٌ.مَوْلِدُهُ فِي سَنَةِ ثَمَانِ عَشْرَةَ وَمائَةٍ.فَطَلَبَ العِلْمَ وَهُوَ ابْنُ عِشْرِيْنَ سَنَةً. فَأَقْدَمُ شَيْخٍ لَقِيَهُ: هُوَ الرَّبِيْعُ بنُ أَنَسٍ الخُرَاسَانِيُّ، تَحَيَّلَ وَدَخَلَ إِلَيْهِ إِلَى السِّجنِ، فَسمِعَ مِنْهُ نَحْواً مِنْ أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثاً، ثُمَّ ارْتَحَلَ فِي سَنَةِ إِحْدَى وَأَرْبَعِيْنَ وَمائَةٍ، وَأَخَذَ عَنْ بقَايَا التَّابِعِيْنَ، وَأَكْثَرَ مِنَ التَّرْحَالِ وَالتَّطْوَافِ، وَإِلَى أَنْ مَاتَ فِي طَلَبِ العِلْمِ، وَفِي الغَزْوِ، وَفِي التِّجَارَةِ وَالإِنفَاقِ عَلَى الإِخْوَانِ فِي الله، وَتَجهِيزِهم مَعَهُ إِلَى الحَجِّ.... وَحَدِيْثُهُ حُجَّةٌ بِالإِجْمَاعِ، وَهُوَ فِي المَسَانِيْدِ وَالأُصُوْلِ.... مَاتَ لِعَشْرٍ مَضَى مِنْ رَمَضَانَ، سَنَةَ إِحْدَى وَثَمَانِيْنَ وَمائَةٍ.	١٨١	**عبد الله بن مبارک رحمہ اللہ**
«طبقات الأولياء لابن الملقن(ص٢٦٦): فضيل بن عياض، أبو على، أحد الأقطاب،	١٨٧	**فضیل بن عیاض رحمہ اللہ**

ولد بخراسان، بكورة أبيورد، وقدم إلى الكوفة وهو كبير، فسمع بها الحديث. ثم تعبد وانتقل إلى مكة، وجاور بها، إلى أن مات، سنة سبع وثمانين ومائة. وأفرد ابن الجوزى ترجمته بالتأليف.وكان شاطراً، يقطع الطريق بين أبيورد وسرخس. وسبب توبته أنه كان يعشق جارية، فبينما هو ذات يوم يرتقى الجدران إليها، إذ سمع تالياً يتلو:) ألم يأن للذين آمنوا أن تخشع قلوبهم لذكر الله وما نزل من الحق (فقال: " بلى!. والله يارب! قد آن ". فرجع، فآواه الليل إلى خربة، فإذا فيها رفقة، فقال بعضهم: "نرتحل ". وقال بعضهم: " حتى نصبح، فان فضيلا على الطريق ". فآمنهم، وبات معهم.		
«سيرأعلام النبلاء- ط الرسالة» (٩/ ١٦٩): «٥٠ - يُوْسُفُ بنُ أَسْبَاطٍ الزَّاهِدُ، مِنْ سَادَاتِ المَشَايِخِ، لَهُ مَوَاعِظُ وَحِكَمٌ... رَوَى عَنْ: مُحِلِّ بنِ خَلِيْفَةَ، وَالثَّوْرِيِّ، وَزَائِدَةَ بنِ قُدَامَةَ.وَعَنْهُ: المُسَيَّبُ بنُ وَاضِحٍ، وَعَبْدُ اللهِ بنُ خُبَيْقٍ، وَغَيْرُهُمَا. «حلية الأولياء وطبقات الأصفياء» (٧/ ٥٣): تحت ذكر سُفْيَان الثَّوْرِيُّ:حَدَّثَنَا ابْنُ خَبِيقٍ، قَالَ: قَالَ لِي يُوسُفُ بْنُ أَسْبَاطٍ: قَالَ لِي سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَنَا وَهُوَ، فِي الْمَسْجِدِ: «يَا يُوسُفُ	١٩٥	يوسف بن اسباط رحمه الله

		نَاوِلْنِي الْمُطْهَرَةَ أَتَوَضَّأُ» فَنَاوَلْتُهُ فَأَخَذَهَا بِيَمِينِهِ وَوَضَعَ يَسَارَهُ عَلَى خَدِّهِ وَنِمْتُ فَاسْتَيْقَظْتُ وَقَدْ طَلَعَ الْفَجْرُ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا الْمُطْهَرَةُ فِي يَدِهِ عَلَى حَالِهَا فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الله قَدْ طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ: «لَمْ أَزَلْ مُنْذُ نَاوَلْتَنِي الْمُطْهَرَةَ أَتَفَكَّرُ فِي الْآخِرَةِ إِلَى هَذِهِ السَّاعَةِ.
شعيب بن حرب رحمه الله	١٩٦	«سير أعلام النبلاء ط الحديث» (٧/ ٥٨٦): «١٣٦٧- شُعَيب بن حرب ١: "خَ، د، س" الإِمَامُ، القُدوَةُ، العَابِدُ، شَيْخُ الإِسْلَامِ، أَبُو صَالِحٍ المَدَائِنِيُّ، المُجَاوِرُ بِمَكَّةَ مِنْ أَبْنَاءِ الخُرَاسَانِيَّةِ .... قَالَ أَحْمَدُ بنُ الحُسَيْنِ بنِ إِسْحَاقَ الصُّوْفِيُّ: سَمِعْتُ سَرِيّاً السَّقَطِيَّ يَقُوْلُ: أَرْبَعَةٌ كَانُوا فِي الدُّنْيَا، أَعمَلُوا أَنْفُسَهُم فِي طَلَبِ الحَلَالِ، وَلَمْ يُدْخِلُوا أَجْوَافَهُم إِلاَّ الحَلاَلَ: وُهَيْبُ بنُ الوَرْدِ، وَشُعَيْبُ بنُ حَرْبٍ، وَيُوْسُفُ بنُ أَسْبَاطٍ، وَسُلَيْمَانُ الخَوَّاصُ.... مَاتَ شُعَيْبٌ بِمَكَّةَ، سَنَةَ سِتٍّ وَتِسْعِيْنَ وَمائَةٍ.
وكيع بن جراح رحمه الله	١٩٧	«سير أعلام النبلاء ط الحديث» (٧/ ٥٥٩): «- وكيع ١: "ع"ابن الجراح بن مَليح»...وُلِدَ سَنَةَ تِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ وَمائَةٍ... وَكَانَ مِنْ بُحُوْرِ العِلْمِ، وَأَئِمَّةِ الحِفْظِ... قَالَ يَحْيَى بنُ يَمَانٍ: لَمَّا مَاتَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، جَلَسَ وَكِيْعٌ مَوْضِعَهُ....

		وَقَالَ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: مَا رَأَيْتُ أَحداً أَوعَى لِلْعِلمِ وَلَا أَحْفَظَ مِنْ وَكِيْعٍ.قُلْتُ: كَانَ أَحْمَدُ يُعَظِّمُ وَكِيْعاً، وَيُفَخِّمُهُ.... وَقَالَ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَجَّ وَكِيْع سَنَةَ سِتٍّ وَتِسْعِيْنَ، وَمَاتَ بِفَيْدَ. قُلْتُ: عَاشَ ثَمَانِياً وَسِتِّيْنَ سَنَةً، سِوَى شَهْرٍ، أَوْ شَهْرَيْنِ.
امام شافعي رحمه الله	٢٠٤	سير أعلام النبلاء - ط الرسالة(١٠/ ٥): الإِمَامُ الشَّافِعِيُّ مُحَمَّدُ بنُ إِدْرِيْسَ بنِ العَبَّاسِ ، مُحَمَّدُ بنُ إِدْرِيْسَ بنِ العَبَّاسِ... الإِمَامُ، عَالِمُ العَصْرِ، نَاصِرُ الحَدِيْثِ، فَقِيْهُ المِلَّةِ، أَبُو عَبْدِ اللهِ القُرَشِيُّ، ثُمَّ المُطَّلِبِيُّ، الشَّافِعِيُّ، المَكِّيُّ، الغَزِّيُّ المَوْلِدِ، نَسِيْبُ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَابْنُ عَمِّهِ، فَالمُطَّلِبُ هُوَ أَخُو هَاشِمٍ وَالِدِ عَبْدِ المُطَّلِبِ.اتَّفَقَ مَوْلِدُ الإِمَامِ بِغَزَّةَ، وَمَاتَ أَبُوْهُ إِدْرِيْسُ شَابّاً، فَنَشَأَ مُحَمَّدٌ يَتِيْماً فِي حَجْرِ أُمِّهِ، فَخَافَتْ عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ، فَتَحَوَّلَتْ بِهِ إِلَى مَحْتِدِهِ وَهُوَ ابْنُ عَامَيْنِ، فَنَشَأَ بِمَكَّةَ، وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّمْيِ، حَتَّى فَاقَ فِيْهِ الأَقْرَانَ، وَصَارَ يُصِيْبُ مِنْ عَشْرَةِ أَسْهُمٍ تِسْعَةً، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى العَرَبِيَّةِ وَالشَّرْعِ، فَبَرَعَ فِي ذَلِكَ، وَتَقَدَّمَ.ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الفِقْهُ، فَسَادَ أَهْلَ زَمَانِهِ.... وَارْتَحَلَ - وَهُوَ ابْنُ نَيِّفٍ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً، وَقَدْ أَفْتَى

		وَتَأَهَّلَ لِلإِمَامَةِ - إِلَى المَدِيْنَةِ، فَحَمَلَ عَنْ مَالِكِ بنِ أَنَسٍ (المُوَطَّأَ) ، عَرَضَهُ مِنْ حِفْظِهِ... وَبِبَغْدَادَ عَنْ: مُحَمَّدِ بنِ الحَسَنِ؛ فَقِيْهِ العِرَاقِ، وَلاَزَمَهُ، وَحَمَلَ عَنْهُ وِقْرَ بَعِيْرٍ.... وَصَنَّفَ التَّصَانِيْفَ، وَدَوَّنَ العِلْمَ، وَرَدَّ عَلَى الأَئِمَّةِ مُتَّبِعاً الأَثَرَ، وَصَنَّفَ فِي أُصُوْلِ الفِقْهِ وَفُرُوْعِهِ، وَبَعُدَ صِيْتُهُ، وَتَكَاثَرَ عَلَيْهِ الطَّلَبَةُ. تذكرة الحفاظ للذهبي (١/ ٢٦٥):امام الشافعي ولد سنة خمسين ومائة بغزة فحمل إلى مكة... توفي أول شعبان سنة أربع ومائتين بمصر.
محمد بن مقاتل رحمه الله	٢٢٦	«رجال صحيح البخاري = الهداية والإرشاد في معرفة أهل الثقة والسداد» (٢/ ٦٨١):«مُحَمَّد بن مقَاتل أَبُو الْحسن الْمروزِي المجاور بِمَكَّة سمع عبد الله بن الْمُبَارك ووكيعا وخَالِد بن عبد الله وأسباط بن مُحَمَّد وَالنضْر بن شُمَيْل وَالْحجاج الْأَعْوَر رَوَى عَنهُ البُخَارِيّ فِي (الْعلم) و (الْهِبَة) و (تَفْسِير النِّسَاء) مَاتَ سنة سِتّ وَعشْرين وَمِائَتَيْنِ قَالَه البُخَارِيّ.
بشر بن الحارث رحمه الله	٢٢٧	الطبقات الكبرى ط العلمية» :(٧ / ٢٤٦) بشر بن الحارث. رضي الله عنه. ويكنى أبا نصر. وكان من أبناء أهل خراسان من أهل مرو. ونزل بغداد وطلب الحديث وسمع من حماد

		بن زید وشریك وعبد الله بن المبارك وهشيم وغيرهم سماعًا كثيرًا. ثم أقبل على العبادة واعتزل الناس فلم يحدث. ومات ببغداد يوم الأربعاء لإحدى عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الأَوَّلِ سنة سبع وعشرين ومائتين. وشهده خلق كثير من أهل بغداد وغيرها. ودفن بباب حرب وهو يومئذ ابن ست وسبعين سنة».
سیدنا امام احمد بن حنبل رحمه الله	**٢٤١**	سير أعلام النبلاء- ط الرسالة (١١/ ١٧٧): ٧٨ - أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ / هُوَ: الإِمَامُ حَقّاً، وَشَيْخُ الإِسْلاَمِ صِدْقاً، أَبُو عَبْدِ اللهِ أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلِ بنِ هِلاَلِ... أَحَدُ الأَئِمَّةِ الأَعْلاَمِ... سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُوْلُ:وُلِدْتُ فِي شَهْرِ رَبِيْعٍ الأَوَّلِ، سَنَةَ أَرْبَعٍ وَسِتِّيْنَ وَمائَةٍ... طَلَبَ العِلْمَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، فِي العَامِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ مَالِكٌ... قَالَ عَبْدُ اللهِ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ: استكمَلْتُ سَبْعاً وَسَبْعِيْنَ سَنَةً، وَدَخَلتُ فِي ثَمَانٍ، فَحُمَّ مِنْ لَيلَتِهِ، وَمَاتَ اليَوْمَ العَاشِرَ. وَقَالَ صَالِحٌ: لَمَّا كَانَ أَوَّلُ رَبِيْعٍ الأَوَّلِ مَنْ سَنَةِ إِحْدَى وَأَرْبَعِيْنَ وَمائَتَيْنِ... وَهَذَا كَانَ يَوْمَ الثُّلاَثَاءِ، فَمَاتَ يَوْمَ الجُمُعَةِ.
سري سقطي رحمه الله	**٢٥٣**	«سير أعلام النبلاء- ط الرسالة» (١٢/ ١٨٥): «٦٥ - السَّرِيُّ بنُ المُغَلِّسِ السَّقَطِيُّ ، الإِمَامُ،

		الْقُدْوَةُ، شَيْخُ الإِسْلَامِ، أَبُو الحَسَنِ البَغْدَادِيُّ. وُلِدَ: فِي حُدُوْدِ السِّتِّيْنَ وَمائَةٍ.وَحَدَّثَ عَنِ: الفُضَيْلِ بنِ عِيَاضٍ، وَهُشَيْم بنِ بَشِيْرٍ، وَأَبِي بَكْرِ بنِ عَيَّاشٍ، وَعَلِيِّ بنِ غُرَابٍ، وَيَزِيْدَ بنِ هَارُوْنَ، وَغَيْرِهِم بِأَحَادِيْثَ قَلِيْلَةٍ، وَاشتَغَلَ بِالعِبَادَةِ، وَصَحِبَ مَعْرُوْفاً الكَرْخِيَّ، وَهُوَ أَجَلُّ أَصْحَابِهِ. رَوَى عَنْهُ: الجُنَيْدُ بنُ مُحَمَّدٍ، وَالنُّورِيُّ أَبُو الحُسَيْنِ... قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ: كَانَ السَّرِيُّ أَوَّلَ مَنْ أَظهَرَ بِبَغْدَادَ لِسَانَ التَّوْحِيْدِ، وَتَكَلَّمَ فِي عُلُوْمِ الحَقَائِقِ... تُوُفِّيَ: فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، سَنَةَ ثَلَاثٍ وَخَمْسِيْنَ وَمائَتَيْنِ.
محمد بن منصور طوسي رحمه الله	**٢٥٤**	«سيرأعلام النبلاء- ط الحديث» (٩/ ٥٥٠): محمد بن منصور ١ : "د، س"ابن داود بن إبراهيم الإِمَامُ الحَافِظُ القُدْوَةُ شَيْخُ الإِسْلَامِ أَبُو جَعْفَرٍ الطُّوْسِيُّ ثُمَّ البَغْدَادِيُّ العَابِدُ... وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الخَرَّازِ: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بنَ مَنْصُوْرٍ عَنْ حَقِيْقَةِ الفَقْرِ، فَقَالَ: السُّكُوْنُ عِنْدَ كُلِّ عدَمٍ، وَالبَذْلُ عِنْدَ كُلِّ وُجُوْدٍ.وَعَنْ مُحَمَّدِ بنِ مَنْصُوْرٍ أَنَّهُ سُئِلَ: إِذَا أَكَلْتُ وَشَبعْتُ فَمَا شُكْرُ تِلْكَ النِّعمَةِ؟ قَالَ: أَنْ تُصَلِّيَ حَتَّى لَا يَبْقَى فِي جوفِكَ مِنْهُ شَيْءٌ... مَاتَ -رَحِمَهُ اللهُ- فِي شَوَّالٍ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَخَمْسِيْنَ وَمائَتَيْنِ، وَعَاشَ ثَمَانِياً وَثَمَانِيْنَ سَنَةً.

يحيى بن معاذ رحمه الله	٢٥٨	«سير أعلام النبلاء- ط الرسالة» (١٣/ ١٥): «٨ - يَحْيَى بنُ مُعَاذٍ الرَّازِيُّ الوَاعِظُ ،مِنْ كِبَارِ المَشَايِخِ، لَهُ كَلاَمٌ جَيِّدٌ، وَمواعِظُ مَشْهُوْرَةٌ. وَعَنْهُ قَالَ: لَسْتُ أَبْكِي عَلَى نَفْسِي إِنْ مَاتَتْ، إِنَّما أَبْكِي عَلَى حَاجَتِي إِنْ فاتَتْ .. قَالَ: الدَّرَجَاتُ سَبْعٌ: التَّوْبَةُ، ثُمَّ الزُّهْدُ، ثُمَّ الرِّضَى، ثُمَّ الخَوْفُ، ثُمَّ الشَّوْقُ، ثُمَّ المَحَبَّةُ، ثُمَّ المَعْرِفَةُ.لَا يُفْلِحُ مَنْ شَمَمْتَ رَائِحَةَ الرِّيَاسَةِ مِنْهُ.وفي طبقات الصوفية للسلمي (ص٩٨): «١٤ - وَمِنْهُم يحيى بن معَاذ بن جَعْفَر الرَّازِيّ الْوَاعِظ تكلم فِي علم الرَّجَاء وَأحسن الْكَلَام فِيهِ وَكَانُوا ثَلَاثَة أخوة يحيى وَإِسْمَاعِيل وَإِبْرَاهِيم وأكبرهم سنا إِسْمَاعِيل وَيحيى أوسطهم وأصغرهم إِبْرَاهِيم وَكلهمْ كَانُوا زهادا وَإِبْرَاهِيم خرج مَعَ يحيى إِلَى خُرَاسَان وَتُوفِّي فِيمَا بَين نيسابور وبلخ وَقيل إِنَّه مَاتَ فِي بعض بِلَاد جوزجان وَخرج يحيى إِلَى بَلخ وَأَقَام بهَا مُدَّة ثمَّ رَجَعَ إِلَى نيسابور وَمَات بهَا سنة ثَمَان وَخمسين وَمِائَتَيْنِ وروى الحَدِيث.
بايزيد بسطامي رحمه الله	٢٦١	«سير أعلام النبلاء- ط الرسالة» (١٣/ ٨٦): «٤٩ - أَبُو يَزِيْدَ البِسْطَامِيُّ طَيْفُوْرُ بنُ عِيْسَى، سُلْطَانُ العَارِفِيْنَ، أَبُو يَزِيْدَ طَيْفُوْرُ بنُ عِيْسَى

بنِ شَرْوَسَان البِسْطَامِيُّ، أَحَدُ الزُّهَادُ، أَخُو الزَّاهِدَيْنِ: آدَمَ وَعَلِيٍّ، وَكَانَ جَدُّهُم شَرْوَسَان مَجُوْسِيّاً، فَأَسلَمَ»... وَعَنْهُ: مَا دَامَ العَبْدُ يَظُنُّ أَنَّ فِي النَّاس مَنْ هُوَ شَرٌّ مِنْهُ، فَهُوَ مُتَكَبِّرٌ ... تُوُفِّيَ أَبُو يَزِيْدَ بِبِسْطَامَ: سَنَةَ إِحْدَى وَسِتِّيْنَ وَمائَتَيْنِ.		
«سير أعلام النبلاء- ط الرسالة» (١٣/ ٣٣٠): سَهْلُ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ يُوْنُسَ أَبُو مُحَمَّدٍ التُّسْتَرِيُّ شَيْخُ العَارِفِيْنَ، أَبُو مُحَمَّدٍ التُّسْتَرِيُّ، الصُّوْفِيُّ الزَّاهِدُ.صَحِبَ خَالَهُ؛ مُحَمَّدَ بنَ سَوَّارٍ، وَلَقِيَ فِي الحَجِّ ذَا النُّوْنِ المِصْرِيَّ وَصَحِبَهُ....وَمِنْ كَلَامِ سَهْلٍ: لَا مُعِيْنَ إِلاَّ اللهُ، وَلَا دَلِيْلَ إِلاَّ رَسُوْلُ اللهِ، وَلَا زَادَ إِلاَّ التَّقْوَى، وَلَا عَمَلَ إِلاَّ الصَّبْرُ عَلَيْهِ..... مَوْتُهُ فِي المُحَرَّمِ، سَنَةَ ثَلَاثٍ وَثَمَانِيْنَ وَمائَتَيْنِ. أبو محمد سهل بن عبد الله بن يونس بن عيسى بن عبد الله بن رفيع التُّستري، ولد بمدينة تستر في سنة ٢٠٠هـ، وقيل:٢٠١هـ ، نشاة سهل بن عبد الله التستري وتصوفه نشأ سهل التستري في تستر، وكانت بدايات اتجاهه إلى التصوف في سن مبكرة جدا، واحتفظ لنا اليافعي بنص مروي عن سهل التستري تحدث فيه عن نشأته واتخاذه التصوف منهجا وسبيلا لحياته.	٢٨٣	**سهل بن عبد الله رحمه الله**

		وفي حلية الأولياء: "أصولنا ستة أشياء: التمسك بكتاب الله تعالى، والاقتداء بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأكل الحلال، وكف الأذى، واجتناب الآثام، والتوبة، وأداء الحقوق". وقال: "من كان اقتداؤه بالنبي صلى الله عليه وسلم لم يكن في قلبه اختيار لشيء من الأشياء، ولا يجول قلبه سوى ما أحب الله ورسوله صلى الله عليه وسلم" (الحلية ١٠/ ١٩٠، والزهد للبيهقي ٩٤٢، والطبقات وقال: سبعة ص٢١٠). وفاة سهل التستري أما وفاته فكانت بالبصرة سنة ٢٨٣ هـ، وقيل سنة ٢٧٣ هـ، وقيل (٢٩٣ هـ)، بعد حياة مباركة، فرحمه الله
جنيد بغدادي رحمه الله	٢٩٨	«سير أعلام النبلاء- ط الرسالة» (١٤/ ٦٦): «٣٤ - أَبُو القَاسِمِ الجُنَيْدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ الجُنَيْدِ النَّهَاوَنْدِيُّ ثُمَّ البَغْدَادِيُّ، القَوَارِيْرِيُّ، وَالِدُه الخَزَّازُ.هُوَ شَيْخُ الصُّوْفِيَّةِ.وُلِدَ: سَنَةَ نَيِّفٍ وَعِشْرِيْنَ وَمائَتَيْنِ، وَتَفَقَّهَ عَلَى أَبِي ثَوْرٍ.وَسَمِعَ مِنَ: السَّرِيِّ السَّقَطِيِّ ، وَصَحِبَهُ. هو أبو القاسم الجنيد بن محمد بن الجنيد البغدادي الخزاز صوفي من العلماء بالدين مولده ومنشؤه ببغداد وأصل أبيه من نهاوند وهو أول من تكلم في

		علم التوحيد ببغداد توفي سنة ٢٩٧ هـ. انظر وفيات الأعيان ١: ١١٧ وتاريخ بغداد ٧: ٢٤١ وحلية الأولياء ١٠: ٢٥٥ وصفة الصفوة ٢: ٢٣٥ وطبقات السبكي ٢: ٢٨ وطبقات الصوفية للسلمي ١٥٥ وطبقات الشعراني ١: ٩٨ ومرآة الجنان ٢(الروض النضر في ترجمة أدباء العصر (٢/ ١٦٥)
ابوبکر شبلي رحمه الله	٣٣٤	«سير أعلام النبلاء - ط الرسالة» (١٥/ ٣٦٧): الشِّبْلِيُّ أَبُو بَكْرٍ البَغْدَادِيُّ شَيْخُ الطَّائِفَةِ، أَبُو بَكْرٍ الشِّبْلِيُّ ، البَغْدَادِيُّ.قِيْلَ: اسْمه دُلَف بنُ جَحْدَر. وَقِيْلَ: جَعْفَر بن يُوْنُس.وَقِيْلَ: جَعْفَر بن دُلَف، أَصلُه مِنَ الشِّبْلِيَّة – قريَة وَمَوْلِدُهُ بِسَامَرَّاء. وَكَانَ أَبُوْهُ مِنْ كِبار حُجَّاب الخِلاَفَة.... وَسُئِلَ: مَا علاَمَة العَارف؟ قَالَ: صَدْرُه مشروحٌ، وَقَلْبه مَجْرُوح، وَجسمه مَطْروح.تُوُفِّيَ بِبَغْدَادَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَثَلاَثِيْنَ وَثَلاَثِ مائَةٍ.عَنْ نَيِّف وَثَمَانِيْنَ سَنَةً.
شيخ ابو طالب مكي رحمه الله	٣٨٦	سير أعلام النبلاء- ط الرسالة :(١٦ / ٥٣٦) صاحب القوت محمد بن علي بن عطية الحارث، الإمام، الزاهد، العارف، شيخ الصوفية، أبو طالب محمد بن علي بن عطية، الحارثي، المكي

		المنشأ، العجمي الأصل»...روى عن: أبي بكر الآجري، وأبي بكر بن خلاد النصيبي، ومحمد بن عبد الحميد الصنعاني...قال الخطيب: حدثني العتيقي والأزهري أنه كان مجتهدا في العبادة، وقال لي أبو طاهر العلاف: وعظ أبو طالب ببغداد، وخلط في كلامه، وحفظ عنه أنه قال: ليس على المخلوقين أضر من الخالق، فبدعوه، وهجروه...وله كتاب (قوت القلوب) مشهور ...توفي في جمادى الآخرة سنة ست وثمانين وثلاث مائة.
ابوالحسن بوشنجي رحمہ اللہ	٤٦٧	«سلم الوصول إلى طبقات الفحول» (٢/ ٢٦٦): الشيخ الإمام جمال الإسلام أبو الحسن... البُوشَنْجِي الشافعي (٤)، المتوفى بها في شوال سنة سبع وستين وأربعمائة، عن ثلاث وتسعين سنة. كان إمامًا فقيهًا مسندًا، تفقّه على أبي الطّيب سهل وأبي حامد الاسفرايني وأبي طاهر الزّيادي، القفّال وكان راسخًا في التقوى. سمع السّرخسي وهو آخر الرواة عنه، سمعه وهو ابن ست سنين وصحب أبا علي الدّقاق وأبا عبد الرحمن السّلمي .... وكان شيخ عصره ووحيد دهره، وكان سماعه للصحيح في صفر سنة إحدى وثمانين وثلاثمائة وهو ابن ست وستين. ذكره السبكي

امام غزالي رحمه الله	٥٠٥	معجم البلدان:(٤٩ / ٤) «حمد بن محمد بن محمد الغزالي الطوسي وأبي الفتوح أخيه، وأما الغزالي أبو حامد فهو الإمام المشهور صاحب تصانيف التي ملأت الأرض طولا وعرضا، قرأ على أبي المعالي الجويني ودرس بالنظاميّة بعد أبي إسحاق ونال من الدنيا أربه ثم انقطع إلى العبادة فحجّ إلى بيت الله الحرام وقصد الشام وأقام بالبيت المقدّس مدة، وقيل: إنه قصد الإسكندرية وأقام بمنارتها ثم رجع إلى طوس وانقطع إلى العبادة فألزمه فخر الملك بن نظام الملك بالتدريس بمدرسته في نيسابور فامتنع وقال: أريد العبادة، فقال له: لا يحلّ لك أن تمنع المسلمين الفائدة منك، فدرّس ثم ترك التدريس ولزم منزله بطوس حتى مات بالطابران منها في رابع عشر جمادى الآخر سنة ٥٠٥ ودفن بظاهر الطابران، وكان مولده سنة ٤٥٠، ورثاه الأديب الأبيوردي فقال»
ابن الجوزي رحمه الله	٥٩٧	تاريخ الإسلام - ت تدمري:(٣٩٤ / ٤٥) عليّ ابن العَلَّامة الحافظ جمال الدِّين أبي الفَرَج عَبْد الرَّحْمَن [٥] بْن علي بْن مُحَمَّد بْن عليّ. بدر الدِّين، أبو الحَسَن، ابن الجوزي، البغداديّ، الناسخ.ولد سنة إحدى وخمسين

وخمسمائة في شوّال أو رمضان»... مات في سَلْخ رمضان		
حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ 1220ھ میں پیدا ہوئے، کاندھلہ کے مشہور صاحب نسبت بزرگ تھے، کرامتیں ان کی مشہور ہیں، حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق (نواسہ شیخ عبدالعزیز محدث دہلویؒ) کے براہ راست شاگرد تھے، ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی ظاہری وضع قطع حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بہت زیادہ مشابہ تھی، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ان کے بارے میں فرماتے تھے کہ شیخ اسحاق کے شاگردوں اول درجے کے متقی شخص تھے، ارواح ثلثہ میں ان کے واقعات مذکور ہیں، حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ کے والد صاحب حضرت مولانا مملوک صاحب سے بھی قریبی تعلق تھا، 1283ھ کو انتقال کر گئے۔ (تذکرۂ حالات مشائخ کاندھلہ از مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی)	١٢٨٣	مولانا ظفر احمد كاندهلوي رحمه الله
حضرت مولانا قاسم نانوتوی صدیقی بانی دارالعلوم دیوبند 1248 ہجری بمطابق 1832ء کو دہلی کے شمال میں واقع قصبہ نانوتہ میں پیدا ہوئے، اکثر کتابیں مولانا مملوک علی صاحب (المتوفی 1267ء) والدِ حضرت مولانا یعقوب نانوتوی سے پڑھی، حدیث کی کتابیں حضرت مولانا عبدالغنی صاحب مجددی حنفی (المتوفی 1295ھ) سے پڑھی، تصوف واحسان کے لئے حضرت جناب حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ سے تعلق قائم کیا تھا، 1297ھ بمطابق 1880ء کو انتقال فرمایا۔ (بانی دارالعلوم دیوبند از حضرت مولانا سرفراز خان صفدر و سوانح قاسمی تفصیلی مجلد از حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی)	١٢٩٧	قاسم ناناتوي رحمه الله

مولانا یعقوب نانانوتی رحمہ اللہ	۱۳۰۲	حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ دار العلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرس تھے، 1249ھ کو پیدا ہوئے، حضرت مولانا مملوک علی صاحب کے بیٹے ہیں، اپنے والد اور حضرت شاہ عبد الغنی مجددی سے تحصیل علوم کئے، 1283ھ بمطابق 1866ء کو دیوبند مدرسہ میں صدارتِ تدریس کے منصب پر فائز ہوئے، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے مولانا ممدوح سے بڑے بڑے فیوض وبرکات حاصل کئے ہیں۔ 1302ھ بمطابق 1884ء کو انتقال فرمایا۔ (تاریخ دار العلوم دیوبند از محبوب رضوی، باب پنجم)

مصادر ومراجع عربی (حسب وفیات)

العقيدة

١) القحطاني، د. سعيد بن على بن وهف القحطاني الناش (ت: ١٤٤٠ هـ)، عقيدة المسلم في ضوء الكتاب والسُّنَّة، الناشر: مطبعة سفير، الرياض.

التفاسير

٢) القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد (ت: ٦٧١هـ)، الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي، الطبعة: الثانية، ١٣٨٤هـ - ١٩٦٤ م، الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة.

٣) ابن كثير، عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمر البصري ثم الدمشقي (ت: ٧٧٤هـ)، تفسير القرآن العظيم (ابن كثير) الطبعة: الأولى - ١٤١٩ هـ،الناشر: دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون – بيروت.

٤) اسماعيل حقي، إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي

الخلوتي (**ت ١١٢٧هـ**) روح البيان، الناشر: دار الفكر – بيروت.

كتب السنة

٥) ابن المبارك، عبد الله بن المبارك المروزي(**ت ١٨١ هـ**)،الزهد والرقائق لابن المبارك، من رواية الحسين المروزي (وملحق بآخره زيادات من رواية نعيم بن حماد)،حققه وعلق عليه: حبيب الرحمن الأعظمي.

٦) الطيالسي، أبو داود الطيالسي سليمان بن داود بن الجارود (**ت ٢٠٤ هـ**)، مسند أبي داود الطيالسي،الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ – ١٩٩٩ م،الناشر: دار هجر – مصر.

٧) ابن أبي شيبة، أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد العبسي (**ت: ٢٣٥هـ**) الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، الطبعة: الأولى، ١٤٠٩ الناشر: مكتبة الرشد – الرياض.

٨) ابن حنبل، ابو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، (**ت: ٢٤١هـ**) مسند أحمد ت شاكر، الطبعة: الأولى، ١٤١٦ هـ – ١٩٩٥ م ،الناشر: دار الحديث – القاهرة.

٩) البُخاري، أبو عبدالله محمد بن إسماعيل الجعفي، (**المتوفى: ٢٥٦هـ**)، صحيح البخاري، الطبعة: السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية،

ببولاق مصر، ١٣١١ هـ.

١٠) مسلم بن الحجاج، أبو الحسن القشيري، النيسابوري، (**المتوفى: ٢٦١هـ**) صحيح مسلم ، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

١١) ابن ماجه، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (**ت ٢٧٣ هـ**)، سنن ابن ماجه، الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي.

١٢) أبو داود، سليمان بن الأشعث بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني، (**المتوفى: ٢٧٥هـ**)، **سنن أبي داود**، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م ، الناشر: دار الرسالة العالمية-

١٣) أبو داود، سليمان بن الأشعث بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني، (**المتوفى: ٢٧٥هـ**)، الزهد، الطبعة: الأولى، ١٤١٤ هـ - ١٩٩٣ م، الناشر: دار المشكاة للنشر والتوزيع، حلوان – مصر.

١٤) المروذي، أبو بكر، أحمد بن محمد بن الحجاج المرُّوذي (ت ٢٧٥ هـ)، الورع، الطبعة: الأولى، ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م، الناشر: دار الصميعي - الرياض – السعودية.

١٥) الترمذي، أبو عيسى، محمد بن عيسى(**المتوفى:٢٧٩هـ**) سنن

الترمذي ت بشار الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر.

١٦) ابن أبي الدُّنيا، أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد (ت ٢٨١هـ)، **الجوع**، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م، الناشر: دار ابن حزم، بيروت لبنان.

١٧) ابن أبي الدُّنيا، أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد (ت ٢٨١هـ)، **الزهد لابن أبي الدنيا**، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ - ١٩٩٩ م، الناشر: دار ابن كثير، دمشق.

١٨) ابن أبي الدُّنيا، أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد (ت ٢٨١هـ)، **إصلاح المال**، الطبعة: الأولى، ١٤١٤هـ - ١٩٩٣م، الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت – لبنان.

١٩) الحارث بن أبي أسامة، (**ت: ٢٨٢ هـ**)، بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، الطبعة: الأولى، ١٤١٣ هـ - ١٩٩٢ م، الناشر: مركز خدمة السنة والسيرة النبوية - المدينة المنورة.

٢٠) الموصلي، أبو يعلى أحمد بن علي (**ت ٣٠٧هـ**)، مسند أبي يعلى، الطبعة: الأولى، ١٤٠٤ – ١٩٨٤، الناشر: دار المأمون للتراث – دمشق.

٢١) أبو بكر الخلال، أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون (ت ٣١١هـ)، الحث على التجارة والصناعة، الطبعة: الأولى، ١٤٠٧ هـ، الناشر: دار العاصمة، الرياض – السعودية.

٢٢) القشيري، أبو علي، محمد بن سعيد بن عبد الرحمن القشيري، (**ت ٣٣٤هـ**) تاريخ الرقة، الطبعة: الأولى ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م، الناشر: دار البشائر.

٢٣) الطبراني، أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (ت:٣٦٠ هـ)، المعجم الأوسط، عام النشر: ١٤١٥ هـ - ١٩٩٥ م، الناشر: دار الحرمين – القاهرة.

٢٤) الحاكم النيسابوري، محمد بن عبد الله (**المتوفى:٤٠٥هـ**)، المستدرك على الصحيحين ، الطبعة: الأولى، ١٤١١ – ١٩٩٠، دار الكتب العلمية – بيروت.

٢٥) الأصبهاني، أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (**ت ٤٣٠ هـ**)، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، عام النشر: ١٣٩٤ هـ - ١٩٧٤ م، الناشر: مطبعة السعادة - بجوار محافظة مصر.

٢٦) البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين، (**ت–٤٥٨هـ**) شعب الإيمان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م، الناشر: مكتبة الرشد للنشر

والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند ١٤١٩.

٢٧) البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي (ت ٤٥٨هـ)، القضاء والقدر، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م، الناشر: مكتبة العبيكان - الرياض، السعودية.

٢٨) المقدسي،ضياء الدين أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد المقدسي (**ت ٦٤٣هـ**)، المنتقى من مسموعات مرو — مخطوط، أعده للشاملة: أحمد الخضري،تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ١٤٣١.

٢٩) ابن بلبان، الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي (**ت ٧٣٩هـ**)، الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، الطبعة: الأولى، ١٤٠٨ هـ - ١٩٨٨ م، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت.

٣٠) الهيثمي،أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (**ت ٨٠٧هـ**)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،عام النشر: ١٤١٤ هـ، ١٩٩٤ م، الناشر: مكتبة القدسي، القاهرة.

٣١) السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (**ت ٩١١هـ**)، جامع الأحاديث (ويشتمل على جمع الجوامع للسيوطى والجامع الأزهر وكنوز الحقائق للمناوى، والفتح الكبير للنبهانى) تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة -١٤٣١.

٣٢) السيوطي،عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (**ت ٩١١هـ**)، صحيح وضعيف الجامع الصغير وزيادته، تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ـ ١٤٣١.

٣٣) المتقي الهندي، علاء الدين علي بن حسام الدين (**ت ٩٧٥هـ**)، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، الطبعة: الطبعة الخامسة، ١٤٠١هـ / ١٩٨١م، الناشر: مؤسسة الرسالة.

٣٤) عبد الله بن صالح المحسن، الأحاديث الأربعين النووية مع ما زاد عليها ابن رجب وعليها الشرح الموجز المفيد،الطبعة: الثالثة، ١٤٠٤هـ/ ١٩٨٤م، الناشر: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة.

شروح الحديث

٣٥) التبريزي، محمد بن عبد الله الخطيب العمري، (**المتوفى: ٧٤١هـ**)، مشكاة المصابيح، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥، الفصل الثاني، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت.

٣٦) ابن رجب الحنبلي، زين الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن شهاب الدين البغدادي (**ت:٧٩٥ هـ**)،جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم، الطبعة: السابعة، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م، الناشر: مؤسسة الرسالة – بيروت.

٣٧) ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن العسقلاني (**المتوفى : ٨٥٢هـ**)، إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة،الطبعة : الأولى ، ١٤١٥ هـ - ١٩٩٤ م، الناشر: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف (بالمدينة).

٣٨) العيني، أبو محمد محمود بن أحمد، (**المتوفى: ٨٥٥هـ**)، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، دار إحياء التراث العربي – بيروت.

٣٩) السفيري، شمس الدين محمد بن عمر بن أحمد السفيري الشافعي (**ت ٩٥٦هـ**)، المجالس الوعظية في شرح أحاديث خير البرية صلى الله عليه وسلم من صحيح الإمام البخاري، الطبعة: الأولى، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان.

٤٠) السهارنفوري، الشيخ خليل أحمد السهارنفوري (**ت: ١٣٤٦ هـ**)، بذل المجهود في حل سنن أبي داود، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ - ٢٠٠٦م، الناشر: مركز الشيخ أبي الحسن الندوي للبحوث والدراسات الإسلامية، الهند.

علوم الحديث

٤١) الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت، (**ت ٤٦٣هـ**)، الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع، المحقق: د. محمود الطحان،

الناشر: مكتبة المعارف – الرياض.

اصول الفقه

٤٢) الآمدي،علي بن محمد(ت:٦٣١هـ)، الإحكام في أصول الأحكام، الطبعة: الثانية، ١٤٠٢ هـ، الناشر: المكتب الإسلامي، (دمشق - بيروت).

علوم الفقه والقواعد الفقهية

٤٣) القرافي، أبو العباس شهاب الدين أحمد بن إدريس بن عبد الرحمن المالكي (المتوفى: ٦٨٤هـ)، الفروق، ١٩٩٤ م، دار الغرب الإسلامي- بيروت.

الفقه الحنفي

٤٤) الشيباني، محمد بن الحسن الشيباني(ت: ١٨٩ هـ)، الكسب.

٤٥) السرخسي، محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (ت ٤٨٣ هـ)، المبسوط، الناشر: مطبعة السعادة – مصر.

٤٦) الفتاوى العالمكيرية المعروفة بالفتاوى الهندية، المؤلف: جماعة من العلماء، محمد أورنك زيب عالم كَير، سلطان الهند، وكان مرجعا للعلماء، وأمر الأحناف منهم بأن يجمعوا -باسمه- فتاوى لِمَا يحتاج

إليه من الأحكام الشرعية، فجمعوا «الفتاوى الهندية» وتسمى «الفتاوى العالمكيرية». (١١١٨)، الطبعة: الثانية، ١٣١٠ هـ، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر (وصَوّرتها دار الفكر بيروت وغيرها)

٤٧) ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (**ت ١٢٥٢ هـ**)، رد المحتار على الدر المختار، الطبعة: الثانية، ١٣٨٦ هـ = ١٩٦٦ م، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي.

الفقه الحنبلي

٤٨) ابن حنبل، ابو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، (**المتوفى: ٢٤١هـ**) الجامع لعلوم الإمام أحمد — الفقه، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م، الناشر: دار الفلاح للبحث العلمي وتحقيق التراث، الفيوم - جمهورية مصر العربية.

الفقه العام

٤٩) الموسوعة الفقهية الكويتية، (مجموعة من المؤلفين) جماعة من العلماء تصدرها وزارة الأوقاف، الطبعة: (من ١٤٠٤ - ١٤٢٧ هـ) الأجزاء ١ - ٢٣: الطبعة الثانية، دارالسلاسل - الكويت. الأجزاء

٢٤ - ٣٨: الطبعة الأولى، مطابع دار الصفوة - مصر.الأجزاء ٣٩ - ٤٥: الطبعة الثانية، طبع الوزارة.

الرقائق والآداب والأذكار

٥٠) السمرقندي، أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي (**ت ٣٧٣هـ**)، تنبيه الغافلين بأحاديث سيد الأنبياء والمرسلين للسمرقندي، الطبعة: الثالثة، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م، الناشر: دار ابن كثير، دمشق – بيروت.

٥١) أبو طالب المكي، محمد بن علي بن عطية الحارثي(**ت ٣٨٦ هـ**)، قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد، الطبعة: الثانية، ١٤٢٦ هـ -٢٠٠٥ م، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان.

٥٢) أبو بكر البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي (**ت ٤٥٨هـ**)، كتاب الزهد الكبير، الطبعة: الثالثة، ١٩٩٦ الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية – بيروت.

٥٣) القُشَيْري، عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك القشيري (**ت ٤٦٥هـ**)، الرسالة القشيرية، الناشر: دار المعارف، القاهرة.

٥٤) الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد (**ت ٥٠٥ه**)،**احياءعلوم الدين**،

تاريخ النشر بالشاملة: ٨ ذو الحجة ١٤٣١ الناشر: دار المعرفة – بيروت.

٥٥) الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد (ت ٥٠٥هـ)، **كيماء سعادت.**

٥٦) الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد (ت ٥٠٥هـ)،**الاربعين في اصول الدين.**

٥٧) ابن الجَوْزي، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي (**ت ٥٩٧هـ**)، بحر الدموع، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ-٢٠٠٤ م، الناشر: دار الفجر للتراث.

٥٨) المنذري، عبد العظيم بن عبد القوي بن عبد الله، (**ت ٦٠٦ هـ**)، الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، الطبعة: الثالثة، ١٣٨٨ هـ - ١٩٦٨ م، الناشر: مكتبة مصطفى البابي الحلبي – مصر.

٥٩) النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (**ت ٦٧٦هـ**)، بستان العارفين، الناشر: دار الريان للتراث.

٦٠) الذهبي، تنسب لشمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد (**ت ٧٤٨هـ**)، الكبائر، الناشر: دار الندوة الجديدة – بيروت.

٦١) الصفوري، عبد الرحمن بن عبد السلام الصفوري (**ت ٨٩٤هـ**)، نزهة المجالس ومنتخب النفائس، عام النشر: ١٢٨٣هـ، الناشر: المطبعه الكاستلية – مصر.

٦٢) الغزي، نجم الدين الغزي، محمد بن محمد العامري القرشي الغزي

(**١٠٦١ هـ**)، حسن التنبه لما ورد في التشبه، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ - ٢٠١١ م، الناشر: دار النوادر، سوريا-.

٦٣) أحمد الطويل، أحمد بن أحمد محمد عبد الله الطويل، اتقاء الحرام والشبهات في طلب الرزق، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م، الناشر: دار كنوز إشبيليا للنشر والتوزيع، الرياض.

٦٤) ياسر عبد الرحمن، موسوعة الأخلاق والزهد والرقائق، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م، الناشر: مؤسسة اقرأ للنشر والتوزيع والترجمة، القاهرة.

السيرة النبوية

٦٥) الصالحي الشامي،محمد بن يوسف الصالحي الشامي (**ت ٩٤٢هـ**)، سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد، الطبعة: الأولى، ١٤١٤ هـ - ١٩٩٣ م، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان.

التاريخ

٦٦) الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت،(**ت ٤٦٣ه**)، تاريخ بغداد،الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢ م، الناشر: دار

الغرب الإسلامي – بيروت،
٦٧) الذهبي، شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد (**ت ٧٤٨هـ**)، تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م، الناشر: دار الغرب الإسلامي – بيروت.

الغريب والمعاجم

٦٨) البركتي، محمد عميم الإحسان المجددي البركتي (**ت١٣٩٥**)، التعريفات الفقهية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م، الناشر: دار الكتب العلمية.

التراجم والطبقات

٦٩) ابن سعد، أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي (**ت ٢٣٠هـ**)، الطبقات الكبرى، الطبعة: الأولى، ١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت.
٧٠) البُخاري، أبو عبدالله محمد بن إسماعيل الجعفي، (**المتوفى: ٢٥٦هـ**)، التاريخ الكبير، الطبعة: دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد – الدكن.
٧١) السلمي، محمد بن الحسين بن محمد أبو عبد الرحمن السلمي (**ت ٤١٢هـ**)، طبقات الصوفية، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ ١٩٩٨م،

الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت.

٧٢) الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (**ت ٤٦٣ هـ**)، المتفق والمفترق، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ – ١٩٩٧ م، الناشر: دار القادري للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق.

٧٣) الشِّيرازي، أبو اسحاق إبراهيم بن علي الشيرازي (**ت ٤٧٦هـ**)، طبقات الفقهاء، الطبعة: الأولى، ١٩٧٠، الناشر: دار الرائد العربي، بيروت – لبنان.

٧٤) ابن أبي يعلى، أبو الحسين محمد ابن أبي يعلى(**ت: ٥٢٦ هـ**)، طبقات الحنابلة، الناشر: مطبعة السنة المحمدية، القاهرة (وصورتها دار المعرفة، بيروت.

٧٥) ابن عساكر، أبو القاسم علي بن الحسن ابن هبة الله، (**ت: ٥٧١ هـ**)، تاريخ مدينة دمشق، عام النشر: ١٤١٥ هـ – ١٩٩٥ م، الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع.

٧٦) ابن خلكان، أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد (**ت ٦٨١هـ**)، وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، الناشر: دار صادر – بيروت.

٧٧) الطبري،أبو العباس، أحمد بن عبد الله بن محمد، محب الدين الطبري (**ت ٦٩٤هـ**)، الرياض النضرة في مناقب العشرة، الطبعة: الثانية،

الناشر: دار الكتب العلمية.

٧٨) الذهبي، تنسب لشمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد (**ت ٧٤٨هـ**)، سير أعلام النبلاء، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥ م، الناشر: مؤسسة الرسالة.

٧٩) ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن العسقلاني (**المتوفى : ٨٥٢هـ**)، تقريب التهذيب، الطبعة : الأولى ، ١٤١٥ هـ - ١٩٩٤ م،الناشر : مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف (بالمدينة). الطبعة: الأولى، ١٤٠٦ – ١٩٨٦، الناشر: دار الرشيد – سوريا.

٨٠) ابن مفلح، إبراهيم بن محمد بن عبد الله بن محمد ابن مفلح، (**ت ٨٨٤هـ**)، المقصد الأرشد في ذكر أصحاب الإمام أحمد، الطبعة: الأولى، ١٤١٠هـ - ١٩٩٠م، الناشر: مكتبة الرشد - الرياض – السعودية.

٨١) ابن المِبْرَد، يوسف بن حسن بن أحمد بن حسن (**ت ٩٠٩هـ**)، محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب الطبعة: الأولى، ١٤٢٠هـ/ ٢٠٠٠ م، الناشر: عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامية، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية. السيوطي،

عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (**ت ٩١١هـ**)، طبقات الحفاظ، الطبعة: الأولى، ١٤٠٣، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت.

٨٢) صالح بن عبد العزيز بن علي آل عثيمين الحنبلي مذهبا، النجدي القصيمي البُرَدِي (**١٤١٠ هـ**)، تسهيل السابلة لمريد معرفة الحنابلة ويليه «فائت التسهيل»، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠١ م، الناشر: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان.

الادب

٨٣) الدميري، محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري، (**ت٨٠٨هـ**)، حياة الحيوان الكبرى، الطبعة: الثانية، ١٤٢٤ هـ، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت.

مصادر ومراجع (اردو)

1- مولانا زوار حسین شاہ، عمدۃ الفقہ، اشاعت جدید: صفر المظفر ۱۴۲۹ ہجری بمطابق ۲۰۰۸ء، ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز۔

2- حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ، تذکرۃ الاولیاء، اردو، متوفی ۶۲۷ھ/ ۱۲۳۰ء۔

3- روحانی بازی، حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ، ترغیب المسلمین فی الرزق الحلال وطعمہ الصالحین، طبع دھم: ۱۴۴۳ـ۲۰۲۰م، الناشر: ادارۃ التصنیف والادب لاہور۔

4- مولانا سرفراز خان صفدرؒ، تفسیر ذخیرۃ الجنان، ناشر: میر محمد لقمان برادران، سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ۔

5- حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی رحمہ اللہ، معالم العرفان فی دورس القرآن، تیرہواں ایڈیشن صفر المظفر ۱۴۲۹ مکتبہ دورس القرآن فاروق گنج والا۔

6- علامہ نواب محمد قطب الدین دہلوی مظاہر حق جدید، طباعت: مارچ ۲۰۰۹ شکیل پریس کراچی، دار الاشاعت کراچی۔

7- ڈاکٹر علی اصغر چشتی، رزق حلال اور رشوت، اشاعت اول ۲۰۱۱ء، ناشر: دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، طابع: ادارہ تحقیقات اسلامی پریس۔

8- مولانا مفتی احمد ممتاز، حرام ذرائع آمدن، طبع اول: ذی الحج ۱۴۳۶ھ، ناشر: تعمیر معاشرہ جامعہ خلفائے راشدین۔

9- مولانا محمد عمران بن محمد آدم، حلال کی اہمیت، طبع اول: مئی ۱۹۹۸، میمن اسلامک پبلشرز لیاقت آباد کراچی۔

10- مولانا عبدالقیوم حقانی، ارباب وعلم وکمال اور پیشہ رزق حلال، تاریخ طباعت بار پنجم: محرام الحرام ۱۴۲۷ھ، ناشر: القاسم اکیڈیمی جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ۔

11- مفتی خالد سیف اللہ قاسمی، تحفہ مومن، طبع اول ۱۴۲۹ھ، ناشر: مکتبہ شریفیہ گنگوہ سہارنپور یوپی انڈیا۔

12- حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان، اسرارِ طریقت، یونی کوڈ، ناشر: مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-۲۴۷۵۵۴ (یوپی)

13- مولانا عاشق الہیٰ صاحب، تبلیغ دین محشیٰ مترجمہ، پسندیدہ: حضرت حکیم الامت، شائع کردہ، خان بہادر حاجی محمد وجیہ الدین، آرمس اینڈ ایمونیشن امپوریم کراچی صدر ۱۹۵۳ء۔

14- مفتی محمد مجیب الرحمن دیودرگی، امام بخاری چند امتیازی خصوصیات، ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، شوال ۱۴۳۸ھ مطابق جولائی ۲۰۱۷ء۔